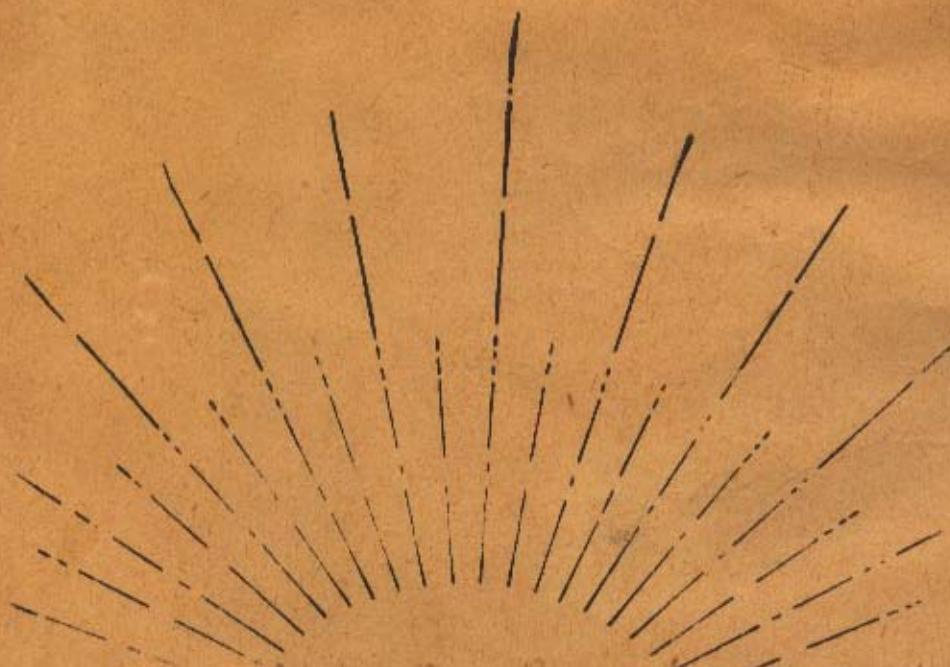


تجلی

ماہنامه دیوبند



Islamic View Paper Agency

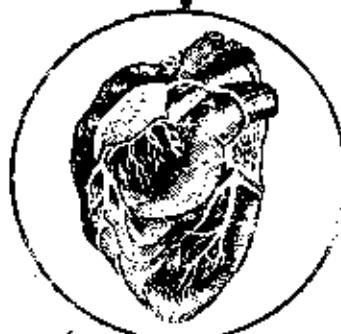
CLOTH BAZAR, RAJAH LUCKHAWA,

(C. REY.)

62 NP.

ایڈٹر - عاصم عثمانی (فاضل بوکس)

نکار اور خوف کا
دل پر کھرا
اثر بروتا
ہے



سنس خون کی خواص پیدا ہو سکتی ہیں

صَانِي

نظام عصبی کے فعل
کو درست کرتی ہے
خون کو صاف کرنی
سہے اور شفافت خون
پیدا کر کے چہرے پر
تاریگی نالی ہے۔

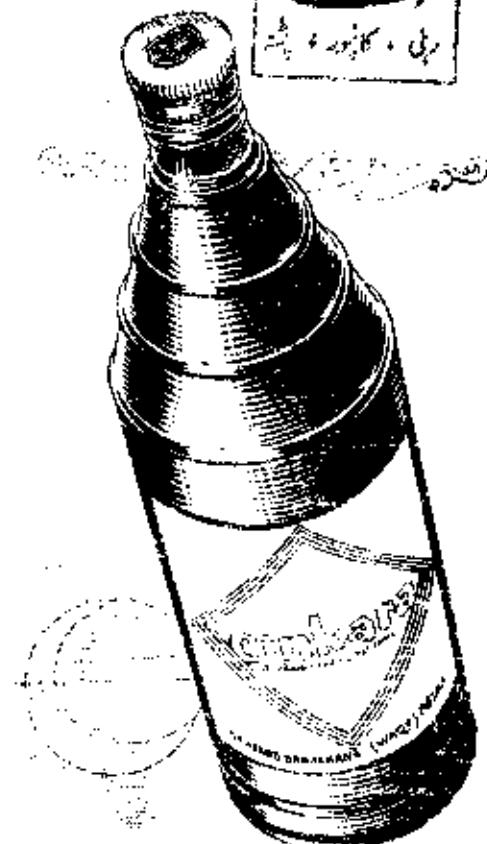


امداد

دینی - کافری - پختہ

سنکار

ایک قندی بخش و مذاقہ سے بخوبی کا کم جس سے
ھندو یا می چڑی بیٹیاں شامل ہیں جن کی والی مقادیت
تمت طبیعت سے تسلیم کی جاتی ہے۔ سنکار کا لکھنی ہونے
طاقت کا بھی جلدی بحال کر دیتا ہے۔



فہرست مضمون سطان ماہ اگسٹ ۱۹۷۳ء

۵

آغاز سخن
عامر عثمانی

کراچی سے ایک خط
محمد بارک حسنا

۱۹

تجھی کی طاں
عامر عثمانی

مسیحی میتھانے تک سام
لٹا بن العرب کی

۵۱

کھرے کھوٹے
عامر عثمانی

ترسلیں نہ اور خط و کتابت کا پتہ
دفتر تخلی - دیوبند ضمیم سہارن پوچھیں

پاکستانی حضرات:- نیچے لکھے ہوئے ہی پر
منی آرڈر بھیج کر وہ رسید ہمیں بھیج دیں جو منی آرڈر
کرتے وقت ڈاکخانہ سے ملتی ہے۔

مکتبہ عثمانیہ - میدان بازار ۲۲۸۰
پیر آہی بخش کالونی - کراچی (پاکستان)

عامر عثمانی پر نظر پبلشرنے "میشن بر ٹنک بر میں دیوبند"
سے چھوٹا کرایہ دفتر تخلی دیوبند سے شائع کیا۔

شمارہ نمبر ۶

جلد نمبر ۱۵

تھلی

ہر انگریزی ہفتہ کے پہلے ہفتے میں
شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت سات روپے فی پرچم ۲۴ پیسے

غیر حمالک سے سالانہ قیمت، اشتکنٹ شکل پوشل ردر
پوشل آرڈر پر کچھ نہ لکھنے بالکل صادہ رکھنے

اشد ضروری

لشان سے تو سمجھ لیجئے کہ اس پر آپ کی خریداری ختم
ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا وی پی
کی اجازت دیں۔ اگر آئندہ خریداری جاری
نہ رکھنی ہو تو بھی اطلاع دیں خاموشی کی صورت
میں اگلا پرچہ وی پی سے بھجا جائے گا جس وصول
کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا دوی پی سات روپے
با لٹھنے پیسے کا ہو گا، منی آرڈر بھیج کر آپ وی پی
خرج سے بچ جائیں گے۔

پاکستانی حضرات

ہمکے پاکستانی پتہ پر حیندہ بھج کر رسید منی آرڈر
اور ایمانا م اور مکمل پتہ ہمیں بھیج دیں سال جاری
ہو جائے گا۔

آغازِ سخن

”قومیت“ کا مسئلہ

ذریعے سے نہ تو مصر کے فرعون اور بک کے ابو جہل کو زندگی نہیں کرنا چاہتے ہیں نہ کسی قوم یا علاقوں پر شرع و تحریر کرنے کے لئے ممکن نہیں کرتے۔ وہ جو کچھ چاہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ پوری قوم عرب کے سینہ پر اسرائیل کو حوصلہ کر دیا گیا۔ اس کے عذاب اُتے اور سامراجی ساز شہروں کے فتوؤں سے عرب قوم کو بچائیں۔ یہ فیصلہ تو مستقبل کریمگار کے وہ پانچ سو مقصود میں کسی حد تک لایا ہے تو یہ میں لیکن ہے یہ تقدیم نہایت خلیف۔ اس مقصود کے حصوں کے لئے مقدم ٹھیک ہے کہ پوری قوم ایک جماعت کے نیچے آجائے۔ اس کے بغیر اس میں شہر ہنسیں ہے کہ عرب قوم کا تعلق نہایت تاریخی ہے۔ خدا گیس کے قوم اپنی زندگی اور موت کے اس مسئلہ کے سچھ جانتے اور جس خانہ جنگل کی حالت میں اس کو سامراجیوں اور ان کے انجمنوں سے اس وقت بدلنا کر دیا ہے۔ ایک مرتبہ اس سکھل کر دے پھر دنیا کو اپنے اتحاد اور اپنی صدرت کا تماشہ کھانے کے لئے۔

مندرجہ بالا اقتیاس کو مٹھہ کر دیں ایک عجیب کشمکش میں بدلتا ہے۔ قومیت کا یہ لعہ ایک خیر اسلامی لعہ ہی ہے۔ اور ایک مسلمان کے شایان شان اور اُس کے ایمان کا تفاہنا بھی یہ ہے کہ وہ اسلامی اتحاد کی دعوت بدل دے۔ لیکن یہ عرب قومیت کا لعہ کسی درجے میں، اسلام یا مسلمانوں کی ملتی اتحاد کے خلاف بھی نہیں۔ کیا جو خیر اسلامی ہو۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے اتحاد کے لئے بھی درجہ میں تھیہ بھی ہو سکتی؟ اگر اس عرب قومیت کے لعہ کے پردہ میں

راولپنڈی (پاکستان)
۱۹۷۴ء۔

مکرمی و محترمی جناب ہولانا عامر عثمانی صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ صاحب ”میثاق“
ماہ جون ۱۹۷۴ء کی اشاعت صفحہ ۲ اور ۳ میں تحریر فرمائی ہے۔

”جال عباد انصار کے غرہ قومیت کا ذکر کر آگلے ہے تو اسکے متعلق بھی ہمچنے چاہیں۔ یہی ظاہر گرد نیا ضروری تھا تھیں ہمچلے نہ زدیک یہ قومیت کا لعہ ہے تو ایک غیر اسلامی لعہ۔ ایک مسلمان مکران کی جماعت سے جمال عباد انصار کے شایان شان بات بھی بھی کروہ اسلامی اتحاد کی دعوت بلند کرتے۔ یہی اُن کے ایمان کا تھا اضافہ تھا اور اسی میں اُن کے لئے۔ قوم عرب کے لئے تاہم مسلمانوں کے لئے بلکہ تمامی نوع انسان کے لئے حقیقی خیروں کی تھی۔ لیکن اس لعہ کے لئے اس سے کہیں زیادہ بلد، عزم و محنت کی ضرورت ہے جو جمال عباد انصار کے اندر موجود ہے۔ وہ عرب کے بر جدہ ممالک میں اپنی

اور سامراجی طائفوں کی چیزوں دستیوں کے مقابلے کے لئے عرب قومیت کو وجہا سمجھے ہیں لیکن اسلامی لعہ کو بیدار کرنا اُن کے اس کام نہیں ہے۔ تاہم یہ خیال بالکل غلط ہے کہ عرب قومیت کا یہ نعرہ کسی درجہ میں بھی اسلام یا مسلمانوں کے ملنی اتحاد کے خلاف ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہی نہیں بلکہ اسلام اس کا مرجع و مسری افواہ کے خلاف جاد جانے بھی کسی نہیں میں نہیں ہے۔ جمال عباد انصار اس قومیت کے

کیا وحی ملیں گے۔ صاحب میثاق نے جو کچھ کہا وہ فی الحقیقت
کوئی بھروسہ نہ کری بیان دہیں رکھتا بلکہ ایک ایسے ذہن کا اور
جس کے تابے پاسے میں تخت التصوری عناد اور عصوبیت
کی نقیبی کو ہیں طبی ہوتی ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل آسان نہیں۔ اس کے ساتھیں
کافی طول اختیار کرنا ہو گا کہ کم صد و عرب کی سیاست ایسا
 موضوع نہیں جس پر زیادہ حکم اور وقت صرف کرنے میں عمل
 کوئی خاص افادہ نہ ہو، لیکن دو وجہ سے ایسا کرنا ضروری
 بھی ہے۔ اول یوں کہ منصوفانہ تقید کا حق تفصیل میں جائے
 بغیر ادا ہونا مشکل ہے۔ ثانیًا یوں کہ جس نوع کی ابھن پر مشتمل
 شیخ اللہ دہن اصحاب کا منقول بالامتنوب ہے، اسی طرح کی ابھن پر
 مشتمل ایک خط کا عقل جواب مولانا اصلاحی نے جلالی مکتب
 کے میثاق میں بھی دیا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس خط اور جواب خط
 کو جماعت اسلامی ہند کے آرگن دعوت نے بھی اپنی ۲۵
 چالائی سوائے کی اشاعت میں اس تائیدی فقرے کے ساتھ
 نقل کر لیا ہے کہ:-

”متوازن نقطہ نظر اپنے کی ضرورت“

گویا ادارہ دعوت مولانا اصلاحی کے ارشادات کی
 تحسین و تجدید میں کافی مستعد نہ کلا۔ ہم اپنی مختصر تفصیل اور دلائی
 خواہ کے ساتھ وہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ تم مولانا اصلاحی
 اپنی تصادمیاں اور غیر منطقی نکر کی روایتی یہ متنہ ہے کہ
 ہیں زاد ادارہ دعوت سطح سے بچ جائے کی تو فتن یا اسکا ہے۔
 عام لوگ خوبصورت الفاظ اور لکھن حروف کی الٹ پھر سے
 دھو کا کھا جائیں تو انہیں معذور گھاجا سکتا ہے لیکن جماعت
 اسلامی ہن جیسی تقدیم، بالغ نظر اور اصول پسند جماعت کا آرگن
 بھی حضن سطح میں اور سادہ لمحہ بنکرہ جائے یہ حادثہ فاجعہ سے
 کم نہیں۔

آگے بڑھنے سے پہلے ہم میثاق سے وہ پورا سوال جواب
 لعقل کرتے ہیں جس کا ابھی ذکر کیا۔ اپنے دلکھن کے جس طرح
 کی ابھن شیخ اللہ دہن اصحاب کے مکتب میں پہنچ گئی ہے دیسی
 ہی ابھن اس خط میں بھی ہے جس کا جواب مولانا اصلاحی نے

جملہ بعد الہ اسرائیل کے فرعون کو نہیں زندہ کرنا چاہتے۔ تو
 پھر قاہرہ ریلوے شیشن کے سامنے (جیسا کہ عامروہ ایسے)
 فرعون کا بُت کس مقدمہ کے لئے نصب کر دیا گیا ہے۔ کیا اس
 میثاق کے علمیں یہ بات نہیں آئی۔ کیا اُن کے علمیں یہ بتا
 بھی نہیں آئی کہ فرعون مصر کو مصر میں نور شور سے قبیلہ ہے
 قیامت کیا ہے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں
 فرعون مصر کی گیت گھنے ہے اور ہیں۔ اس عصوبیت جاہلیہ
 کے باوجود جو مصر میں آج کل اجمال عبد الناصر کے ذریعے سے
 پروان پڑھ رہی ہے۔ یہ ارشاد کیاں تک صحیح ہے اک جمال
 عبد الناصر مصر کے فرعون اور ملکے ابو جہل کو زندہ نہیں
 کرنا چاہتے اور پھر یہ سوال بھی حل طلب ہے کہ کیا ایک مسلمان
 کے لئے یہ درست ہے کہ اگر وہ اپنے اندر بلند عزوم حجت
 کو موجود نہیں پا تا تو وہ اسلام کی صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر
 جاہلیت مکے راستے کو منتخب کرے؟

ازراؤ کرم حوالہ بالا اقتباس سے متعلق ”تجھی“ میں اپنے
 مفصل خیالات سے مستفید فرمائیں۔ تاکہ سیری اور سیری
 طرح سوچنے والوں کی ابھن دوڑ ہو سکیں۔

امید ہے کہ آپ ماہ اگست کے ”تجھی“ میں ضرور اپنے
 خیالات سے استفادہ کا موقع دیں گے۔ فقط اسلام
 الحضر شیخ اللہ دہن تا۔ داد بیانی (پاکستان)

تجھی

عجیب بات ہے کہ جو استفادہ آپ کو صاحب میثاق
 سے کرنا چاہتے تھا وہ ہم سے کر رہے ہیں اور محترم صاحب
 میثاق کیے جس طرزِ تضاد کو آپنے خود پوری طرزِ تحسیں کر لیا
 ہے اس کی تھیں ہم سے چاہتے ہیں۔ غالباً آپ تجھی کافی
 دلوں سے پڑھ رہے ہوں گے۔ اگر ایسا ہے تو آپ کو معلوم
 ہو گا کہ چیستاں بنانے کا فن نہیں آتا۔ دو اور دو چار
 کی طرح بات کہنا ہماری عادت ہے اور چاہتے ہیں کہنا ہمی
 طویل اختیار کرنا پڑے کوئی بھی ہم تجھی میں قارئین کے
 بھلنسے کئے ہیں چھوڑتے۔ پھر بھلا ہم دوسروں کی سلسلیں

ہر جائیں گی۔ قومیت میں نہاد اس وقت شامل ہوتا ہے جب یہ بجا ہے خود حق و باطل کی سبھی طور ہیں جاتے اور اس کا تصور یہ چار حالت اور کافر اور رُوپ رہار کہ "میری قوم خواہ حق پر ہو یا باطل ہر" کسی قوم کا اپنے فطری حقوق کے تحفظ کے لئے مسترد اور تنظیم ہونا یا اس مقصد کے لئے اس کو منظم ہونیکی دعوت دینا ذکر ہے زیرِ نظر جائیداد۔ جولوگ الیسا سمجھتے ہیں وہ بالکل بے سورج کھٹے ایسا بھتھتے ہیں۔

آخر عرب ترکوں کے خلاف یا ترک عربوں کے خلاف مددی شامیوں کے خلاف یا شامی مصريوں کے خلاف افغان پاکستانی کے خلاف یا پاکستانی افغانیوں کے خلاف، مجرد اپنی عربی یا ترکیت یا مصریت یا شامیت یا افغانیت یا پاکستانیت کے زعم میں غفرہ لگانیں اور اپنی قومیت ہی کو کاپنے بڑھانے پر کلیں ٹھیکریں اور کسی بالآخر اصول حق و عدل کو یا اسلام کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو بلاشبہ ان کی قومیت خلاف اسلام اور ان کا نزد جاہلیت کا نزد ہے لیکن الگ ان کے اندر اپنے کسی جائز حق کی مدعافت کے لئے شعور قومیت ابھرے تو یہ اسی طرح جائز بلکہ ثواب ہے جس طرح کسی خاندان کے لوگ اپنے ناموں کی خلافت کے لئے کسی حملہ اور کے مقابلہ میں ایک تشرک جذبہ کے ساختہ ہتھتے ہیں۔

آخر جمال عبد الناصر ارجح عربی قومیت کا صدور اسی مقصد سے پھونکتے جس مقصد سے ایکس زبانیں ترکوں کو مصروف جاہز سے بے دخل کرنے کے لئے اخنی سامر اجیور نے مصروف جاہز اور شامیں پھنسکی اماتحا۔ تب تو بلاشبہ وہ قابل صلح مت نہ ہے، لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ اس وقت یہ صورت حال نہیں ہے۔ جمال عبد الناصر عربوں کو ترکوں یا افغانیوں یا پاکستانیوں کے خلاف نہیں تم کر رہے ہیں بلکہ اسراeel اور سامراجیوں کے خلاف تنظیم کر رہے ہیں ان کے پیش نظر اسلام یا مسلمانوں کی مخالفت نہیں بلکہ عرب قوم کی مدعافت ہے وہ جایج بن کر کسی پر حملہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ مدارف بن گرائیں غلیم خطر کے مقابلہ پر اپنا پیارہ کرنا چاہتے ہیں۔

دیا ہے۔ اس طرح یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ تصحیح صاحب الگ ہماری بحث یہ خط مولانا اصلحی کو صحیح نہیں کیا ہوتا۔

سوال

آپنے میں کے پرچہ میں عرب کی سیاسی تکمیل پر حوصلہ لکھا ہے وہ بہت خوب ہے۔ آپنے حالات کا پورا تحریر میں لکھا ہے اس سے وہ بہت سے شبہات بالکل صاف ہو گئے ہیں بوجمال عبد الناصر کے خلاف اس وقت عرب اور دوسرے مسلمان ملکوں میں پھیلاتے چاہرے ہیں لیکن بعض لوگ یہ بھتھتے ہیں کہ، قومیت کا نزد اسلام کے خلاف ہے اس وجہ سے یہ نزد بلند کر کے جمال عبد الناصر ایک فتنہ کو جھگڑے ہیں جسے مسلمانوں کے ملنے اتکا دلکشیاں پہنچے گا۔ یہ بات تو اپنے ہی تسلیم کر سکتے ہیں کہ یہ نزد اسلام کے خلاف ہے لیکن جو نہ اپ اس کی نزد اسلام اور مسلمانوں پر نہیں سمجھتے بلکہ حسکوت ملٹری اور سامراجیوں پر سمجھتے ہیں اس وجہ سے آپنے جمال عبد الناصر کے موقف کی تائید کی ہے۔ لیکن جو جیز اسلام کے خلاف ہے اور جس سے جاہلی نعروں کو تقویت محسن ہونے کا اذریش ہے کیا یہ صحیح ہو گا کہ اس کو فروع پانے کا موقع دیا جائے میں یہ بات بطور اعزاز میں نہیں پیش کر رہا ہوں بلکہ اپنے ایک شبہ کا ازالہ چاہتا ہوں۔

جواب

یہ بات صحیح نہیں ہے کہ قومیت کا شعور بالآخر بخاتے خود کوئی کفر ہے جس کے لئے اسلام میں سرے سے کوئی بخاشش ہی نہیں ہے۔ قومیت کے بھی کچھ جائز اور فطری حقوق ہیں جن کو اسلام نے تسلیم کیا ہے اور ان کے احترام کی تائید کی ہے بلکہ ان کو اجرائے دین میں شامل کر لیا ہے۔ اس عنوان پر جیرا ایک مفصل مضمون پیش اور کچھ اشاعتوں میں نکل چکا ہے۔ اس کو نکال کر پڑھ لیجئے اس سے بہت سی غلط فہمیاں رفع لئے لاحظہ ہیں۔ "میتاف" بابت جون و چنانی شہزادہ۔

جس طرح رب کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے ان کی گھٹی میں بھی پڑی ہوئی ہے۔ امر مزاج ہونے کی وجہ سے ان سے بعض شدید قسم کی غلطیاں بھی ہنار ہوئی ہیں لیکن یہ بالکل ہیں ایغماں بات ہے کہ وہ فرعی ہندو ہمیکے احیاء کے علاوہ ارہیں۔ الگ وہ فرعی ہندو ہمیکے علاوہ ارہیں تو ان سے زیادہ نادان کوئی بھی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس خواہ کے ساتھ ارہ کے اتحاد عرب کا خواب کبھی بورا نہیں ہو سکتا وہ نہیں کہ تھا ضرور کو سمجھتے ہیں یا نہ سمجھتے ہیں لیکن اینی سیاست کے تھا ضرور کو تو اچھی طرح سمجھتے ہیں تا جو شخص عنہ سے لیکر اچھا تر اور حراں تک کی وحدت کا خواب دیکھ رہا ہو وہ چاہے مولیٰ اور خود کا نام لے یا نام لے لیکن فرعون کا نام لے کر اپنے ایک خوصلہ مندانہ خواب کو خواب پریشان بنانے کی حماقت تو یہ حال نہیں کر سکتا۔

ترکوں کے خلاف جب ہرگز غیرہ میں ملی تو میت کی تحریک اجھری بھی تو بلاشبہ اس کامراج بھی تھا کہ ”مصر تصریوں کے لئے ہے“ اور فرعاً نہ ہمارے ہمراہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی کہ اس توہینت کامراج سنانے میں عساکر ادیبوں اور قطبی مفکروں کو پڑا دخل ہے۔ ان کے لٹری برادران کے افراد سے ہنارت مشکل قسم کے مسلمان بھی اسی قسم کی بوسان پرستی لئے تھے لیکن یہ زمانہ ماضی کی باتیں ہیں اس قسم کی باتوں کی ذمہ داری آج جمال عبد الناصر پر ڈالنا ہمارے نزدیک انسانیت کے خلاف ہے۔ ہر شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ آج جمال عبد الناصر قومیت کے اس تنگ تصور کے ساتھ اتحاد عرب کی راہ میں ایک قدم بھی آگئے نہیں بڑھ سکتے۔ سامراجوں کو پڑا یکمٹے سے میں چیارت کی داد دینی پڑتی ہے کہ اسی توہینت کو ایک زمانہ میں قواب بتانا ہماروں نے ترکوں کا عرب حاکم سے جائز اٹھوا دیا اور آج اس کو کفر بتا کر جمال عبد الناصر کی گدن مردادیت کے درپے ہیں تاکہ اسرائیل کا جو خبر انہوں نے اُمت حمایت کے سینے میں پوری سوت کیا ہے امرافت

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس مقصد کے لئے بھی نہیں اسلامی اتحاد کی دعوت ہی کو زیر ہنا چاہیے تھا تو یہ بات کہنے کے لئے تو بالکل ٹھیک ہے لیکن آپ یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ حالات میں کسی متحده اسلامی لاک ہی قائم کی راہ میں کوئی ناقابل عبور شکلات ہیں۔ جب صرف حرث کے متحرج ہوئے مسامراجوں نے استئن اڑستے ڈال وکھے ہیں تو یہ بڑے عالم اسلامی کے اتحاد کو وہ بھی لاک ممکن ہونے دیں کے جب کہ عالم اسلامی میں سے ایک ایک ملک کی تحریک اخنی کے ہاتھ میں ہے۔ ایسے حالات میں جمال عبد الناصر نے اگر اپنے کام کو عرب ہی تک محدود رکھا تو انہوں نے بڑی حقیقت پسندی کا ثبوت دیا اور اپنی طاقت و صلاحیت کا انہوں نے صحیح اندازہ کیا۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسرائیل کی صورت میں جو صیبت نازل ہوتی ہے دو برادر راست عرب ہی پر نازل ہوتی ہے۔ اس کا احساس جتنا ان کو ہو سکتا ہے ہم کو اور آپکو نہیں ہو سکتا۔ تم اور آپ تو زیادہ سے زیادہ بھروسے بانی ہماری کا انہار کر سکتے ہیں لیکن اسی کے لئے تو یہ موت اور زندگی کا مسئلہ ہے اس وجہ سے عرب میں اگر کچھ رمق باقی ہے تو توہین یہی ہے کہ ۱۵۰ اس خطۂ عظیم کے مقابل میں سخت ہو جائے گا۔ ورنہ تقریب کے نو شتر کو اگون مٹا سکتے ہیں!

آج جمال عبد الناصر پر فرعونیت کے اچھاء کا الزام جو دھرا جا رہا ہے پر رب سامراجوں کا پروگریڈ اسے۔ پہلے انہوں نے ترکوں کو زک دینے کے لئے توہینت کا بھی افسوس عربی مصروف یا مطہرا یا اور اب جب اسکی نزد خود ان پر پڑی ہے تو یہ اسلامیت کے علم بردار بنتے ہیں۔ جو لوگ بلا کھینص اس قسم کی باتیں آج پھیلا رہے ہیں پیرے نزدیک وہ اسلام کی نہیں بلکہ بالواسطہ اسرائیل کی خدمت کر رہے ہیں، لیکن ان لوگوں کو اس کا شوہر نہیں سہے۔ میں جمال عبد الناصر کی اسلامیت کی وکالت نہیں کر رہا ہوں۔ میں ان کو اسی قسم کا اسلام حکما رکھتا ہوں جس قسم کے ہمارے اور آپ کے حکماء میں۔ مغربیت

رسبے پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ قلمیت مابین جناب جہاں عبد الناصر کے تصور قومیت کے نام معنوی گوتیوں کا علم اور اک اور ان کے عراجم و مقاصد اور جزویتیت کے جغرافیہ کا علم مولانا اصلاحی کو آخر کن ذرائع سے ہوا جو وہ اتنی قلمیت کے ساتھ ان کی دکالت کر رہے ہیں دکان اس سے بڑھ کر کیا ہو گی کہ مصر و جماز کے دورہ کرنے والے متعدد فضلاء اور ملکہ ملک کے بے شمار اخبارات نے جواطلہ میں دیپے پیش کی ہیں مولانا اصلاحی ان سب کو نہایت دلوقت کے ساتھ سامراجیوں کا پروپریگڈہ قرار دے رہے ہیں اور وہ لوگ اپنی نظر میں بھجو جھوک سے بے بہرہ اور فریب خودہ ہیں جنہوں نے مصری لغتہ قلمیت کو اس کی آخری تہذیب دیکھنے کے بعد اس سے بیزاری کا اخبار لیا ہے۔

چنان تکمیل علم ہے مولانا اصلاحی مصر تشریف نہیں سمجھے۔ ویسے جانتے ہی تو ہر پوشمند جانتا ہے کہ جو جا نئے اور چند دن یا چند چھتے کی دوسرے ملک میں قیام فرانس سے پورست کنہ حلقائی کا علم کم ہی کسی کو ہو سکتا ہے۔ کیا حال ہی کی پیغمبر مجدد نہیں کو بعض حضرات روس کی دعوت پر روس تشریف لے گئے اور وہاں انھیں اسلام دینی کی بجائے اسلام نو آدمی اور رداد اوری کے مناظر نظر آئے اور پھر پتے وطن پڑھ کر ان سادہ لوحوں نے پھوک کی طرح روس کی شان میں قصیر پڑھ دیا۔

مولانا اصلاحی اگر مصر تشریف سے لے کے ہوئے اور یہ باور کرنے کے لئے کوئی قرینہ موجود ہوتا کہ جمال عبد الناصر جنباً کے دل و دماغ اور فرح کے نہیں خانے میں انھیں جماں نکلنے کا موقع نصیب ہو رہا ہے اور لغتہ قلمیت کے طول و عرض، اخوات دخوات اور سمت درج کا مطالعہ کرنے کے لئے انھیں بے لاؤں مطالعے کا چانس میر آیا ہے تب تو عبد الناصر کی طرف سے ان کی صفائی اور مصری تحریک قلمیت کی ترجمانی کوئی وزن رکھتی تھی، لیکن پھر بیٹھ کر بعض تمیل اور مشق نصیر پر کی مدد سے کاغذی خاکہ بنانا اور بد دلیل قیصلہ کر کے حقائق کو پروپریگڈہ لئے اور دینا سمجھدی گئے دائرے میں

تک پورست ہی رہے جب تک عرب قوم کی جان رہنگی جائے۔ پھر داد دیجئے ان خوش قسمتوں کی خوش قسمی پر کہ اس پر گلنڈے میں تعاون کے لئے ہمارے اندر ہی سے ان کو ترقیت کے آدمی لائھے آئے ہیں۔
مراسلہ مذاکرہ - امین احسن اصلاحی

بھلی | جو شخص تدریب نہ کرنے یا تدریب کا اہل ہی نہ ہو وہ تو یہاں اصلاحی کے اس خوش زنگ چوایتے تصرف طبقہ پر ہوگا۔ قریب بلکہ داد دخیلین سے ڈڑھ مگرے بھی بر سامنہ تاریخ ہے، لیکن جو شخص جذبہ عدل اور علم و تحقیق کے پیشے ارتکاز کیسا تھے اس جواب کو پڑھ گا وہ اس کے سوا کسی شیخ پر نہیں پہنچ گا کہ مولانا فقط الفاظ کا حکیم ہے ہیں۔ آپے دیکھا انھوں نے اپنے اس مسلسلے متفقہ مضمون کے لئے میثاق بابت جن و جملائیں لٹڑ کا جوال دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اسے پڑھ لجھے بہوت سی فلسفہ ہیں اور ہر جا ہیں کی۔ ہم نہایت تعجب کے ساتھ عرض کریں گے کہ اس حوالہ مضمون کو پڑھنے کے بعد ہمیں یہ نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے کہ یا تو فیضی ایجادگی کے باعث مولانا خدا پنچی ہی تحریروں کے مطالب و مضرات سمجھتے کی پوزیشن میں رہے ہیں یا پھر کہ بھی فارمین کو ہم ذکارے اتنا محروم خال کرستے ہیں کہ وہ ان کے خلافات کے تصادم و انتشار کا ادارا کہیں کر سکیں گے۔ حقیقت جو کچھ بھی ہوئم اگلی اشتراحت میں ان کا اسنادہ والا مضمون نقل کر کے دھنلا میں کے کہ مضمون بجالے غلط فہیار رفع کرنے کے نہایت دلچسپ طور پر ان کے موجودہ جواب کی تردید و تعلیط کر لائے اور اس نظر آتا ہے کہ اس میں انھوں نے جو کچھ کہا تھا وہ تو واقعیت نہ کر سمجھ کا نقش طبیعت تھا اور اب جو کچھ کہہ رہے ہیں ایک ایسے نادرست و درزونیدہ فکر کا اور وہ ہے جس کے زادیتے فاس تعصیات کی کردیتی ہیں۔ دعویٰ ملاد لیل ہماری عالمی نہیں۔ وہ مضمون اشارہ اللہ اکٹھا جو بھلی کے مفہمات نے نقل ہو گا فی الحال ہم صرف متفقہ بالاجواب کے بعض مطالب پر گفتگو کرستے ہیں۔ وبالآخر توفیق۔

نہیں آتا۔

استعمال الگر صحیح محل میں ہو تو اسے بجا طور پر ظاہر و مہتر قرار دیا جاسکتا ہے۔ آپ دیکھتے انہوں نے اپنے چاپ بیس سارے ازور ناصر صاحب کے حصے نیت اور مقصد کی پاکیزگی پر دیا ہے۔ گوایا مقصد و نیت کی پاکیزگی کا لفظ ذلانے کے بعد وہ بھجتے ہیں کہ جمال ناصر کے نام نہاد ”غورہ قومت“ پر اب کسی ایراد و اعتراض کی بخشش باقی نہیں رہی حالانکہ نئے تین سال پہلے کے مضمون میں — جو لگئے علی میں اقل کیا جائے گاہ کا حل کرتا بلکہ ہیں کہ عصر حاضر کا نظریہ قومت اپنے مزاج اور نظرت ہی میں شک نظری، خدا جاریت، ہبھٹ دھرمی اور اسلامی نفع کے گوناگون مقاصد کو اسلام صحیح سمجھتے ہوئے ہیں کہ جمیل فردی اگر وہ اس نظریہ کو اختیار کرے گا وہ ان مقاصد کی دار و گیر اور پیغمبیر سنتی کرنے کر نہیں جا سکتا۔ اگر بات اتنی بھی سی تھی کہ:

”قومت میں فاد اس وقت شامل ہوتا ہے جبکہ بجائے خود حق و باطل کی کسوٹی ہن جائے اور اسکا تھبب یہ جارحانہ اور کافرازد روپ دمارے کہ ”میری قوم خواہ حق پر ہو یا باطل پر۔“

تو پھر تین سال پہلے یہ درود مسی اٹھانے کی کیا ضرورت تھی کہ تفصیل کے ساتھ نظریہ قومت کے مقاصد زیر قرطاس فرمائیں اور یہ تاکید بھی ساتھ ساتھ کرتے جائیں کہ یہ مقاصد نظریہ قومت کی رگ رگ میں سماں کے ہوتے ہیں، یہ کسے مزاج کا جزو ولا ہنگک ہیں۔ انہیں الگ کر کے نظریہ قومت کی اختیار کرنا عملًا محال ہے۔

مزید لطف یہ کہ قسط اول میں مولانا نسلی قومت کے پھر برترین مقاصد گنوائے۔ پھر دوسری قسط میں ”طنی قومت“ پر لفظ کرتے ہوئے آغاز ہی میں فرمایا کہ:

”طنی قومت کے اندر نہ کوئہ بال مقاصد کے علاوہ کچھ مزید مقاصد بھی نہیں۔“

اب کا ہمارے یہ عرض کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ جمال ناصر کا اختیار فرمودہ نظریہ قومت فقط نسلی ہی نہیں ہے بلکہ وطنی بھی ہے۔ وطنی بھی کیا مفہوم وہ تو اصلًا

مولانا کے پیش نظر جواب کو پڑھنے والا ایک سادہ لمحہ اُدمی اس کے سو اکیا بھکھے کا کہ قوم پرستی بحق ایک سادہ ہی چیز ہے فقط نیت اور ارادے کی تربیتی سے لامی چشت بدلت دیتی ہے۔ نیت میں کچھ فساد ہے تو قوم پرستی نہ ہو مگر لیکن نیت در امداد ہے تو قوم پرستی نہ ہو۔

حالانکہ اس مضمون کی خیز اور سراپا فریب تاثر کی تھیت ہے ملکہ دامے پر ظاہر ہے اور خود مولانا ہی نے اپنے شہنشاہی مضمون میں پڑھنے شروع اور تفصیل کے ساتھ اسکی نفویت کو محقق کیا ہے۔ قوم پرستی ماضی میں فقط ایک سادہ سا نظریہ رہی ہو گی تو یہی ہو گی ملک مولانا تین سال پہلے کے مضمون میں اسی فرمایا ہے اب یہ ایک سادہ نظریہ نہیں ماقابلہ از مہرہ ہے۔ ایک ذہل درذہل تم کا مسلک ہے۔

گوناگون مفردات سے ترتیب پایا ہوا مجموع ہے اسی رگ رگ میں بعض ایسے عناصر ہوں بنکر دوڑ رہے ہیں جنہیں کسی طرح بھی اس سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ فقط مقاصد اور نیت کی تبدیلی کی نیاد پر یہ دعویٰ کرنا کہ آج کی ”قلم سجن“ عبادت بن سکتی ہے ایسا ہی ہے جسے آپ یوں کہیں کہ کوئی کو انکو سمجھ کر نوش کرنے سے نکولی کی تلخی شیرینی میں بدل سکتی ہے اور اس سے دھی اثرات دوائیں مصال ہو سکتے ہیں جو انگوڑے ہمال ہوتے ہیں۔

مولانا اصلاحی تین سال قبل بجا طور پر صحر ج فرا چکے ہیں کہ آج کی قوم پرستی دسی مقصوم و سادہ نہیں جسی ازمنہ گذشتہ کی قوم پرستی ہو اکری تھی۔ آج کی قوم پرستی تو نقاصل و مقاصد کا ایک بلندہ ہے اور پرلقا اکھنڈ مقاصد لیے ہیں ہیں کہ جس کا جی چاہئے انہیں ٹوٹی کی طرح اٹاوار کر الگ رکھ دے بلکہ تو اس نظریہ کے خیر اور قدرت میں داخل کر دیئے گئے ہیں۔

لیکن آج مولانا بسب بھول کر ”قلم سجن“ کو فقط تجویز جسی ایک سادہ چیز پا در کر رہے ہیں جو بھلٹے خود بھس نہیں بلکہ اس کی بخاست غلط استعمال پر مختصر ہے اور

سقول تھئے ننگی کیا نہ ائے کیا پھر طے۔ مولانا اصلاحی جمال ناصر کے حسن نیت کا اکشاف ذریماں تب بھی دنیا خوب جانتی ہے کہ اب وہ سیل روایتیں میں جذب ہو چکا ہے۔ قلب بھٹکتے اُنھوں نے ذریف شرق و ذریب پر جھانا جلا گیا تھا۔ اب ذریب سو راؤں کا کام فقط پر وہ گیا ہے کہ اپنی ہی بیٹیاں فوجاگیریں۔ جب جس کام کو قع پڑے اپنی ہی قوم بھر جھڑھ دوڑھے اور دارود سن کے بازار تج جاتیں۔ کہے کو جہاں کی ہر بریت کا درختم ہو چکا ہے لیکن اسلام کی یعنیک الحکاک دینکھنے تو علم و خصیب کی ہر راستے انکیں کے ساتھ اچھی جلوہ گر ہے۔ پر علم و خصیب نہیں تو اور کیا ہے کہ جب کوئی عکران چاہے لوگوں کے کار و بار اور املاک کو فرمائے۔ اور اس بھی بڑا ظلم یہ ہے کہ اس سبقتی کو نام دے اسلام کا۔ زندہ باش جمال حبیل الماءصر۔ تم خیتم ہو، تمہارا مقصد بھی خیتم ہے۔ تم صلاح کے سوا کچھ نہیں چاہتے۔ اس اصطلاح اور خوبیت کی نیت سے یہ ضرور چاہتے ہو کہ سعودی عرب کی ایجنسی سے بیان نج جائے اور اس کے ہر اونچے مقام پر۔ حقی کہ یعنی خضراء پر بھی قومیت کا شان اور حجم ہمارتے۔ وہ قومیت جس کی نظر فریب جعلی پر فراخنہ کی تصویریں پیاز کے عرق سے بنائی گئی ہیں تاکہ تم جب چاہو یہ خواہ کی نظروں سے غائب رہیں اور جب چاہو اچھے دکھا کر ایسیں ابھار دو۔

استدلال یا حسن سازی؟

مولانا کے جواب کی کچھ سطرنیں خصوصیتیں لائیں تجزیہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا:-

"اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس مقصد سے تجھے انھیں اسلامی اتحاد کی دعوت ہی کو دریہ بنانا چاہیے تھا تو یہ استدلال کے لئے تو مکمل شیکھتے یعنی آپ صاف ہیں کہ موجودہ حالات میں کسی تحدیدہ اسلامی بلکہ کی علم کی راہ میں کتنی ناتابیں عبور شکلات ہیں۔ جب صرف عرب کے تقدیر ہوئے میں سامراجیوں نے لئے اُنگے ڈال شکھیں تو پورے عالم اسلامی کے انتساب کو

دھنی ہی ہے۔ پھر بھی آج مولانا یہ بادر کر رہے ہیں کاظمیہ قومیت میں فرادیں اس وقت شامل ہوتا ہے جب تھیٹ کا فرازندہ دھارے ہے۔ یہ سادہ لمحیٰ یا پھر مخالفطر انقدری کی بڑی شاندار مثال ہے۔

اور یہ بھی نہ بھولئے کہ ابھی تک سیم نے اس حسنطن سے تعریض نہیں کیا جو مولانا نے جمال ناصر کی ذات سے ذات کیا ہے۔ اس حسنطن کو قرآن قصل مان کر بھی بات وہ نہیں ہے کہ جو مولانا بنا بنا چاہتے ہیں لیکن اسلام کی یعنیک الحکاک کو دار پر نظر کریں، ان کے اُس اعمال انسے کو دیکھیں شاہ فاروق کے بعد سے اب تک منحصرہ شہرہ پر آیا ہے اور انکے دل وہ راغب کی شدید مغرب زدگی کو سامنے رکھیں تو کھر کی ادنیٰ سے حسنطن کی بھی کچھ اچانک باقی نہیں رہ جاتی۔ مانا ان میں بھی خوبیاں بھی ہیں، وہ اپنے بیض کا رناموں کے لئے۔ بشر طیکہ ان کارناموں کا انتساب ان کی طرف درست ہو۔ لائق تعریف کھی ہیں، لیکن خوبیاں ابو جہل اور ابو جہل میں بھی کھیں۔ خوبیاں اُن پاکستانی حکمرانوں میں بھی ہیں جو پاکستان کو قرآن دعالت دے لئے اسلام کا بیان پڑھتے ہوئے ہیں۔ خوبیاں ہمکے ہندوستانی حاکموں میں بھی ہیں جو حسکول ازم کے حقیقی تھا خصوصیں کو پالیں کر کے میں کسی سترم سے کم نہیں لیکن سوال تو ان خوبیوں کا ہے جنھیں خود اسلام نے معروف اور عاصن کے خاتمے میں درج کیا ہے۔ جمال ناصر ایسی کی خوبی کے حامل پڑتے جسے اسلام بھی محترم قرار دیتا جب تو ایسی کی جاسکی تھی کہ ان کا فرہرست قیمت اسلامی اقدار کا پچھہ چھو لفاظ ضرور کے گا لیکن موجود حسن درجے کے مغرب زدہ تجدید اور اادہ پرست ہیں اس کے ہوتے ایک اچھی یہی حسنطن رکھ مکمل ہے ان کا فرہرست قیمت کو فرود تینمیں فدو باہوا ہو گا۔

اور یہ جو کہاں کار جمال ناصر کے پیش نظر کسی قوم یا علاقے پر سرخ و سیخ کی کمد پھیلانا ہیں تو اس پر سہنی آگئی۔ جن پیچاہوں سے اپنے ہی بدن کا چھٹھلا چوشت سیچھا لے ہیں بن رہا ہے وہ کسی پہلوان کے بدن سے پارچہ کاٹنے کا خواب کیا رکھیں گے

کی تقطیم سخت دشوار ہے مسجدہ اسلامی بلاک ظاہر عصر
مالک عربی کے اتحاد کو نہیں کرتے یہ اصطلاح تو نہیں کی
تامسلمان حملکتوں کے نظر و اتحاد پر صداقت آتی ہے پھر
نفس سوال سے اسی گل افشاںی کا لیا تعلق رہا یہ ایک
الگ بحث ہے کہ مسجدہ اسلامی بلاک کی راہ میں کیا فقط
سماں ہیں جس کے اڑنے کے حائل ہیں پاسبے بڑی رکاوٹ
تامسلمان حملکاؤں کا ارادہ برست تغرب زده اور خدا
فرمودش ذہن ہے۔ ہماری توجہ تراست یہ ہے کہ سامراج جو
یا گروپ ٹیوں یا کسی بھی عویض گروہ کی وسیعہ کاروں پر
ذمہ داری ڈال دیتے کا مستاست خود رہاں

اپنی گردیاں چھیننے کا ایک پٹا
ہر سخت ہے۔ اس سمجھ کو جیسے

دیجی لوگ استعمال کرئے توں

جو خدا پسے حصہ اچھے

ہی اور دوسروں کے لئے

وہی اور دوسروں کے لئے

وہی اپنی تن آسمیوں

کا جواز پیدا کرتے ہیں

تامہم یہاں پیوں ہیں

ساختہ بھی جانی جائیں۔ مخفیہ میدار کو کافی پاتی اور بھلی

بحث ہے کہ جس دائرے

میں جمال عبد الناصر اتحاد دو

نظام کا صور پھونکنا چاہئے ہیں

خطوٹیات کا پتہ اگر بھی میں

اور فلارج دارین کا نہام ہونے کے

غلادی گیرے قلبی دروغی اتحاد کا سبے

مضبوط تکمیل اور پاکیزہ ذریعے ہے۔

چاری ہے جب کہ بالغ نظر مکملین کے نزدیک قوم پرستی

تو وہ بھی فاسد کا سد ہی ہے جس کی عمارت اسلام کے فیل

پایوں پر اٹھائی جائے۔ اسلام کو سچ کیوں بغیر سوائے خدا

پرستی کے کسی پرستی کا احیاء و ارتقاء ممکن ہی نہیں ہے

ہذا سلم قوم پرستی بھی اپنے مفہمات و خصوصیات کا تھا

سے تولد علاطفت ہی ہوگی۔ مگر جب قوم پرستی کی عمارت

فضلی و عطا فیل پایوں پر اٹھائی جائے سجدیہ کا محروم

بھلاک بھکن ہوئے دیں گے جب کہ عالم اسلامی میں
ایک ایک ملک کی شریک اعلیٰ کے باخداں ہیں۔ ایسے
حالات میں جمال عبد الناصر نے اگر پتے کام کو عرب
بھی نکل مددور رکھا تو انہیں نے بڑی حقیقت پتی
کا ثبوت، باہر اپنی طاقت و صلاحیت کا انہوں نے
صحیح ادا کیا۔

ذرائع تبریزی میں یہ کہ ارشاد ہوا ہے۔ ایک شخص بحوال
کرتا ہے کہ جمال عبد الناصر نے اتحاد عرب کے مقصد نیکی کا جمال
کو نہ کے لئے عصر حاضر کے قائد تین نظریے، نظریہ قومیت
کو اساس کیوں بنایا خود اسلام کو داس س
یکوں نہ بنا۔ دوسرے نقطوں میں
اس شخص کا سر ایسا یہ ہے کہ فاعل
اور تحقیق کی خاطر تمام حاکم

عربی میں اتحاد و معاہدہ
کی فضایاں اگرچہ کے لئے
جمال عبد الناصر نے اس
نظریہ قومیت کو اختیار
کیوں کیا جو اپنے مراحل اور
ساختہ بھی جانی جائیں۔ مخفیہ میدار کو کافی پاتی اور بھلی
لئے ہوتے ہے۔ اس اسلام کو
افتخار کیوں نہ کیا جو مقاصد کا قائم

خطوٹیات کا پتہ اگر بھی میں
اور فلارج دارین کا نہام ہونے کے
غلادی گیرے قلبی دروغی اتحاد کا سبے
مضبوط تکمیل اور پاکیزہ ذریعے ہے۔

گویا اسکی ذریعے اور سلسلے کے ائمے میں کوہاں کر دیا
ہے یہ نہیں کہہ رہا کہ اتحاد و انصباطی کو کشش کا دادرہ صرف
وہ تکمیل کیوں نہ دو رکھا۔ اور سے باہر سائیہ اسلامی
مالک نیک کیوں نہ پھیلایا۔ بلکہ مولا نا اسلامی اصل
سوال کو الفاظ کے پھیلیں گم کر کے جواب دے رہے ہیں اس
سوال کا جو کیا ہی نہیں کیا۔ ددبارہ ان کی عمارت پر طیعہ
وہ فرمائیں کہ موجودہ حالات میں مسجدہ اسلامی بلاک

ضرورتی

اہل سنت والجماعت جامع مسجد نیروی ایسٹ افریقی کیلئے
ایک ایسے خطیب کی ضرورت ہے جو انگریزی، عربی اور اردو میں
خطبے سے سکے خطبے کے لئے چھاہ کے اندر یہاں کی مقامی زبان کا
ستکھلیتا ضروری ہو گا۔ درخواستیں سکریٹری جامع مسجد کیلئی پوشت
کیں۔ مسجد نیروی کے نام عراجم اور مطہر شریخ نوہ کی تفصیل کے
ساختہ بھی جانی جائیں۔ مخفیہ میدار کو کافی پاتی اور بھلی
معفت جیسا کئے جائیں گے۔



کے حسن کو ناپاک و سائل سفر میں بھیت کر دے۔

یہ سب اس صورت میں ہے جب ہر یہ ماں بھائی کے ناصری نعروہ قومیت اتحاد عرب کے لئے واقعہ شد کوئی موترا درستجو خیز سیاستیں پھیل رکھتے ہیں۔ ہم تو اسی میں کام ہے جس کے منظہ پر آنکھیں بیوں وہ دیکھے کہ اس نام نہاد نعروہ سے قبل دنیا بے عرب میں امن و آشنا کا پارہ گیا تھا اور اب کیا ہے۔ اب تو دنیا بے عرب میں کشت دخون، شکستہ دیخت، عزاد و کدورت، تبازن و تصادم اور بیخ و تھنگ کا وہ بخوبی جان کیا ہوا ہے کہ الاماں وال الحفیظ۔ کیس ایسا تو نہیں کہ بخوبی جال، بخون بر ساتی ہوں آندھی، یہ برا در شیعیہ وحشی ساندوں جیسی دھماکوں کی طرح اس نعروہ قومیت ہی کے برگ و بار ہوں۔ آج مذاقت کا سبب گڑا جو چوں بصورت الفاظ ہی قرار پائے ہیں۔ بڑی بصورت بات ہے کہ اذہم سب وطنی اشتراک کی بیانات میں مکمل اسرائیل اور سامراجیوں کے جارحانہ حربے کندکر دیں لیکن اس جیسی دعوت کی تھوڑیں میں آفتائے مصر کی حرب جاہ اور شاہ مزاجی کس حد تک کار فرما ہے اس کا اندازہ اُن تھوڑاں حالات سے لگایا جا سکتے ہے جو اس شعروے کی برتائی میں عرب میں غرفت ای طرح سڑھا چکے ہیں۔ جان بھی وہ کوئی کوئی دین ناپسے اور میں چھلنی کرنے کا نشیطانی بھیں جیسے دیکھنے بھی بیجھے کر دیکھ کرو وہ ان میں ناصر کے طوفداروں کا ضرور ہے۔

غیرہ ماں بھی لیجئے کہ آفتائے مصر نہ پاپت گھاٹنے اور ایثار پیشیں۔ ان کا نعروہ قومیت صدقی صدر نسلیعاً رائے ہے اور خاتم صدر نے کافلینہمی کے ماخون ہمیں سماں یا بیکویہ بات ہر صاحب قوم کے لئے سامنے کی بات ہے کہ اس میں مذہبیت کی بیانات پر مرتب کی ہوئی کوئی تحریک اور نقطہ وادی وسائل پر مبنی کوئی منصوبہ عرب قوم کو نہ اسرائیل سے بخات دل مکتابہ نہ سامراجی ساز شیور، سے۔ عرب خاتم صدر نے مذہبیت مصراوی کوئی نظریات کے ساتھ سفر کرے تو ایک یہم القلب مالیہ دین اس کی تعریف کرنے میڈھ جائے مادر مقصودہ نظری

جمال عبد الناصر صاحب اٹھا رہے ہیں تب تو ادنیٰ دیجے ہیں بھی بھی خیر۔ اسلامی عینہ میں خیر کی ایک رکنا چال کے گھوٹنے میں اس تلاش کرنے کے مراد ہتھ ہے۔

جمال عبد الناصر کے اس تدبیر کی تعریف کرنا بھی یہاں پہنچا کر انھوں نے اپنے کام کو عرب ہی تک محدود رکھا۔ سائل کب رہا ہے کہ انھیں پوری دنیا کے اسلام تک پہنچنے پڑھانا چاہیے تھا۔ سائل کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ مصطفیٰ کا حکمران صرف دنیا بے عرب ہی کو مخدوٰ قلم کرنے کی کوشش کرتے۔ بورا عرب تو کیا اگر عرب کے صرف دعویٰ ہی ملا کت تک آفیٰ مصراویٰ مبارک بکششوں کا داگرہ محدود کر دیتے تب بھی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ اعتراض اوس ذریعے پر ہے جسے حصول مقصودہ کا وسیلہ بنایا گیا ہے۔ بڑی وجہ فاسد و غلطی ہے۔ اس کے لفاظ سے اسلامی تقاضوں کے ہم آہنگ نہیں قدم قدم یہ اسلامی اقدار و تعیبات سے تصادم ہے۔ سائل کہتا ہے کہ مقصود اتحاد حمال کرنے کی خاطر آفیٰ مصطفیٰ کو قومیت کا شور نہیں اُبھارنا چاہیے تھا کیونکہ "قومیت" اب ایک سادہ اور بحد احساس کا نام نہیں رہا ہے بلکہ تو ایک ڈل درخواست اذم ہے۔ ایک مرتب نظری ہے۔ اس کو اُبھارنے سے اسلامی قدریں اس سے بھی زیادہ پہاڑ بڑی جتنی وہ اب تک ہوئی ہیں۔ اس کے بھارت اسلامی شور کو اُبھارنے کی کوشش کرنی چلئی ہے۔ اسلامی شور سے بڑھ کر امت مسلمہ کے لئے مبارک اور پانڈاہ بیانادور کوئی نہیں ہو سکتی۔

مولانا اصلوی اس سوال کا جواب نہیں دیتے۔ خدا صروریت کرتے ہیں کہ جمال عبد الناصر اس کے اول ہی نہیں عذر بے شک معموقوں ہے لیکن اس کی معقولیت اگلے ہی تجھ ختم ہو جاتی ہے جب مولا نافرہ قومیت کی تحریک شروع کر دیتے ہیں۔ یہ کہاں کی معقولیت ہے کہ جو شخص کی مقصود عطا ہی اور متری نیک کی طرف اسلام کے ساتھ نہ جل ملنا پڑے وہ اسلام دشمن نظریات کے ساتھ سفر کرے تو ایک یہم القلب مالیہ دین اس کی تعریف کرنے میڈھ جائے مادر مقصودہ نظری

قرآن آمات ہیں، لیکن اخلاقی و روحانی اقدار سے یک قدر استدراحتی و بھینے کے بعد امکانات و وقفات کا مدار صرف ادی قوت پر نتاسیب و توازن پر رہ جاتا ہے، خالی خوش نہیں کیلئے کوئی جگہ نہیں باقی رہتی۔ جمال تصور اگر ٹھیٹ مادہ پرست بن پڑے ہیں اور اسی راہ سے قوم عرب کو اپنا اٹھانا چاہتے ہیں تو مولانا اصل احی جیسے شاید چند ہیں میرین اس میں شکر کر سکیں کہ پیشچھے جی کا خواہیں جس کی تعبیر کے لئے مستقبل کا استخار کرنے کی صورت نہیں۔ یہ آپ اپنی تعبیر ہے اور دنیا اسی سی آخری تہذیب دیکھ رہی ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے اور ہو رہا ہے کہ قویت کا نزدہ مصری موسنوں کی ل裘 قلبے اسلام کے دھنیلے لقوش بھی ایک کیس کی کھڑج دیے لیکن یہیں بھی کا اور نہیں ہو سکتا کہ بے ضمیری اتفاق اور بد کرداری کی تھدا سے نشوونما پانے والا شحرِ قمیت وہ فرخندہ برج و بارلا سکے جن کا امرکان مولانا اصل احی کو نظر آ رہا ہے۔ ملکوں سے فرم ہی پیدا ہوتا ہے انگور نہیں۔ طریقی کی تازہ مثال آپکے سامنے ہے۔ سادہ لوگوں نے مصلحتِ کمال سے بھی خوشنما انسدیں پاندھی تھیں۔ اسے فازی کمال پاشا کہہ کر خوشی کے گیت لگائے گئے تھے لیکن ہوا کیا؟ ۔۔۔ وہی کہ الجلوس کے درخت سے اندر نہیں مل سکے اور لئے کا گوشت اپنی آخری بونی تک رکھتے ہی کارا۔ یعنی حشرہ مر جلہ ہو گا ہمیشہ ہو گا۔ خدا اسی کا ارشتہ دار نہیں۔ وہ کسی کا دشمن بھی نہیں۔ عیسائی یہودی کیونکہ سب اسی کے بناء پر ہیں۔ تھکن فی الارض کا قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ ہزار جمال ناصر بوردوں کے مدن کا ایک بمال نہیں اکھاڑ سکتے اگر قوت کا سرچشمہ اکھوں پر کیڈا ری ہی کو بنایا ہے۔ قوم پرستی بھی اپنی تمام ترسناختوں کے باوجود کردار چاہتی ہے۔ کردار کے بغیر سونا بھی مٹی ہے۔

خدائی مثاثن ہے قوم عرب کو اسرائیل اور سامراج کے فتنوں سے بچانے کے مقصد کو آج مولانا اصل احی جیسا علم فہم "مقصص خلیم" کہہ رہا ہے حالانکہ یہ بات اُن دنیا دار اور دادہ پرست مفکرین سے کہنے کی تھی جن کے پاس قوم پرستی سے اوپر کوئی نصیب العین نہیں۔ مولانا موصوف بھی یہی کہتے

تو کوادہ قوبت کی ترازو دکا پاسگ بھی شاید ہی بن سکیں۔ امر کر تو خیر لڑی چڑھنے اسرائیل کی بالشت بھر سر زمین بھی ان کے لئے تو پکارا ہا نہ بھی رہے گی کیونکہ اس کی الشیخ میرزا صرف یہ کہ جو اس اکاذب صرف شفقت ہے اور صرف یہ کہ روز بھی اس کی بقدر کو اپنے بیانی صلاح کے عین مطابق ہے کوئی اس کی سلطنت ہی تو ہے اس کی شور بہہ سر زمینگار کی جولا گاہ ہے۔ یہ دست بہت پھر گھوکر جو کچھ پا یا ہے وہ بھی بالشت بھر کی سلطنت ہی تو ہے اس کی بقلے کے لئے ہدہ آگ۔ اور خان کا ہر کمیل طریقی جرأت اور حوصلے سے بھیلے کے لئے ہدہ تن آمادہ ہیں۔ بھوول جلیئے کہ اس آفت ویسیدہ قوم کو اتنا بیحی کیا رہی ہے۔ تازہ ترین حقیقت یہ ہے۔ ۔۔۔ چاہتے ہے لکھی ہی کڑوی ہو۔۔۔ کہ ہے قوم عام کردار کے اعتبار سے کم از کم صحری سلامانی سے اونچی اٹھی ہوتی ہے۔ میر عرب کا پیرس بن چکا ہے۔ یہاں سخت اہماء الفرق عنہ کے اور سے لگتے ہیں۔ اخطار کے وقت شرایین پی جاتی ہیں۔ جنسی ہے راہ روی خود رکھاں کی طرح عام ہے۔ یہاں ایک سلان وکیل محل کی بیت ہے کہ دراثت میں خورش کا حصہ مرد کے مقابلہ میں نصف هیرانا رجعت پسند ہے اور کوئی نہیں پوچھتا کہ تیرے میں کے دافت ہیں۔ بہار، قرآن مکملات کے خلاف قوانین پیش ہیں؛ یہاں وہ سب کچھ ملتا ہے جس کی کاحدۃ ترجیحانی کے لئے مانع نہیں۔ ہمیٹ دھرمی اور صفات کے الفاظ بھی کفارت میں کھڑتے ہیں کہ کہتے ہو کہ بھائی کے اسرائیل کے یہودی کو اوسی لئے گرسے ہوئے ہیں۔ ان کے یہاں زبان و عمل کا اتنا شدید تھا۔ وفاق نہیں یا اجاگتا۔

اس بیحی سے بتانا یقینو دہنے کے خدائی نصرت و رحمت کے تمام امکانات کا اسزہ باب کر لینے کے بعد یہ فقط دیوارے کا خواب ہی ہو گا کہ قومیت کے جھنڈے تسلی بوری قوم عرب جمع ہو کر اسرائیل اور سامراجوں کے چھٹے چھڑا اسکے گی خدا تعالیٰ نصرت پر نظر رکھنے والے تو یہ شک ٹوٹے ہوئے بھیجاووں اور عدوی قلت کے باوجود تویی دشمن پر غالب آئے کا خواب ہے میں حق بھاگب کہے جاسکتے ہیں۔ اس خواب کی پشت پر تاریخ ہے

جس چیز کو ناپسند کرتے ہیں اس سے خوشی کرنے میں ذرا بھی نکفت نہیں ہوتے۔ اسلام۔ قرآن و سنت والا اسلام ابھی تاپن تھا۔ اس اسلام کے علمبردار اخوان کو انہوں نے بے دریغ پیش کر رکھ دیا۔ صلحاء و الفقیر کے ہوئے انہوں نے جو روشنی کی ویک تھی اور اسی بھی اور اسی بھی ان کے احاطہ اقتدار میں حقیقی اسلام کے احتمام اور صفری تہذیب کے استعمال کا علم اٹھانے والا کوئی شخص آزادی کے حد سافس نہیں لے سکتا۔

ایسے جوار حکمران کی عین تاریکے پیچے کون ماتی کالاں عظمت فرعونی کو شان کے ساتھ زنبعت اشتہار میں سکتا تھا اگر اسے پوری طرح معلوم نہ ہو تو اسکے بغیر کفر قاتے نام اور کسی ساخت پر شتمہ را بر گران نہیں کر دے کاہمہ سمجھتے کہ عرب ایزور کا طبیعی کوئی یہودی یا نصرانی یا میسونسٹ ہے۔ جی نہیں۔ ایڈٹریٹریں جتاب ڈاکٹر عبدالجلاد یہ نام کسی کلی کا فر کا تو ہیں ہو سکتا۔ ثابت ہوا کہ مصری تعریہ قومیت کے اجزاء سے تحریکیں یعنی حضرت موسیٰ کے بال مقابل فرعون کو میر و قرار دینے کا جزو مسئلہ طور پر شامل ہو جاتا ہے اور اخبار و اسے جانتے ہیں کہ فرعونیت کے گن گانے کی جو صریح کا فر از حرکت کی واقعی سلطان حکمران کے دائرہ و اقدار میں سترن سے جدا کر دینے کا موجب ہر سکتی تھی وہ مصر کی چار دیواری میں آفادوں کی خوشنودی کا دستیلہ بننے گی۔

پھر یہ یہ بھی نظریں رہے کہ معاملہ اشتہار کا ہے۔ آج کل اشتہارات میں وہی عنصر شامل کئے جانتے ہیں جو کشش مام کا موجب ہوں۔ اب دیکھتے ہیں ہیں کہ اکثر دیشرا اشتہارات تصاویر سے مرتی ہوتے ہیں۔ تصاویر بھی زیادہ تر عورت کی کیونکہ عورت اس دور کا بہت بڑا فن طبیر ہے۔ اہنا ہو ٹول والا اگر قابو کے اخبار میں منقول رہا لا اشتہار دیتا ہے تو اس سے پتا چلتا ہے کہ "فرعونیت" اب مصری عوام کے لئے فقط کواراہی نہیں خاصی مرغوب اور کشش اگر ہیز بن گئی ہے۔ جس طہارت و قدوسیت کو

ہیں تو فردا مکس سے کر جیں۔ قوی عورت بے شک بڑا کام ہے میکن اسلامی اف رارڈ اصولی کی لاش پر خدمت کا محلہ بنانا خالص خیطانی کارنامہ ہے۔ کسی ملساں کی زبان پر تو "کسر علیم" کا فقط تجویج سکتا ہے، میکن ایک عالم دین اگر ایسا کہنے لئے تو دوستے کا دنماں ہو گا!

مشہور نمونہ از خروائے

بھی بات یہ ہے کہ مشاہدے کو جھپٹانا، متواتر اطلاعات کی تکذیب کرنا اور ہزاروں میل دُور بیٹھ کر آفیں مصر کے حسن نیت کا خالی نفسمیں چھپا بڑے دل گردے کی بات ہے یا چھر کرامت کیتی۔ ہم کم سو اتوں اتنا ہی جانتے کہ قومیت اور اتحاد عرب کے نام پر مصر میں تہذیب جعلی اور ثقافت فرعونی کا احیاء رئے مسلمہ کی شکل اختیار کر جھکا ہے کہ حسن کی جھلکیاں مشاہدہ نہیں کے بیان کے برابر وہاں کی سیاسی، سماجی، ثقافتی، معاشری اور منزلي زندگی کے ایک ایک گھستے میں نظر آتی ہیں۔ آج کی صحوت میں ہم فقط ایک چھوٹی سی مثال پیش کریں گے۔

مصر کے ارسلان قاہر کے عرب ایزور اس کی قربی اشاعت میں ایک اشتہار کسی ہو ٹول کا شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:-

"فَاخْتَمَهُ كَيْ بَكَارَ

قدیم تہذیب کی عظیم یادگاریں آپ کو دعوت سے رو ہیں اسکو نہیں نہیں کیتی پر بھی حکمران کی تھی اور مستقبل بھی ان ہی سے زیر نگین ہو گا۔

در دعوت "۲۸ رجب لالی ۱۳۷۴ھ"

دیگر سے نکلا ہوا ایک لکھر ہی اگر دیگر کے نام چاولوں کی کیفیت بتانے میں کافی سمجھا گیا ہے تو اس ایک اشتہار ہی سے اندازہ لگایجے کہ ناصری نزہہ قومیت کو فرعونی تہذیب و ثقافت سے پاک اور بری پاور کرنے کی خالی کو شکش کیا قدر و قہمت رکھتی ہے۔ مصر ایک ہی آمریت کے سبق میں جکڑا ہوا ہے پچھے پچھے جانتا ہے کہ جمال عبد الناصر

تمہیں یہ بہت ہی نہیں ہوتی کہ کیس کو ان عدالتوں میں لاسکو جس کے انصاف پر سبم اور تم برابر کا اعتماد کرتے ہیں۔ بہت کیسے ہوتی تم خود جانتے ہو کہ جماعت اسلامی والے کسی بھی ایسے فعل کے ساتھ ہیں ہیں جسے "جسم" قرار دیا جاسکے۔ ایسا کتاب تو کجا جماعت اسلامی والوں کے دلوں میں قانون شکنی کا تصور تک نہیں آتا کہ وہ جس اسلام کی تعلیم و تسلیع کو انہوں نے اپنی زندگی کا مشن بنایا ہے خود اسی کی تعلیم یہ ہے کہ حاکم کی اطاعت کرو جاؤ، وہ کوئی بدنکھل اور نکھلا جسی ہی کیوں نہ ہو۔ پہام من عمل ظاہر و باطن کی یکسانی، عدل و صراحت اور شرافت و برداشتی اسلام کے اندی وابدی پیغامات ہیں۔ اسلام کو عزم و شعور کے ساتھ سنبھلے لگائے والا درود میں اس وقت بھی پانی نہیں طامہ گا جب خفیہ پیغم کی پورا اطاعت اپنے بستریوں پیں کہری خند صورا ہو۔

بڑی ٹھیڈیا اور بھونڈی بات ہے کہ ڈلینس کا جو بھاری بھر کم قانون سازش پسندوں اور تحریک کاروں کے مشرب سے پختے کے لئے وضع ہوا ہے اسے ایک شاندار مفہوم حکومت سمجھی اور انصاف کے پروزالیں پر استعمال کرتے۔ تم ہمیں پکڑو اور عدالت سے بھاشی کا فصل صادر کر اور تم تھیں ظالم ہیں کیسے، لیکن یہ تو خدا ظلم ہے کہ پیدھی سچے لوگوں کو تم اس لئے جیل میں ڈالتے ہو گردہ تھاۓ تھاۓ ہوئے چر کوں پر فسریاد کرتے ہیں، بھاری غیر منصفانہ جاریتیوں پر گرفتار ہیں اور تم سے رجم، رعایت، محض ہیں صرف انصاف چاہتے ہیں۔

برقراری کی بھی ایک شان ہوتی ہے۔ رسم الگ ضعیفوں کی بھاڑتا پھرے تو سوائے کم ظروف اور بھروسے کے کون اسے داد دے گا۔ تم محنت فریڈی نہ سہی میں ایک عظیم اور شاندار ملک تی متذکر عزت شہرت نہ تھیں عطا کی ہے اس کی لاج تو تھیں رکھنی ہی چاہتے۔ لاج کے علاوہ مکافات عمل کے آفات قانون پر تھی تھیں کم سے کم

مولانا اصلاحی ناصری خرقة میت کے ساتھ و الاستر کہے ہے ہیں اس کی پرچھائیں بھی اگر "جمهوری مصر" میں یا ان جاتی تو اس نوع کا اشتہار دینے کا واحد طلب یہ ہوتا کہ اگلے ہی دن ہوشیں میں تالا بڑھ جائے اور ہوشی کے مخرب صاحب سرکاری مکن پر عدالت میں نظر آئیں۔ مگر جب اقتنی مصر کی تحریک قدمت ایک سوچی بھی ایکم کی شکل میں اسلامی اقدار کوہ فون اور فوجی تہذیب و تقافت کو زندہ کرنے کی سلسلہ جدوجہد کر رہی ہو تو تھری بھی نکھلا چاہا ہے تھا جو آپ کے سامنے ہے۔

مزید گفتگو کے لئے اگلی اشاعت کا انتظار فرمائیے۔

ڈلینس آف انڈیا رولز

ہم سماں کی نزاکتوں پر عبور ہیں رکھتے ہمدا یہ مسئلہ ہمارے دائرہ تلقید سے باہر ہے کہ جو شخصیں ہنگامی قانون چینی جاریت سے نفع کرتے ہماری حکومت نے نافذ کیا تھا وہ کس حد تک جائز ہے اور اسے کس تک مسلط رہنا چاہتے ہیں؟ لیکن آج اس قانون کے نام اگر انجی کو اس لئے زیب عنوان بنانا پڑا ہے کہ حلقة اور لگ آباد کے امیر جماعت اسلامی جتاب حسودا حمد خان صاحب کو اسی قانون کے تحت دھر کر لئے کی خبر اخبار میں پڑھی ہے۔

یحوب تو ذرا بھی نہیں ہوا۔ افسوس ضرور ہوا۔ افسوس صید کی حالت پر ہیں کرو تو خوش صدمت ہے صیاد کی حالت پر ہوا کلکڑ وردوں پر ہاتھ دالکروہ خودا پنجی کمزوری کا اعلان کر رہا ہے۔ محمد احمد صاحب کے بھائی نے جو کہ رانی گورنمنٹ میں درخواست دیدی ہے اور اسکی صدمت منتظر کی جا رکھی ہے۔ لہذا گناہ اور بے گناہی پر نہیں کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتے۔ اللہ ہر یاد ہائی ایئن حکمرانوں کی ضرور کرایں یہ کہ تم نے آج کا جتنے بھی افسراد جماعت کو دفاتر قوت اگر قارکر کے جمل میں ڈالا ہے ان کا کوئی جرم تم عدالتی پیمانے پر ثابت نہیں کر سکے۔

اسلامی فطم و نسق

تقریباً چھ سو برس قبل کے ایک فاضی القضاۃ علامہ بیدار الدین ابن جماعۃ کی مش قیمت تالیف جو اسلامی فطم و نسق کے دھنپیٹ مسئلے کو تحریب ہے، بصیرت اور فہم و تدبر کا اتنی بہتریں کرتی ہے۔ اُو تو تحریر روان اور شکفتہ تیمت تحدی ساڑھے تھیں روپے۔

مولانا مودودی اور تصوف؟

تصوف کے اب میں مولانا مودودی کا موقف کیا ہے؟ وہ کسی تصوف کے حوالے اور کس کے مزید ہیں؟ اسکا جواب یہ کہاں تقلیل اور کلی دلائل کے ساتھ پیش کرنے ہے۔ تیمت دُر ہر دوسری

مکتبہ بھلی۔ (لیوبنڈ ریونی)

ایسے ناڈ ک وقت میں تو نظرِ محنی ہی چاہئے جو کہیں چیزیں درجہ صفت سے سابقہ پیش آگیا ہے مظہم کا چھبھی شیروں میگ دیا رہیں لاما۔ آج ہنس توکل اور کل عمل کی مختلف سمجھا کر رہے ہیں۔

گُرم از گندم بروید جو ز جو

از مرکا فات عمل غافل مشو

صلح کلام یہ ہے کہ محمود احمد خاں حسناں کی گفتاری ہماری سمجھتے باہر ہے۔ ان کا کوئی جرم ہے تو انھیں عدالت میں لاؤ۔ عدالت میں نہیں لائے تو پھر اقرار کرو کر تم اپنے ہی بنائے ہوئے قانون کے وفاداً نہیں ہو۔ محمود احمد صاحب کو مبارک باد کریں گے گفتاری اتفاقات چشم نازکی علم دلت ہے۔ رکھنے میں بوجفا ہیں یکون حفاظت عامل سے بہر حال بہتر سمجھی گئی ہے۔

ہر بواہوس کے واسطے دار و رون کیاں

(عامر عثمانی)

دھوکے بازوں سے ہوشیار رہئے

سرہد دُر تر نجفت کی قابل رشک مقبولیت کو دیکھ کر بعض تاجر اسی نام اور ایسے ہی پینگ سے ملے چلے۔ سمرے ادھر ادھر فروخت کر رہے ہیں۔ آپ اگر آنکھے جیسی قیمتی شے کی حفاظت کے لئے دُر نجفت ہی پڑھیں ہیں تو کسی بھی ایجاد سے خریدتے وقت دُر نجف کا نام اور ہمارا پتہ اچھی طرح پڑھ لیجئے۔ یا پھر برآہ راست ہم سے طلب کیجئے۔

دُر نجف تقریباً بیس سال قبل ایک قدیمی شخے ہی نے اطباء کی تلنگ اور پدایات کے مطابق تیار کیا تھا۔ آج بھی یہ ٹھیک اسی اہتمام اور تلنگ کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔ آپ دیر پا اور حقیقی فائدے کے طالب ہیں تو دُر نجف ہی یہ بھروسہ کیجئے۔

امراض چشم کا دشمن بینائی کا معاون تجربہ اور معروف

شیخدرار القیض رحمانی۔ (لیوبنڈ ریونی)

کر اپنی سے ایک خطا

اس سے دوسرے علماء دیوبند کی علط فتحی بھی دُور ہوگی۔
آپ یاد رکھیں جس صحابہ اور ائمہ کی عزت نہیں چاہیے
گذارش ہے کہ آپ کامہ جون کا عجیب طرحاً آپے "فناوی
ستارہ" پر تصور کیا ہے اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس
مجموعہ فتاویٰ کے منتسب چنانہ مولانا عبد الصارصا حب
کی مثال آپ اس طرح خیال فرمائیں جس طرح عیسائیوں میں
دفرتی ہیں۔ ایک لیکھوک۔ دوسرا پروٹوٹ۔

تجھی

اہل حدیث کی اقسام کو تو آپ ہی جانیں ہمارا شنا اور
فریض صرف یہ ہے کہ باطل کہ جہاں بھی پائیں وہیں تو کہیں
اور جن جہاں بھی ملے وہیں تائید حاصل کرنے سینہ سر
ہو جائیں۔ جس کا جی چاہے تجھی کافائل دیکھ لے خفی ہوتے کے
باوجود ہم اخاف کی انہاد حصہ طرفداری نہیں کرتے اور
اہل حدیث کی خلافت بھی ہر ہر مرحلے پر ہم نے اختیار
نہیں کی۔ نظم جو کرے وہ ظالم ہے اور صداقت کا علم
جس کے باقی میں ہو وہ سچا ہے۔ کاش دوسرے بھی گروہی
تعصیات اور فرقہ وار ائمہ جاہد اریوں سے بلند پور کر سچے
لگیں تو باحری جدل و نفاق اور تفریق و انتشار کی شیعہ بہت
کچھ پڑتی ہے۔

عامر عثمانی

تصحیح مسلمین (وسیط بیت اللہ)
یہ دونوں کتابیں صرف میں نئے پیے داں خیچ کیلے بھی کہ مفت
طلب فرمائیں۔ یقیناً۔ الی الماجدہ اثری معرفت
ڈاکٹر محمد اسحاق۔ او جہیانی۔ ضلع بدالیوں (یوپی)

در جواہی سیدعہ
مکرم مولانا صاحب اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
گذارش ہے کہ آپ کامہ جون کا عجیب طرحاً آپے "فناوی
ستارہ" پر تصور کیا ہے اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس
مجموعہ فتاویٰ کے منتسب چنانہ مولانا عبد الصارصا حب
کی مثال آپ اس طرح خیال فرمائیں جس طرح عیسائیوں میں
دفرتی ہیں۔ ایک لیکھوک۔ دوسرا پروٹوٹ۔

حقیقتی مذہب میں بر طیوی اور دیوبندی شیعہ میں امامیہ
اور اساعلیہ۔ اسی طرح اہل حدیث میں ایک امامیہ اہل حدیث
دوسری اہل حدیث جس طرح لیکھوک۔ بر طیوی اور اساعلیہ وغیرہ
امگہ کی عزت و احترام کا خال نہیں کرتے۔ اسی طرح امامیہ
اہل حدیث بھی سلف کا دشمن ہے۔ جس طرح سیاستی طریقہ
کی ہے اور حضرت معاویہ و نیزہ اور عدۃ الملک اور دروان
وغیرہ نہ کے خلاف طوفان پر تکمیلی برپا کیا ہے اسی طرح ان
حضرات یعنی امامیہ اہل حدیث نے بھی ائمہ سلف کی خلافت
پر تمیزی پر پا کر رکھی ہے۔ ایک بلکہ اہم ایضاً صنیفہ رضی اللہ عنہ
کے خلاف ہی نہیں بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ
(ام) بخاری و غیرہ کے خلاف بھی زیر افتابی تحریت رہتے رہتے ہیں۔
لہذا آپ برائے ہمارا نی آئندہ تمام اہل حدیث کو نشانہ د
سنا کیمں بلکہ امامیہ اہل حدیث یہ ہو اپنے آپ کو غیر اہل حدیث
کہتے ہیں تقدیر و تبصرہ فرمائیں۔ یعنیکہ اہل حدیث کے نظر یہ ہے
متعلق ذمہ نمبر ۲۷۴ میں مولانا محمد حبیف صاحب تدوی نے
جو کچھ فرمایا ہے اس پر آپ ذمہ نمبر ۲۷۴ کے تجھی میں تبصرہ
کر کرچکے ہیں امید ہے کہ آپ پیری گذار شاہ کو مد نظر رکھیں گے
اگر آپ اس خط کو تکمیل میں شائع کر دیں تو پیری ہمارا نیزہ کریمہ

بھلی کی طاہری

ہے۔ لہذا اسی کے ضمن میں یہ اب تصحیح پیش کئے دیتے ہیں تاکہ فائدہ رکھنے والے حضرات صوفیات کے مطیوعہ نہ براٹ کر تصحیح نہ کر دیں۔ صورت یہ ہے کہ صوفیات کے قبر تو ٹھیک چھپے ہیں، لیکن ان کا ضھون آج چھپے ہے۔ یہ گواڑ پڑھنے سے صحت نہ کے ہے مطالعہ اس طرح کرنا چاہیہ کہ صوفیات کے بعد ۲۷ مھر ۱۸۷۵ سے ۲۵ مھر ۱۸۷۶ پھر ۳۱ مھر ۱۸۷۷ پھر ۹ مھر ۱۸۷۸ پھر ۳۳ مھر ۱۸۷۹ کے ترتیب ٹھوڑے نہیں اور الٹ پڑھ کر پڑھنے سے یکسوئی اور محیت کا خون ہو گیا۔

اپنے سوال کا جواب یہ ہے کہ اول تو داڑھیوں کی فزادی فزادی تاسیخ طی عادۃِ محال ہے وہ سب سے اس کا کوئی فیصلہ نہیں۔ مسئلہ کے شرعی حل سے ہے بھی نہیں۔ جب حدیث سے معلوم ہو گیا کہ داڑھیاں ٹھڑھائے کام کم اس وقت دیا گی جب بعض جو سیوں سند داڑھیاں کم کرنی شروع کردی تھیں اور صراحہ بھی بتا دیا گیا کہ اس کام کا نشانہ کفار کی خلافت اور مسلمانوں کی ایجادی شان کا بدلے تو قریں اول کی ایک ایک داڑھی کو تاپنے کا رسم ہو گا۔ لیکنی بات ہے کہ جلد صحاۃ نے کام سپری کی تعییں کی ہو گی۔

لیکن آج کے دور میں جب کہ داڑھی مونڈا پورے عالم کی دیانتے ہاں ہے کام کا نشانہ یہکہ مسئلہ کے بعد مسلمان بھی یہ جوہ احسن پر اکر دیتی ہیں اپنے ادوب جب صرف داڑھی کا ہو گا نہ کیک مسئلہ کا سختی اور اسی اسلام کا مزاج ہیں ہے۔ فقہاء کو قانون اور تقویٰ اور جب اور مندوب میں فرق کرنے کا

دارڑھی متعلق

مسئلہ ۱: از محمد حسین بکراجی۔

بھلی کے بھلی میں داڑھی کی مقدار کے سلسلہ برائی کے جوچھے لکھا وہ دل میں اٹر گیا مگر کوئی اس سے ہوتی کہ متعلقہ صوفیات پر ترتیب ٹھوڑے نہیں اور الٹ پڑھ کر پڑھنے سے یکسوئی اور محیت کا خون ہو گیا۔

یہ بات پھر بھلی تشنہ پر رہی کہ آیا کسی صحابی کی داڑھی بھی یہکہ مشت میں تھی یا نہیں۔ پہلے ناسیخ کا ہے اور اس کی تحقیق ہو سکے تو صحیح ترین شیخ اخذ کرنا آسان ہو جاتے گا۔ اگر ماہی ہے بھلی اور ایک مشت یا اس سے زیادہ داڑھی بکھنے ہوں تو پھر یہ کہنا شاید غلط ہو گا کہ یہکہ مشت کی مقدار واجب نہیں ہے۔

الجواب:

ہمیں خود بھلی یہی سلام پڑھ کر کوئی ہوتا ہے کہ یہکے متعدد مقام پر غلط نہ بڑھنے گے ہیں۔ ویسے تو یقین ہے کہ تاریخ میں اپنی بھجتے اس خامی کی طلاقی کرنی ہو گی اور ضھون کا ربط قائم گرے ہی مطالعہ فرمایا ہو گا۔ لیکن بعض قارئین کی حالات میں یہ بھی ممکن ہے کہ صفاہ کی ترتیب پر توجہ دینے کی وجہ سے یہ سوچ کر آگے بڑھنے ہوں کہ شاید مدیر بھلی کے دفع کا کوئی پیش ڈھنلا ہو گی ہے۔

خامی کا علم ہمیں اتنی درس ہو اک جملائی کے تھیں میں "تصحیح" شائع نہ کر سکے۔ اب اتنی درس پڑھنے ہے کہ "تصحیح" مشتمل بعد از جنگ کام صداق ہو گی۔ تاہم "بھائی چورگی سنگوں" بھی ایک کہاadt

بہوت اے اور حکما جو فائدہ دہ بالع سے لبستا ہے وہ بھی ہیں وجد
یوم حصاد ہی کا مصداق ہے۔

الجواب :-

مشتری پر ہے۔ یہ رائے امام ابوحنیفہؓ کے صوفی اول کے
شاگرد قاضی ابویوسفؓ کی ہے اور باغات کے پھل کی خرید و
فروخت کے جو طریقہ ہمارے زمانے میں عموماً رائج ہیں ان میں
یہی رائے اُس روح الصاف کی حامل نظر آتی ہے جس کی بنیاد
پیر امام عظیم اپنے تفقیہی عمارتِ احملت نہیں۔

بعض علماء نے امام عظیم اور ان کے شاگرد زفرؓ کے ایک
قول سے باغات کا عشر لاکٹ کرنے قرار دیا ہے لیکن یہ قول
ہم کے زمانے میں مشتبی ہے ہیں۔ ہمارے خیال میں تو اس قول سے
بھی دہی رائے مستبطنی کی جاسکتی ہے جس پر قاضی ابویوسفؓ پہنچ
ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قدرتی فتنہ

سوال ۷۔ از عبد الرشید۔ کشتواد۔

یہاں ایک ہم لوی ہماحب جو محلہ کی مسجد میں امامت بھی
کرتے ہیں اور بریلوی مکتب جیال کے حامی ہیں، ارشاد فرماتے
ہیں کہ جناب رسول اللہ صلیم کا جائزہ ہیں پڑھا لیا ہے۔ اُن
کتب کا خالہ عنایت فرماتے ہیں میں حضور کے جائزے کا
ذکر ہے۔ اور یہ کہ جائزہ کس نے پڑھا ہے تاکہ ہم لوی
صاحب کو مطلع کیا جاسکے۔

الجواب :-

ہماری بھروسہ ہیں آتا کہ ہرست میں اطمینان اور
بے اطمینان کا سوال کیوں اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

حضرتؐ کی خاز جائزہ طریقہ اگئی یا ہمیں پڑھی گئی یہ سوال
کسی تورخ ہمکی سیرت نگار، تمسی اسکالار کے لئے تو مرکز توجہ
بن سکتا ہے لیکن بھروسہ کسی اماں یا ہمہ شما کے لئے اُخراں میں
کیا دلیل ہے؟ ہمارا تو خیال یہ ہے کہ جو امام مسجد غرض و ری
مسئل اجھا رے اور خواہ خواہ دیا غون کی پڑھ سکوں فضاؤں
یہ بھروسہ پیدا کرے اسے امامتؐ اللہ کر دینا چاہئے۔

بیانی صراحتہ بھروسہ ہیں بھوڑنا چاہیے۔ تحدید، بحود و عقلیت اور
سلف کے قول و عمل سے بے تعلقی کے ہم محنت خلاف ہیں لیکن
ساقہ بھی یہ بھروسہ ہیں اُخراں کیلئے کافر کا فقریب سے پر بزرگ ناجائز
اور زمانی تحریرات کے اثرات و مثراں سے عاقل نہیں ہو چاہیے۔

حضرت ولیں فتنہ

سوال ۸۔ از زبان شاہ۔ پشاور
اصحاب رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت ولیں فتنہ
رضی اللہ عنہ کو دعا کے واسطے حسن و صلی اللہ علیہ وسلم کا منتخب کرنا
آخر میں کیا حکمت آپ کے نزدیک ہے باوجود یہ کہ اعلیٰ درجہ کے
صحابہؓ موجود تھے اُن کو امانت کے لئے دعا کے واسطے نہیں کیا گی۔

الجواب :-

ہر رات کی حکمت جاننا انسان کے بس کاروں نہیں۔
لیکن کوئی بھروسہ بھکرہ سکتے ہیں بلکہ اس کی حکمت خلاصہ تجھیں
ظہر کی بڑی مدد اپنے ایسا جواب یہ ہے کہ حکمت کی تھیں تکی حکم الامات
سے کچھ نہیں۔ خدا کے فضل سے ٹرے ٹرے حاذق حکم بارگیت ہیں موجود
ہیں۔ وہ آپ کو یہ سکتے ہیں کہ سانپ پیریٹ کے بیل کیوں
چلائے اور بھیڑ پا دیجیوں سے کیوں نہیں چلتا۔ ہمیں نقطہ اتنا
ہی معلوم ہے کہ سانپ کے پیر نہیں ہوتے لہذا وہ پیریٹ کے بیل
چلنے پر بھروسہ اور بھیڑ پاچ پایہ ہے لہذا انسانوں کی طرح
نہیں چل سکتا۔ یہ حکمت نہیں متابہ ہے۔ فقط از عبد زبان
ہے۔ حکمت یہ ہو گی کہ الدین میاں سانپ کے پیر لگا دیتے تو
اس میں کیا لفڑماں پوتا اور نہیں لگاتے تو کیا فائدہ پیریٹ و
اسراز حکما ہی بتا سکتے ہیں گوئی حکم نہیں صرف عامر عنانی ہیں۔
ہم سے آپ مسئلہ پوچھتے ہیں حکمت پڑھتے۔

پیداوار کی زکوٰۃ

سوال ۹۔ (دالینہما)

ہمارے یہاں باغات ہیں جو کہ بینت سال احصارہ پر فروخت
ہوتے رہتے ہیں مثلاً آٹھ سال یا کم دیوارہ آیا ان کا عذر وغیرہ
مشتری پر ہے یا کہ بالع پر ہے کیونکہ یوم حصاد کا مصداق مشتری

اتفاق و تعاون کی بیانات مذکورہ نے پر ماں ہو سکیں گے۔ اب جو اس سنبھلے کہ حضورؐ کی نماز جازہ ایک تاریخی حقیقت ہے جو اسی تفصیل متعارف کتب حدیث کے علاوہ صحاح شریعہ کی ایک کتاب "ابن باجہ" میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ حضرت ابوالثڑا بن عباسؓ مسیح مردی سے کہ جو تم سے شریعہ کو حضورؐ کی خیرت کو تکھنی کریں گئی تو جو نماز جازہ کو حضورؐ کی خیرت کو تکھنی کریں گئی تو جو نماز جازہ ہوئی تھی تو اس پر جلد خوش امام صاحب کو سمجھیں ایک تجھتی رہنگاری پر غلط تلفظ جا عنتر ہے ایک کو کے آئیں اور نماز برھضن۔ جب ہر فائض پوچھنے تو عورتوں اور بچوں نے بھی علی انتزاعی نماز پڑھی۔

اہا یہ سطہ ہے کہ اس نماز کا امام کوئی نہیں تھا۔ نماز میں کیا طرح عالمگیر یہ معاملہ بھی زیر خور تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ائمۃ اللہداد ملائکتہ نہ صنودن علیؓ السنی اور کبیڑوں المقصودین شہاد و شعدیٹ کیا ہے پڑھو۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تھا کہ ایک ایک جماعت جائے اور انگریز کے پھر دعا پڑھتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دو گھنے شابت نہیں کر رہے ایک ہی دعا پڑھتے ہے۔ یہ ثابت نہیں کہ رب ایک ہی دعا پڑھی ہے۔

بہر حال حضورؐ کی نماز جازہ پڑھا جانا معلوم و مرووف ہے۔ ہاں اس کی امامت بیشتر کسی نے نہیں کی اور شاید یہی جزو زد امام صاحب کے دماغ میں خلط ملطخ ہو کر نماز جازہ کے انکار کا موجود ہے۔ بنی یهود ہے۔ والمنرا علم بالصواب۔

دکان کے لورڈ

مسئلہ: - (العنصر)

علمائے بریلی یہاں اکثر تشریف لائے ہیں اور انکا رسال "وزیری کرن" یہاں نئے ماحول کے میں مطابق ہے۔ وہ اپنے اپ کو اپنی سنت و اجماعت کہتے ہیں اور باقی سماں کو گمراہ اور بے دین قرار دیتے ہیں، لیکن علماء دیوبندیہ نے اپنی سنت و اجماعت سے مغلک ہیں۔ یہاں علماء دیوبندیہ نے اپنی سنت و اجماعت کو سرق کیوں ہے؟ یہاں کے لوگ حضرت ایام نسبت و اجماعت کا ہائس کر علماء بریلی کے گردیدہ ہو جاتے ہیں۔ برادر ہماری نعمتن

متذکرہ امام صاحب اگر اپنی جہالت کے باعث یقین رکھتے ہیں کہ حضورؐ کی نماز جازہ نہیں پڑھی گئی تو چلیے ان کی جہالت انھیں مبارک۔ مگر وہ کیا تصدیق ہے کہ وہ اس قطعاً غیر ضروری ہو گئے کہ موضع لفڑی گھنے گھنے پہنچتے ہیں؟ نیز خود اس کا پتہ ہے کہ آپ کیوں اس سنبھلے میں دیکھی لی۔ آپ کے علم میں انگریز ہے کہ نماز جازہ ہوئی تھی تو آپ اپنی جلد خوش امام صاحب اپنی جملہ خوش۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ آپ حقیقت کی فنکر کریں اور بھرا بھی مطمئن قرایبیں۔

یہ سب بالخصوصی کے دائرے کی ہاتھیں ہیں۔ امام صاحب نے اگر برسیں تذکرہ کہہ ہی دیا تھا کہ حضورؐ کا جہازہ نہیں پڑھا گی تو سختہ الوں کو کہنا چاہئے تھا کہ اچھا نہیں پڑھا گیا ہو گا تھیں کیا لینا اور اگر سامعین میں سے کسی کو معلوم ہتا کہ امام صاحب غلط کہہ رہے ہیں تو اسے بس اتنا کہہ دینا چاہئے تھا کہ غلوں کتاب میں آپ کے خیال کی تردید ہو جو ہے۔ اس پر امام صاحب مانتے یا نہ مانتے بات یوں ختم کر دینی تھی کہ شیئے امام ہے۔ ا وقت را در اندر جی کی بریادی کے لئے پہلے ہی سے اختلاف میں اکیل حکم نہیں ہیں۔ آپ ایک شاہنشہ کھڑا کر کے فتنے کی کا خشت مت بیجھے۔ حضورؐ کی نماز جازہ کوئی ایسا مشکل نہیں جس کی ادنی سی بھی ضرورت حوم کو روشنیں ہو۔ آپ جو کچھ بھی درست سمجھتے ہوں اسے دل میں رکھتے اور نماز پڑھا کر اپنی سخواہ اور روحی طبیعت پر مقابعت کیجئے۔

یہ تمہیدی گزارشات ذہن لشیں کو لینے کے قابل ہیں۔ یہی احتلافات اسی طرح تو پڑھتے ہیں کہ ہم ذرا ذرا اسی غیر ضروری بالات کو اتھیت دیکھ لڑنا مرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ دراصل شیطان ہی داعیوں میں تھی ڈالنے کے سلسلہ بھٹکاتے تھیں اُنھاں پاکرو۔ ہم الگ اسی اور غیر اسی، ضروری اور غیر ضروری کا فرق کرنے کا طریقہ اٹھایں تو پھر بے شمار احتلافی بحثیں سر زخانے میں چل جائیں گی اور ہر لمحہ جدل و نزاع کے زاویے سے تراشندے دلے دل قدماغ

جھوٹ کچھ فساد در آیا ہے، تاکہ باہقبار کثرت وہ اہل سنت والجماعت کو ہائش جا سکتے ہیں۔ رہبے بریلوی تو وہ چاہتے اپنا نام کچھ بھی رکھ لیں مگر یہ حقیقت بھی نہیں بد مل سکتی کہ ان کے عقائد کی نیز اسلام قرآن و سنت کے حکما ت پر نہیں مشابہات پڑھئے اور مشابہات کے باسے ہیں خود قرآن ہی نے تصویح کر دی ہے کہ ان کے چکر میں سس گراہ لوگ ہی پڑتے ہیں۔ تو ہم، علی، شد خود پر یہ اور کتنہ زندگی یہ ہے جیون بریلویت کا یہو استہج۔ یہ بیجا رے اپنے آپ کو سب سے بڑا جھنپتی کہتے ہیں حالانکہ امام الہصینیؒ کے مبلغ فکر اور پہنچ تقدیس سے ان کے فکر و تدبیر کا فاصلہ ہزاریں سے کم نہیں۔

دعا کا مسئلہ

سوال :- (الف)

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی عمر مقرر فرمائی ہے۔ کیا ہمیں کسی بخشی ملکن ہے؟ یعنی کیا کسی کی بدر دعائی کوئی کام و نسبت مقررہ ہے پہلے ہو سکتا ہے، یاد ہائے خیر سے کسی کی عمر میں اضافہ ہو سکتا ہے؟ الگ ہوت کا وقت اُنہیں ہے تو کیا علاج معالج اور گیرا کر کر خدا سے عمر درازی کی دعائیں مانگتا ہے سو ہمیں ہے؟

الجواب :-

معلوم ہوتا ہے آپ کو فرمات کافی ہے ورنہ کام کے لوگوں کو گھٹے تر دے اُنھائی کی تہذیت کہاں۔ یہ نہ پڑ رہا تقدیر کا مسئلہ عوای اسی اسی تحریک پر جھوٹے جانے کا مسئلہ نہیں ہے۔ ویسے بھی حضور نے اس پر بحث کرنے سے منع فرمایا ہے۔

خوب سمجھ لیجئے مہر جز اُنہیں ہے۔ تقدیر میں بھی جا پھی ہیں اور تقدیر میں ہیں یہ بھی لکھا ہو رہا ہے کہ فلاں شخص فلاں وقت یہ دعا کرے گا۔ یہ علاج کرے گا یہ جد و جہاد کریگا وغیرہ دعا عبادت ہے۔ ہونا تو ہی ہے جو نوشۃ اللہ یعنی "حج" ہے۔ البته دعا کرنے والے کو توابِ نعمت میں مل رہتے ہے۔

یہ بھی ہم لیجئے کہ تقدیر پر ایمان رکھنا اسلام کے بنیادی اُنور میں سے ہے۔ سعادت مند ہیں تو منطقی ہوں دیراء کے بغیر ایمان رکھنے یعنی سب کچھ دے سکتی ہے مگر دل کا اطمینان

خریر فردی یہ کہ ایک ہی مسلم میں سے ڈفرنے کیاں سے کل آئے اور حقیقت کیا ہے تاکہ لوگ بعض اہل سنت کے نام کے دھوکے میں نہ آئیں۔

الجواب :-

کیا آج بجا بکے علم میں نہیں کہ جو لوگ حدیث کا انکار کرے دین کا تیس انجکار ہے میا چاہتے ہیں انہوں نے اپنا نام رکھا ہے اہل قرآن ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس کو نزم کا خیری ہی طلاق العذاب ہے جسرو شد و اور قہاری سے املا ہے وہ اپنے آپ کو عوام کا خاتم اور جمیعت کا داداحد علمدار کہتا ہے؟ اور کیا آپ کو طلاق نہیں کہ آج کی تقریباً نامہ ہی ملک حکومتوں کے حکمران اپنے آپ کو اسلام کا خاتم پکڑ عاش کہتے ہیں حالانکہ اسلام ان سے پہاڑ اٹھتے ہے اور ساری بے اسلامیاں ان کے گھر کی لونڈی ہیں؟

تو سید ہی سی بات ہے کہ میں کہتی ہوں کہ تو یہ کے بعد اور کوئی نہیں پچ سکتا۔ ہر ابر کا حکومت ملائے دایے بھی سینے تان کر کی ہیں گے کہ جاپ بالکل غاصص سونا ہے بھی امارتی گاہ پک انسیں بھر پورا دام ادا کر سکیں گے۔ ٹھیک ہی حالت، اُن القاب آداب کی ہے جو اکثر گروہ اپنے لئے منتخب گرتی ہیں۔

"اہل سنت والجماعت" اہل دار اُن کوئی لقب نہیں تھا بلکہ اسی طرح ایک بیان واقعہ تھا جس طرح چار ہاتھیروں پر چلنے والے جانوروں کو "چ پایہ" کہا دیتے ہیں۔ جو لوگ اہل سنت کی رہا پر چلتے اور معلم و معروف عقائد میں اسلام کا اتساع کرتے افسوس اہل سنت والجماعت اپنے احانتا تھا۔ پھر اس نے گمراہ فرقوں کے بالمقابل ایک ایسا زیارت کی حیثیت اختیار کر لی اور اس نام کی تقدیر میں وہاں پر صوراً داعظم کا ذہنی اتفاق ہو گیا۔ اب اس کی مثال سینے کی سی ہے کہ بریلوی مکتبہ و تکریب اپنے کھوٹے اور کم قیمت عقائد کے میکوں کو پوری قیمت پر جلانے کے لئے اپنا نام اہل سنت والجماعت رکھتا ہے عوام بیچائے کیا جائیں اس پورٹ کے تیجھے کیا ہے۔ وہ دھوکا لکھا جائے ہیں اور سونے کے نام پر رامگ اوپریں لکھا جائے ہے۔

چج پر چھٹے تو حقیقت کے اعتبار سے اہل سنت والجماعت کہلانے کے اہل دین میں ہی علماء ہیں۔ گو کہ ان کے بیان بھی

تو جملہ مرکب کا بد نام مظاہر و بھی نہ کرتے۔
آئت الطلاق مرتاث اُن طلاقی رجی ہے دُبار تک اسکے
فائدہ سائیق پیغمبر اُن فیں بعد کہ لینا موافق و متور کے یا
اد نگاری تھی یا الحسان دسویں پھر ورنہ باد ترجیح شیخ الہند

اس کی شاید نزول ہی علماء نے یہ لکھی ہے کہ اسلام سے
قبل عربوں نے یہ ظالمانہ و طیرہ اختیار کر رکھا تھا اُن بھی کو
طلاق رجی دیتے پھر عذالت کے خاتمے سے قبل رجوع کر لیتے۔
اس کے بعد جب بھی چاہتا پھر بھی کرتے۔ اس طرح وہ زندگی
میں دسویں بار طلاق درجعت کا حلیل ہیلے جس سے عورت کی
جان ضمیں میں آجائی۔ اللہ نے اسی نیا اُنک اور سفا کا نصویت
حلال کا علاج کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ عمر بن
تفاسیر کے حوالے ہم فارغین کے لئے مفید نہ ہوں گے۔
ہذا تم شیخ الہند کے ترجیح اور علام شیراحمد عثمانیؒ کی تفسیر
والے قرآن کا حوالہ دیتے ہیں کہ اس آیت کا حاشیہ (نکرہ)
ٹا ہخطہ فرمایا جائے۔ وہاں نہ صرف یہ کہ دو ہی باتوں
کی گئی ہے جو مولا ناموددی نے رقم کی بلکہ اس آیت کا
مفہود مقصود بھی ہی بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جو جاہل اور گلدوں
لوگ یا دار رجی طلاقیں دے کر رجوع کرتے ہیں وہ
خدا کے تاثران اور نظام ہیں۔ رجوع کے بعد محفل حالت میں
لوٹتی ملکہ طلاق نامہ اعمال میں ثبت ہو جاتی ہے۔ دو
یا دو طلاقی اور رجوع کا حلیل ہیلے کے بعد یہ سر شہر
رجعت مکن نہیں ہے۔

ان ہجہاء کو اور کسی مأخذ تک دسترس نہ ہو تو مولانا
امشرف علیؒ کا بہشتی زیور ہی اٹھا کر دیکھ لیں۔ حصہ چہارم
”تین طلاق دینے کا بیان“ کے زیر عنوان مسئلہ نہ سفر یہ
لے گا:-

”کسی نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجی دی پھر
میاں راضھی پر گیا اور وہ کو رکھا دیعنی رجعت کیلئے
پھر دو چار برس میں کسی بات پر غصہ آئی تو ایک
طلاق رجی اور دیدی جس میں روک رکھنے کا
اغتیا رہتا ہے پھر جب غصہ اُتر تو روک رکھا

اور روح کا ثاطہ نہیں دے سکتی۔ تقدیر کے مسئلہ میں اس بھی صور
حرف آخر ہے:-
لگ کشند نکشانہ بحکمت ایں صورہ ا

ڈاپکے باقی دُسوالوں کا جواب اپنام اسلامیہ زیارت
بابت اہ جلالیؒ میں دیا جا رہا ہے۔ تخلیٰ کے لئے بھی
یہی وقت تین سے زائد سوالات تھیں۔

مولانا مودودی پر ایک اعتراض

سوال: پس از حب رعلی۔ راجا تم پر (میدک)

یہاں کے بعض حضرات سورہ بقرہ تکر کو ع نمبر ۴۶ کی
پہلی آیت کو صرف دو طلاقی ہیں اس کے بعد رجوع کر لیئے
سے پھر سابقہ حالت عورت کر آتی ہے گویا رجوع کرنا تو یہ کی صدقہ
اور پھر تین طلاق کا حق حاصل رہتا ہے۔ ایسی ہی تو توضیح ترجیح
سے کرتے ہیں۔

مولانا مودودی صاحب کی تفہیم ہمیں انھیں نے
دراخچ کیا ہے کہ ”دو طلاق کے بعد جب رجوع کیا جائے تو
آئندہ زندگی میں صرف ایک ہی طلاق پر تین طلاق
پہلوں ساقہ دو کے ہو جاتے ہیں۔“

اس توضیح کو یہاں کے بعض حضرات مولانا کی خواستہ
نمکاتے ہیں۔

برادر کرم تخلیٰ کی قریبی اشاعت میں اس خلطہ بھی کو
مدلیل پیش فرمائیں تو باعث تسلک ہو گا۔

الحوالہ:-

جملہ مرکب کا ہمہ کو عرض کھاتا ہے بھی مگر اب یہ ملتے
ہیں کیونکہ اختیار کر گیا ہے۔ جملہ مرکب اسے کہتے ہیں کہ ایک
مسئلہ سے آپ جاہل ہوں مگر خود کو اس کا عالم خیال کریں۔
جن معترض حضرات کا آپ نے ذکر کیا وہ اسی مرض خیشہ
کے مریض ہیں۔ انھیں خود فرمی گئی محبت میں یہ بھی ہوش نہ
آیا کہ مولا نامودودی کی تصریح پر اعتراض کرنے سے قبل یہ تو
دیکھ لیں کہ دیگر مفترین و نظریاء کیا کہتے ہیں۔ اگر وہ دیکھ لیتے

ایسے کو فارسی کہتی اس پر وہ سکوت کرتے ہیں۔ الیجی صورت میں مکا طلاق دی جاسکتی ہے؟ اگر طلاق دی جائے تو مرخصی کی تیارداری اور بیکھر بھال کس کے ذمہ ہے۔ برائے کرم اس کی بھی صراحت فرمائی گئی۔

ابجو روشن :-

امن مشکل کے دو ہمپیں۔ ایک قانونی۔ ایک اخلاقی۔ قانونی شرعاً تو یہ کہ متذکرہ صورت حال میں شوہر چاہے طلاق دے جائے اس بھوی کی موجودگی میں دوسرا سیاست دی کرے اسے اختیار ہے۔ طلاق دینے کی صورت میں صرف دوران عدالت کا نام لفظ مرد پر اچبٹا اس کی ذمہ داری اس پر ہمیں ہے کہ عدالت کے بعد عورت یہ کہدا رہ کرے گی اور کون اس کا علاج یا تیارداری کرے گا۔

اخلاقی نقطہ نظر سے یہ کہی جاتی ہے کہ گیا مرد کی آمد نی دو ہمپیوں کی مکمل ہمہ ممکنی ہے، اگر ہمہ ممکنی ہے تو یہ بات سفاگی اور جوامن میں داخل ہوگی کہ بھاری یا زوج بھوی کو طلاق دیدی جائے۔ اگر بھوی کے ایسے رشتے دار موجود نہیں میں جو طلاق کے بعد اس کی کفالت کر سکیں تب اس جوامن کا پارہ اور بڑھ جائے گا۔

لیکن اگر مرد داعع نہیں امدادی نہیں وہ کتنا کہ دو ہمپیوں کو روشن کرائے سکے اور موجودہ بھوی بھاری یا کسی بھی وجہ سے اس درجے کا بھی گئی ہے کہ مرد کی عرضی ضرورت پر وہی نہیں کہ ممکن تو تو حکم کے قابل دو اور انہوں میں۔ ایک خود مرد کی اپنی کیفیت لئے دیکھنا ہمگا کو کیا وہ جسی خواہش کو باکر نہیں کر سکتا۔ دوسرے یہ کہ طلاق کی صورت میں عورت کے لئے کوئی ممکن تائی ہے یا نہیں۔

الا مرد کے جنسی میزبانی تحریر و جو جعلی ہوں تو اسے طلاق اور نئے نکلنے کے چکر منہ پر بڑھ جائے۔ حدداری کے انصراف میں وہ خدا میں بھی کامیاب نہیں۔ لیکن الگ یہ میزبانی مرد نہیں ہو سکے اور انہیں کہہ کر وہ اگرناہ کی راہ پر لکھا یا کہ تو طلاق دیا ہی اولی ہے۔ البتہ مطلقاً بھوی کی کفالت کرنے والا الگ کوئی نہیں ہے تو اسے ہمیشہ ہی بیکھر پر کھو دینے کا انتہا

اد رہیں چھوڑا یہ دل طلاقیں پڑھیں اس کے بعد اگر کبھی ایک طلاق اور دو ہمپی تو یہی بھی ہو جاویں گی اور اس کا وہ ہی حکم ہو گا جو ہم نے حصے پر بیان کیا ہے کہے دوسرا خاوند کے اس مرد سے نکاح نہیں پڑھتا۔

فرماتی ہے کہا ایک پر اعمدی پاس بھی بھی عدالت نہیں دیکھ سکتا کہ میرہ بیت ہے ہم نہ لانا مودودی اسے کہی اور جسے چل ملک کے ملین ہولانا میں عدوں کی "خود ساختہ" کہہ رہے ہیں؟

یہ بھی سن لیجئے کہ بھتی زیور کے مسائل پڑھی بڑی کتب فقرے سے لئے ہوتے ہیں، چنانچہ مکمل مدلل بھتی زیور کے خواہی پر آپ یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ دُخان، عالمگیری اور دیگر مسئلہ کتابوں کے خالے موجود ہیں۔ پتھر کے ان لوگوں کے لئے ہم نے کی جو لانا مترضی علىٰ کا پارہ نہیں جانتے ورنہ جو لوگ آپ کی مرثیت سے دافع ہیں، میں معلم ہی ہے کہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ خود ساختہ باتیں پہنچتے بلہ قرآن، حدیث اور فقیہ دفتر یہ گھری دسیں علاظہ رکھتے ہیں۔

حال جواب یہ کہ مولانا مودودی کی تفسیر سے غالباً اخلاقی رائے کا ہر شخص مجاز ہے لیکن جاہل ہوں اور متعصبوں کو اس دادی میں قدم رکھ کر اپنی رسماں نہیں کرنے چاہئے۔

طلاق کا ایک خاص مسئلہ

سوال :- (ایضاً)

ایک صاحب ملازم سرکار ہیں اُن کی بیوی ڈی سال سے مرض دی میں بیٹھا ہے۔ طلاق ہے کہ متفقانہ ازدواج نہیں دیکھ جاسکتے۔ وہ طلاق دیتا جائے میں دوسری شادی کو منع کی اجازت سے پہنچتی ہے، لیکن وہ بھی کو رکھ کر دوسرا عقد کرنا نہیں چاہئے۔ مترضی آڑ لیگ کر طلاق کا جواز قرار دینے ہیں۔ الگان سے سوال کیا جائے کہ اگر وہی مرض مرد کو ہوتا تو کیا عورت تیارداری سے

کے مقرر کردہ قوانین کے خلاف چلنے پر ہم شرعاً ماخوذ ہوں گے؟

ابوالبُشْرِ:-

ہمیں شریعت کا کوئی ایسا حکم نہیں معلوم ہے جس کی رو سے حج سے قبل یا بعد حاجی کے لئے تجارت حرام ہو۔ یہ خالی حن حضرات کا ہے ان کی دلیل معلوم ہوئی چلے ہے۔

البته متعلق حکومتوں کے قوانین کی خلاف ورزی شک جرم شرعاً ہے۔ جو بھی شتم وغیرہ متعلق حکومتوں نے لگایا ہے اس کی ادائیگی کرنی چاہئے۔ ہندوستان کی حکومت ہمارا لکھا اور انڈو ٹیکسٹ کی۔ جو شخص جہاں کا شہری ہے وہاں کے قوانین کی پابندی اس کا فرض ہے۔ یہ تو ہر ملکا ہے اور ہونا چاہیے کہ کوئی بھی حکومت اگر کوئی ظلمانہ قانون بنائے تو وہاں کے باشندے آئینی حدود میں اس کے خلاف جدوجہد کریں اور اگر یہ قانون شرعاً کے خلاف ہے تو اس کی تعین ہمیں کرنی چاہیے لیکن دوسرا نام طرح کے قوانین کی پابندی امر ضروری ہے خصوصاً چنگلی اور ستم وغیرہ کی ادائیگی کا تائیدی حکم تو احادیث سے ثابت ہے۔ کسی کے نزدیک الگ ہندوستان کے لگائے ہوئے حکومت کی شرح قالمانہ ہے تو اسے ہندوستانی حرم کو پانہ ہمزا سنا کر ایسی جدوجہد اصلاح حال کی کرنی چاہیے۔ مکر جب تک وہ کامیاب نہ ہو حکومت کی معین شرح سے ستم ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کے معاملے میں بدیانتی کرنا جرم ہو گا۔

بے راہ روی

سوال:- رائیت

پریزید اور معاشر شہر کے بائے میں آپ کی رائیں پڑھ چکا ہوں اور ان سے کسی قدر اتفاق بھی رکھتا ہوں، لیکن میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں اکثر حکموں پر ہمارا فعل ہائے قول کے بالکل خلاف ہے۔

میں آپ کو اپنی بھتی کے بائے میں بتا ہوں کہ یہاں کی انتہا بادی اہل سنت والجماعت ہے۔ شیعہ صرف ایک گھر اسے ہے لیکن یہاں سے نکلنے والے تغیریوں کی تعداد میں پائیں مال لیکے گھر جلا جانا "چوری" ہے۔ کیا ہندوستان کی حکومت

مرد کو رکھنا چاہئے۔

گورنمنٹ کی اجازت کا معاملہ یہ ہے کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے معمول و جو ثابت ہو جائے پر اجازت مل جاتی ہے، لیکن اجازت نہ سے تو اب مرد کو خود کھتنا ہو گا کہ ملازمت کی خاطروہ ایک بے گناہ عورت کو درد انگیز عالت میں بے یار و مدد گار چھوڑ دیتا پس۔ کرے یا اخلاقی لفاظوں پر ملامت کو تربیت کر دے۔ یہاں مفتی کے دخل دینے کا کوئی معاملہ نہیں ہماں تو ہر شخص کی اپنی اخلاقی حصہ کام کرے گی۔ قانون تو ہر حال مرد کو طلاق دینے کا اختیار دیتا ہے اور یہ معارضہ نہیں ہے کہ خود مرد بعض ہوتا تو وہ یہ بات کیسے پسند کر سکتے کہ عورت اسے چھوڑ جائے۔ مرد اور عورت نکاح و طلاق کے معاملات میں برا بر نہیں ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ ہی سے مرد کو فرمائیں اور نکاح و طلاق کی بالاں مرد کے ہاتھ میں دی ہے تو اس افضلیت کو چلچل کر ناسماں کے سٹے کیسے ملکن ہے۔

قانونی و اخلاقی دو نوع ہو جنے والیں کہ رہی ہے۔ قانون یہاں ہے کہ مرد ہر حال میں طلاق دے سکتا ہے، یہ ناقہ ہو گی اور عورت کے بعد مرد پر کوئی ذمہ داری عورت کی نہیں رہ جائیگی الگ مطلقد مرد یعنی ہے اور دنیا میں کوئی بھی اس کی کفالت کرنے والا ہو جو دنیا میں ہے تب بھی مرد کے ہاتھ سے اختیار طلاق کی بالاں ہیں جسیں جا سکتی ہزار سے مجبور کیا جا سکتا ہے کہ دور عقدت بھی مطلقد کا یار کفالت اٹھاتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علیٰ حکم۔

حج میں تجارت

سوال:- از سہیل ادیب۔ منونا ہم صحیحون۔

کیا حاجی کے سنت حج کے پہلے یا بعد حرم میں تجارت کرنا منوع ہے؟ اور کیا الگ کوئی حاجی کچھ سامان بغیر ستم نہیں ادا کرے یا کچھ جلا آیا تو وہ چور کہلاتے گا اور اس کا فعل چوری کے متراوف ہو گا؟

ہمارے یہاں عام طور پر لوگوں کا یہ خالی ہے کہ حاجی کے لئے تجارت کرنی ہی سمجھو ہے اور اس کا بغیر ستم دستے ہوتے مال لیکے گھر جلا جانا "چوری" ہے۔ کیا ہندوستان کی حکومت

کما حضرت علی اور حضرت حنین رضی اللہ عنہما کی توحیف و منفیت کے اندر ازدواج میں بے شمار حکایات رفق و تشیع کی اچھے اچھے ایلی علم سنیوں نے یہاں ملنی ہیں اور ہم مسا کوئی سر پھرا ان کی نشانہ ہی کر دے تو اسے خارجی، یزیدی، ناصیبی اور ز جانے کیا کہا جاتا ہے۔ **اللهم اس نا الحوت حکاً والباطل باطل۔**

تین طلاقیں

سوال ۱۔ ازمیعین الدین۔ حیدر آباد۔

یہاں پر ایک شخص جو اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتا ہے، اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دے چکا ہے، ظاہر ہے کہ اب رجوع نہیں کر سکتا، لگر ہم اپر ایک بحیرہ روم میں عالم ہیں انہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ وہ شخص رجوع کر سکتا ہے موصوف کے حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ شخص ایک ساتھ تین طلاق دیتا ہے وہ ایک ہی شمارہ ہوتی ہے اس لئے عذالت کے اندر رجوع کر سکتا ہے۔ اس فتوے سے ہم لوگ حیران ہیں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا، اہذا اہل سنت والجماعت کے دلائل تحلیل کی قریبی اشاعت میں تحریر فرمائی تاکہ اہل سنت والجماعت میں ہو جائیں تھیں عالم صاحب سے مناظرہ نہیں کرنے ہے؟

الجواب ۱۔

اس سند پر کافی تفصیل سے ہم تجلی میں الکھ چکے ہیں لیکن افسوس کہ "تحلی کی ڈاک" ابھی کتابی صورت میں شائع نہیں ہو سکی اس لئے یہ کہنے سے معذور ہیں کہ یہ شمارہ تجلی کی ڈاک" میں دیکھ لے جائے۔

جو شخص مسلکا اہل حدیث ہو اس کے لئے بالکل بجا ہے کہ اہل حدیث عالم کے فتوے پر عمل کرے، لیکن جو حنفی ہو اس کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ ضرورت پڑنے پر غیر حقیقی علماء سے فتویٰ لیتا ہے۔ کسی عمولی سے معاملہ میں تو خوش پرستی کی یہ راہ ہر بے بھلے گوارا بھی کی جا سکتی ہے لیکن نکاح طلاق کے مسائل میں یہ سخت محدودش اور جملہ کی ہے۔

ہوتے ہیں جو تعزیہ بناتے ہیں اور مجھے سخت تعجب اس وقت ہوتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہاں کے روشنک سائے ملت ہوں اما جیب الرحمن صاحب حضرت اور مومن الساعد اللطیف صحت نعمانی ان باتوں سے واقع ہے مگر کبھی کہیں پر بھی ان سے اس کے خلاف کوئی بات نہیں سنی گئی۔ بلکہ ان کے ان لوگوں سے تعلقات بہت گہرے ہیں جو کہ تعزیہ نکالنے یا نکلوانے ہیں اپکے اس مستثنے میں کیا خیال ہے اور یہ سب تعزیہ بناتے والے ہماری ہی جماعت کے لوگ ہوتے ہیں۔ میرا اس وقت نرمیت سے سرچھک جاتا ہے جب کوئی دوسری جماعت کا شخص پر کہدا تا ہے کہ تم لوگوں کا خلیک ہی کیا ہے۔ آج اپنے کو "مشتی" کہہ رہے ہو اور کل محض کے روز تعزیہ نکالو گے کہا تعزیہ نکالنا سچی ہوتے کے مقابل ہے؟

الجواب ۲۔

جی ہاں حمزداری بھی ہے کہ کتنے ہی تعزیتے ناکالے سچی نکالتے ہیں۔ تعزیہ داری کی حرمت میں علماء حق کی دہنائیں نہیں۔ لیکن برا ہمیں کے فروغ میں مسلمانوں اور القیام کی بھی روشن توجہ معاونت نامت پوری ہی ہے کہ وہ روزانہ و تروں میں اللہ تعالیٰ سے ناختم و ننفر اور من یقیناً کا اعتراف و اقرار کرنے کے باوجود عمل لے جسی کا شکار ہیں۔ نام تو اچھے اچھے سر مرانی کے رنگے جاسکتے ہیں۔ ویکھ جی بھی بچے ناجی کا نام لکھواد را لکھواد کا نام "شار" ہے۔ اسی طرح ہم جو کہ کمرے والوں سے تعلق قائم رکھتے اور برا ہمیں کو نظر انداز کرنے کا نام شفتت، رواداری، نرمی رکھیں ہیں مگر حقیقت بھی ہے کہ نام ہماری دینی ہی جیسی اشہد نہیں سازی کے حسین خلاف ہیں۔ الگ ایں حق نام ان لوگوں سے یکریباً تعلق نہیں کرتے ہیں۔ اگر ایں حق نام ان لوگوں سے فرق دخوریں بننا ہیں تو پھر دیکھتے برا ہمیں کی مکر کس طرح بوٹکی ہے۔

غمصر پر کہ تعزیہ داری متفق ملے طور پر گناہ ہے۔ ہم جو بار بار کہتے رہے ہیں کہ خود کی بھی گوناگون معتقدات میں شیعت کا شکار ہو گئے ہیں وہ یونہی مخوبی کہتے ہیں۔ ایک تعزیہ داری

سو ایکا ہے کہ ان سب کے نزدیک یہ اعلان شریعت مجددی کے
میں مطابق تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایک وقت میں دی ہوئی تین طلاقوں کا
معنیظہ ہونا تقریباً جامعی مسئلہ ہے جس سے اختلاف کرنے
والوں کا قول معتبر نہیں ہے۔ طلاق دینی ہے تو ایک دو۔
دو دو۔ یہ کہا کہ تین نہیں کی روٹ لگا رہے ہو اور کھڑکیوں
کا دروازہ کھٹکا ٹھاٹھ پھرتے ہو۔ تین نہیں ہی پس ایک نہیں
غرض پڑنے پر اپنے اگر کو چھوڑ کر دوسروں کے دروازے
جھانکتے پھرنا بیندگی کی راہ نہیں مقاد پرستی اور بے راہ
روی ہے۔

کیوں کامران

سوال :- اعظمت اللہ شریف۔ وہ مکمل (آنہرا پریش)
یہاں کے ایک غیر مسلم صاحب اہم تجھی سے وجد الدین
صاحب کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ لیکن ایک سوال میں مجھ سے
روہ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ خدا نے ہم کیوں پیدا کیا۔ اُن
سے کہا گیا کہ خدا ہمیں پیدا کر کے آزادا چاہتا ہے، لیکن انکا
کہنا یا ہے کہ ”خدا آخر پیدا ہی کیوں کرے اور پھر اُنماں
ہی کیوں۔“ اس سوال کا جواب دیکھا ہوا ہے اس ان
تو ہے نہیں۔ الگ تخلی میں شائع کریں تو اس قسم کے سوالات
کو رئے دلوں کو ٹھنڈ کرنے میں مدد ملتے گی۔

الجواب :-

ویسے تو آپ کا یہ سوال اور اس کے بعد کا سوال (جو
آگے آ رہا ہے) دونوں اس لائق نہ تھے کہ ان سخیر صفات
میں شامل کئے جائے لیکن کبھی طبیعی محی سیدھی گی میں ملاحظ
پیدا کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس اسی خیال سے انھیں
 شامل اضافت کیا جا رہا ہے۔

یہ سوال تو ہوتا ہے کہ خدا نے ہم کیوں پیدا
کیا اور کس لئے وہ ہمیں آزادا چاہتا ہے۔ پہلے تو اپ ان
غیر مسلم صاحب سے مردیافت کرچکر آپ کی ناک اکھوں
اوہ مخاکے کے درمیان کیوں ہے آنھوں سے اور پہلیانی پر کیوں
کے

اہل حدیث علماء مختار ہیں کہ اپنے علم و فہم کیبطاں
جو محمد درست مجھس اسی کے موافق فتویٰ دین، لیکن چار
نزدیک ہمایت مخصوصاً اُن سے میں شامت ہے کہ ایک
وقت میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہوئی ہیں جو کے
بعد رجوع مکلن نہیں۔ احادیث ہماری نظر پر ہی ہیں لیکن
کی بات یہ ہے کہ اہل حدیث حضرات اپنے مطلب کی
رواياتِ ائمماً کے ساتھ اس طرح پیش کر دیتے ہیں گویا
ان کے خلاف کوئی روایت کتب احادیث میں موجود نہیں
ہیں لیکن جن روایات میں احتجاف استدلال کرتے
ہیں ان کی طرف اشارہ تک نہیں کرتے حالانکہ اب یہ حدیث
رواستیوں کی پس قریب وہ روایات بعض مسوخ ہیں اور بعض
قابل تاویل۔ یہی وجہ ہے کہ تک دقت تین طلاقوں کے
واقع نہ ہونے کا مسلک یا تو راضیوں نے اختصار کیا
ہے یا اہل حدیث نہ۔ ورنہ امرت کا سواد عظمتی کے
وقوع پرتفق ہے۔ کیسے نہ ہو امام ابو حیفہ، امام شافعی
ایم مالک، امام احمد بن حنبل، امام ابو الحسن امام تخریج امام
ثوری سب کی ہی رائحتے۔ خلیفہ علیؑ عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان عام کہ ایک وقت کی دی ہوئی
تین طلاقیں ہی شمار ہوں گی، امام طحاویؑ کی معانی
الله تعالیٰ میں مخصوصاً سے ہوئی ہے۔ یہ مکن ہی نہیں
تھا کہ جن احادیث سے بظاہر اس کے خلاف ثابت ہوتا
ہے وہ اگر متسوچ یا متوسل نہ ہوں تو یہ فاروقؓ عصا محرمی
السا اعلان کرنا۔ جو لوگ یہ ابریکی۔ کچھ جا رہے ہیں تو میں
طلاقیں ایک ہی شمار ہوئی ہیں۔ وہ دراصل یہ تھا ہے
ہیں کہ عمر فاروقؓ مخفی طی اعلان شریعت کے ایک فضیلے
کو بدلا اور حضورؐ کے ارشاد کو اُنٹ دیا۔ شرعاً اور راجحی
حضرات سے تو ایسی ناپاک بات کی توقع و تھنی ہی چاہیے،
لیکن اہل حدیث رواستیوں پر توجہ پڑتے۔ اس کی توصیف ذات
عشرتی ہی پر نہیں پڑتی۔ ہزاروں صفحات اس کی لیے طہیں
آجاتی ہیں گوئے جب حضرت مفرغ نے اعلان عام کیا تو کسی محی
صحابی نے اس سے اختلاف نہیں کیا جس کا مطلب یہ کہ

اک مسلو قلیم یافتہ جو مغربی مفکریوں نے زیادہ محروم ہیں ہوتے ہیں کہ محمد نے خدا، آخرت اور سالت کی جو تعلیم دی تھی وہ دراصل ایک اسٹریٹ فاٹم کرنے کے لئے ایک پاسی ہے۔ اس طرح خود وکوں کے ذہنوں میں ایک عقیدہ رائج کر کے اپنا کام بنا جائیتے تھے۔ اس طرح خدا، آخرت اور سالت کی تعلیم و نعمود بالآخر محمد کی ایک ڈیپریسی تھی۔

امیر کر کر آپ اس پر مختصر آہی لکھ کر ان کے الزام کو غلط ناتابت کر دیں گے۔

المجاہدات:

میں نے ایک گورے آدمی کو دیکھا کہ اس کا اسارا بڑا بالکل سیاہ تھا۔ میں نے اُگ کی بہت بڑی بھٹی دیکھی جس کی وجہ سے اُن کی میل تکس کی فضائی بستہ ہو گئی تھی۔ اُن عروں پر آپ جو لین کے اور خیال کریں گے کہ لکھنؤ کے کاد ماغ خراب ہو گیا ہے۔ لیکن برسے بھائی جو خیالات آئے مغرب نزدہ صاحب کے ذکر کے اُنی موجودگی میں ایھیں مثلم کہنا بھی ان نعروں سے تم مضمون خست اور چونکا دشی والے ہیں ہے۔ اُگ اگر بانی ایسیں ہو سکتی تھیں کہ اگر سفیدی نہیں کہا جا سکتا تو پھر ایسے شخص کو "مسلم" بھی نہیں کہا جا سکتا جس کی ذہنی حالت یہ ہو۔

جو کچھ ان صاحبے کیا ہو اس کو لئی الزام نہیں ہے جس کی صفائی کی جائے۔ وہ تو نہ یاں ہے، بلکہ اس سے دوسرے کی ٹھر ہے۔ اس کی صفائی تو درکن و اس کا شذوذ بھی کوئی شریف آدمی پیدا نہیں کر سکتا۔

ایمیتھ ہمارا اس نہ یاں کی نہیں بلکہ ہم ہاتھ پکھنا کے کتنے سماں کیاں کیاں صاحبے کوئی تعلق ہے اُنھوں نے ان کھربیات کوئی کاٹاٹھا نہیں، اغفار کیا۔ ان کا رسم عمل کیا رہا۔ ایسی بیٹھانی نہیں کہ اگر اس بھی احباب و اعزیز اسلامی ہی سمجھ دیے جس نے اس سے تراہت و محنت کے تعلقات حسب تعریف رکھ لیے ہیں تو ایھیں سمجھ لیتا جائیتے کہ اُگ کے غاروں میں وہ بھی ہے۔ جو کچھ ان صاحبے کہا دے

نہیں ہے۔ کہ صحیح تھا اگر کافوں کی جگہ آنکھیں ہوتیں اور آنکھوں کی جگہ نقطہ ایک بڑا سا کان لٹک رہا ہوتا تاکہ اس سے بھیاں اڑائی جاسکتیں۔

"کیوں" ایک ایسا مرد ہے جس کی نظر تھا ہے نہ ملکی۔ یہ پوری کائنات تو بہت بڑی ہے۔ یہ "پورا انسان" تو اپنے اہمیت و خصوصیات کے اعتبار سے نہایت صحیح و عالی ہے۔ نقطہ ایک چہرے کے بالے میں کیوں "لی بھر طویل چھپر دی جائے تو سو الات کا مسلسل کھنچنختم نہ پوچھا گا جو کام کے نولے ہیں وہ بھی کیوں تک گورنمنٹ ہندے ہیں نہیں مفتے ہیں کام چور اور خیال پر سوت لوگ اسے لے چوں جو اس کے پورے کے نہیں رہتے۔

سے غیر شرعاً صاحب اکائیات کے ساتھ سوچا ہاٹھے کہ ہر روز منہڈ ایسے کام کرتے ہیں جن کی توجیہ اسے۔ اسے سوا پہنچنے کو تو کیا کر سکتے کہ اُن کا محل چھٹا کا ہے۔ کیوں جا ہٹھے ہے اور اس کو لفظ معتبر ہے اس کے مکریں پھنس کر تو صحیح۔ سے شرعاً کا، فقط ایک دل خواہش کی بھی عقتنی تو چیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ تراحتی بڑی کائنات جس انسان کی خاطر اللہ نے پیدا کیے اس کی تخلیق پر "کیوں" کی اولاد ان گھر ملا ہے، یہ لہذا اور دوسروں کا دشت پر پاد کرنے کے سیوا کسی بھی صحیح تکمیل نہیں ممکن کہ اسے ایک کام کرنا چاہا اور کر دیا۔ کیوں چاہا اس کا جواب وہ دے جو حصہ اکا را مدار را معتبر ہے۔ اگر متذکرہ غیر مسلم صاحب کو اپنے غصی اوقات صحیح مصروف ہیں لگانے ہیں تو سوچنے کی بات یہ ہیں ہے کہ آدمی کیوں پیدا کیا تھا۔ خور کرنے کی بات یہ ہے کیا اس کا دو انسان ہے کوئی انسان کیا ہیں۔ اسے اپنے پیدا کر دیا۔ لے کے ساہھے کوئی تعلق رکھنا پڑتی ہے۔ اس تعلق کے تھی تھا کہ اس کا ماریل، زنا بیوی، زندگی لگزار۔ کا صحیح اور صاریح طریق پڑا۔ وغیرہ۔ اگر۔

الحمد لله رب العالمين

مسئول ایں ہیں۔ (المیضا)

دولت میں کافی حق دراثت ناچیخت ہے۔ تیرانی بحکم یادیں ہیں اور عده ان میں سے بہت بڑی تعداد ہوں نہ فرمادہ کارہیں تو کبھی جدید کہتا ہے کہ آپ کی ترکی سے اول الذکر میں کوئی اندھر خار الذکر میں کو زیادہ لٹا چلنا چیخت ہے۔

لیکن آپ یا اور کوئی معقول آدمی جذبہ مذکورہ سے ان تقاضوں کو غلط ہی قرار دے گا اور دین کی تاسیخ ہی بھی بیانی ہے کہ تقاضے کوئی عقول نہیں کھجھے گئے۔ پس بھی آخر کار پوتے ہیں کہ مالک ایسا بھروسہ ہو گیا کہ جاگئے فائزون اور اسرل کو دیکھنے کے لیے بھاری نگاہ فتح عذر بر رحم پر حرم جائے اور جن خیاروں پر اشتہر قانون دراثت بنایا۔ اسکی نظر انداز کر کے تم فقط اپنی میلان کو معقولیت کی مندرجہ ممکن کر دیں۔

دراثت کا فائزون ہیں زیادی حفاظتوں میں ہے۔
(۱) کسی بھی خصوصی کا مال، اس کی موت ہی کے بعد مال دراثت ہے۔ جیسے تھی: اس کا اپنالی ہے اور کسی عزم، ذریعہ بکا لوٹی اس اصحاب بھی اس میں بطور وارث نہیں ہے۔

(۲) مال دراثت نہیں ہی جن قسم ہو گا۔ جو اُس طبق مال کی زندگی میں مر جکے ہیں ان کا احمدہ تر کہ میں ہمیں لگایا جائے گا جا ہے وہ نہیں داروں کے مقابلہ میں صاحب مال کے نزدیک فریضی رشتہ دار ہے ہوں۔ مثلاً زید کا بیٹا میرزا جو زید کی نزدگی ہی میں مر گیا۔ اب زید کی تواریخ تو اس کا ترکیز نہ داروں کو پہنچے گا۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ مر جوں میٹے کو وارث قرار دست کر دوسروں کو خروم کر دیا جائے۔

(۳) مال دراثت داروں کے ظاہری و مادی احوال کی مناسبت سے قسم نہیں ہو گا بلکہ خانی رشتوں کے اعتبار سے ٹھیک۔ یعنی یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ جن جن لوگوں کو ازدواج فائزون دراثت کا حصہ بخیر رہے ان میں کون غریب ہے کون امیر، کون نکوکار ہے کون بزرگار۔ کون مر جم کا درست رہا ہے اور کون مر جم کی خدمت کرتا رہا ہے۔ یہ سب کوئی نہیں دیکھا جس کا حصہ فائزون رہا ہے وہ اس سے ٹھیک ہے ظاہری احوال بھی ہیں۔

ان بیادی قواعد کو سامنے رکھ کر غریب کوئی اخراج عرض کا بیٹا

کفر ہر رجح ہے۔ بدتر جو قسم کا لوار ہے۔ اسی احتساب نہ ہو تو اسلامی عدالت اس کے لئے کافی نہیں ہے مگر اس کے لئے جلدی اسے مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے کہ یا اسلام اسے ہر طرح کا انفعاً مستحق کریں۔ روزانہ و ترمیں اتراد کیا جاتا ہے کہ خلیع و شمرٹ من بغیر وغیرہ۔ الگ صرف حق و خوبی کی تھکن سے انقطار و روابط کے لئے کافی ہیں تو لفڑی میں سے ٹھرھڑا انقطار کا مل۔ کے لئے اور کیا چیز درکار ہے۔

کسی بھی اعتراض والزم کا جواب دینے سے ہم گھبراتے ہیں، لیکن اعتراض اور پوکوس، الزام اور ہمیں میں منطق کرنا بہر حال ہر مجدد اور آدمی کا فرضی منصبی ہے اور ابھی جو ابڑی کے ہم صرف مشورہ ہی پیش کر سکتے ہیں کہ متذکرہ علم ماحدہ کے تمام روابط ختم کر دیئے جائیں، اور اس دھوکے میں نہ باجاست کہ وہ اب بھروسہ مسلمان ہیں۔

پوتوں کی دراثت

مسئلہ ۱: ازملک رسن الحمد عماں۔ غازی پور۔

زید کی زندگی ہی میں اس کا بیٹا اتفاق کر گیا تو اب زید کا پوتا زید کی جاندار میں سے پچھلے بھی نہیں پا سکتا۔ وہ محظی ہے، ہرگز کا ایسا کیوں؟

الحوالہ:

بوئے فی دراثت کے مسئلے پر تحلیل میں یاد رکھا جائے کہ آپ غالباً اس کے پُر نے قاری نہیں۔ لہذا قدر گنجائش برابر پھر پیش خدمت ہے۔

دراثت کا معاملہ فقط ایک جذبہ کا معاملہ نہیں ہے وہ یک ٹھوں، معقول اور ممکن بر اصول فائزون کا معاملہ ہے جسے رحم اور صدقہ و خیرات کی بنیاد پر نہیں بلکہ خانی رشتوں پر مبنی کیا جائی ہے۔ آپ ایک دولت من آدمی ہیں، آپ کے پڑوؤں میں ایک نہایت غریب نہیں آباد ہے۔ رحم و رافت کا جو جذبہ بخوبی الارث پرست کو وارث قرار دینے پر ذہن و قلب کو اچھا رکھے ٹھیک ہے، جدید ہی کہیں کہ اس غریب پڑوؤں کی کو اپ کی

کی طرف منتقل ہو جائے۔ لیکن اس صورت میں فقط پتوں ہی کی کام خصوصیت ہے۔ پھر تو مر جم کی بھی اور دیگر اعزازات تک بھی حصے پہنچنے چاہئیں۔ آخر ہم مرتے ہیں تو ہمارے ترک میں فقط ہمارے بیٹا۔ یہی تو حصہ دار ہنس میتے بھی کام بھی حصہ ہوتا ہے۔ نیز بات فقط پتوں ہی تک یکوں محدود رہے تو اسا نو اسیوں نے کیا خطابی ہے۔ اگر ایک مر جم بیٹے کو زندہ فرض کر کے دارث ناما حاصل کئے تو ایک مر جم بیٹی کا بھی یقیناً ہی حق پہنا جائے۔ مثلاً زید کی بیٹی چند بچے چھوڑ کر زید کی زندگی ہی میں رکھی۔ اب زید مرتا ہے تو جس طرح میں ہوتے بیٹے کو وارث مان کر اس کا حصہ پتوں کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اسی طرح اس مر جم کی بھی کو بھی وارث مان کر اس کا حصہ ورثات کی طرف منتقل کرنا چاہتے۔ اس کے وارثوں میں شوہر بھی ہے اور بیٹا بیٹیاں بھی۔

اور پھر بات اسی حد تک پر کیسے ہو جائے گی۔ جب مر جووں کو زندہ نہیں کر کے شرکت دراثت کرنا دادورت مان لیا گیا تو پھر کسی بھی مر جم کو چاہے وہ مورثت سے کوئی بھی دراثت کو رکھنا ہمارا ہے اس ایسے حق قاعدے سے کیوں فواز انہیں جائے گا۔ سوچیے اگر کسی قاعدہ جل جائے تو دراثت کے فالوں کا کیا مضمون ہے ؟

در اصل پتوں کی دراثت کے معاملہ کو ان مختصر متجدد دین سے ہو ادی سے ہے جو اسلام سے جاہل اور متعاقب ہونے کے باوجود خود کو مفکر اسلام اور نہ جانے کا کام بھی ہے ان کا سب سے جو بیش خطرہ ہے کہ جس طرح بھی ہر سکے عالم کو علماء نقہا میں منتظر کریں، یعنی قسم دلائیں کہ عملائے سلف تک نظر اور کم سمجھتے، مغربی طرز فکر کو دیا غیر میں اُتاریں اور ان پابندیوں کی دھیان بکھر دیں جو اسلام ندان کے اعمال و کردار پر عالیہ کی ہیں۔ عوام بھوارے کم علم ہیں۔ اخسن قانونی و فقیہی کم امور کیا مشغور۔ اخھوں نے تو بس اتنا سوچا کہ بھوارے میں پتوں کو دراثت میں حصہ مل جائے تو اچھی ہی بات ہے، لیکن اس سے آئے اُن حکم ترین اور

اس کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا وہ شخص ہر جائے تو اس کے ترکے میں اس مر جم بیٹے کو حصہ دار بنانے کا کوئی شکست ہے۔ مروہوں کو حصہ دار بنانا تو اسلام ہی کیا کسی بھی قانون میں معمول نہیں بھجا جاتا۔ پھر آخر پتوں کے حجوم رہ جانے میں کیا بھجن اور تجویز ہے۔ پتوں کا بھائے خود مسفلاؤ ارش نہ ہونا قوبہ جلتے ہیں کہ ایک مسلم امر ہے۔ اسلام ہی میں ہیں کسی بھی دستور میں یہ قاعدہ موجود نہیں ہے کہ مرثے دارے کے بیٹا۔ یہی کی وجہ دیگر یہ بھی پرانے نواسیوں کو ترکہ میں سے حصہ ملے گا۔ یعنی پتوں نواسیوں کا ماحصلہ لڑکوں جیسا نہیں ہے کہ جائے لڑکوں کے مقابلہ میں پھر صفت ملے گریتے گا ضرور۔ پتوں کو تو ایک جتنے بھی نہیں ملتا اگر ان کا پاب پ زندہ ہے۔ کسی بھی ملک و قوم کے قانون و دراثت میں یہ نہیں دکھایا جاسکتا کہ مرثے دارے کے جو بیٹا۔ یہی زندہ موجود ہیں ان کی اولادوں کو بھی دادا ناتاکے ترکے میں سے بچھنے کچھ حصہ مل کر رہے۔ اس سے معلوم ہو اک پوتا پویوں کا بھائے خود مستقل دارث ہونا دنیا کے کسی بھی قانون و دراثت میں تسلیم نہیں کیا گیا۔ لہذا ای اعتراف احتجاج توہین ہو گا کہ اسلام نے لکھوں ایسا نہ کیا۔ اب رہا وہ اعتراف اور تحریر کیتم پتوں کو محمد مکیوں کیا گیا تو ایسا ہی ہے جسے کوئی یوں پوچھے کہ فریض ہمسے کو دولت من یہ سائے کی دراثت میں کیوں مل کر رہے۔ جواب طاہر ہے کہ قانون و دراثت کا جلد طرح اور داد دہش کے جذبے سے نہیں ابھے تعلق ہے۔ غریب ہمسے کو رحم کھا کر آپ لاکھوں روپے دیں لیکن قانون دراثت کی عمارت جن اصول پر اٹھی ہے ان کی رو سے یہ کہنا بجا نہ ہو گا کہ قانون بھی یہ ہمسایہ مال دراثت میں حصہ دار ہے۔ شہیک اسی طرح کسی کیتم پوتے کو متوفی کے زندہ دراثت رحم کھا کر چاہے کتنا ہی حصہ دیں لیکن قانون اس کا کوئی حق مال دراثت میں نہیں ہے۔ حق اسی صورت میں مانا جاسکتا ہے جب اس بیوادی قاعدے کو توڑ دیا جائے کہ دارث معرفت زندہ اشخاص ہوں گے۔ پتوں کا جواب خود داشتے باب کی زندگی ہی میں مر چکا ہے اسے اب زندہ فرض کر کے آپ شرکت دراثت بنا دیں تسب ہی یہ ہوسکتا ہے کہ اس کا حصہ اس کی زندگی اولاد

اور تنگِ دل قرار دینے والے رحم و فاضی کے مکروں نے کیا بھی یہ بھی کیا ہے کہ غریب ہمایت کو شریک رہاتے کرنا یادِ امت مذہبی کو مغلس بیٹی کی برادر حصہ دراثت دینا ظلم ہے؟ اگر نہیں کہا تو کیوں نہیں کہا جو بھی اور غیر معقول جذبہ پرتوں کے لئے حق دراثت کا طالب ہے اسی کا تقاضا تو یہ بھی ہے کہ بیٹھ کر مرتبہ مغلس پڑوسی بالامال ہو جایا کریں اور جو بیٹھ لا کھوں کاملا کسی اسے باپ کی جائیداد میں اس لئے حصہ نہ دیا جائے کہ دوسرا بھائیت مغلس ہے۔ یاد یا بھی جائے تو ہم اسے نام۔ زیادہ حصہ مغلس بیٹی کو عطا کیا جائے کیونکہ رحم و عمل کاظم اہری تقاضا تو یہی ہے! — رحم اگر قابوں پر راثت کیا نہیں از مذہب کے لئے تو چردا یہ ناقلوں ہی نہیں کیوں کی گندم جائے گا۔ خوب سمجھ مجھے تو انہیں کی تباہی ہوم اور حاکم کی نہیں فولاد کی ہوا کرتی ہیں۔ اصولِ جذباقی ترکوں کے علماء نہیں ہر اکر نے حکمران اور رہنماء ہوتے ہیں۔ پرتوں پر رحم کا کر جس کا دل چاہے قاروں کا خدا نہ عطا کر دے نیکن فالوں اپنیں ایک پانی کا بھی حصہ دار مانا یعنی رکھتا ہے کہ قاروں پر راثت کی کوئی بیادی نہیں ہے۔

حمل کی مدت

سوال ۱۵:- (ایضاً)

ایک بیوہ کو اگر دو سال یا ڈھانی سال داس کے شہر کی بیویت کے بعد تک بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنے باپ کا دارث ہوتا ہے؟

الجواب ۱۵:-

بھی ہاں ہوتا ہے۔ بالعموم دستِ حمل نو دس ماہ ہے نیکن اس سے کم اور زیادہ کا بھی عام مشاہدہ ہے۔ ایسے واقعات بھی نادر نہیں ہیں کہ حمل پرستی میں دو ڈھانی سال تک رہا ہو۔ لہذا جب تک مخصوص دلائل سے یہ نتیجت ہو کہ حورت زادی ہے اس کا بچہ مر جنم پاپ ہی کامنا جائے گا۔ خود عورت اعتراف زنا کر لے یا اس کے زنا کا مشاہدہ چار آدمی کریں تب تو تھیں اسی کہلاتے ہیں کیونکہ مجرم اس وجہ سے اسے حرامی نہ کہیں گے

مشیرزادہ بنادھر اصولوں کو نہ راجھی زیر خود رکھنے کا شیرازہ ان کے سطحی جذبہ رحم سے بکھر جاتا ہے۔ قوانین یک رُخ جدیوں کی اساس پر نہیں مل کر نہیں اسی میں کہاں کوں عقلی صلاح کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ لہذا کم علم اور کم نہم لوگوں کو کیوں اور کیسے کے چکریں پڑتے کے بجائے علمائے حق پر اعتماد کرنا چاہلے ہے اور جو بات ان کے ذہن و شعور کی دسترس سے باہر ہے اسی وقت خیال نہیں کرنا چاہیے۔ آخر کیا آسکے لئے اتنا بھی جان لینا کافی نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مبارک سے آج تک سی بھی بھاجی، تابعی، امام، شیخ، فقیر اور اسلامی مفکر کے ادنیٰ سماجی شہداء میں نہیں کیا کہ پرتوں کا محبوب الارض ہونا یہی المصالح و محفوظیت کے عین مطابق ہے۔ کیا آپ یا کوئی بھی معقول ادھی یہ خیال کر سکتا ہے کہ یوں یہ جو وہ سو سال کے تمام علمائے حق کو اتنی عقل نہ آئی جتنی اج نے بعض بدینے مقتولین اور خرب نہ کر تھے دین کو آئی ہے معاذ اللہ یہ بدیخت یوگ اس نسل کو من ملت امداد میں اچھا کر عامتہ الناس کو یہ تصور دیتے ہیں کہ تمام علمائے سلف خلف تنگِ دل ہیں جاہل ہیں حفلہ ہیں بے رحم ہیں۔ حالانکہ اصلًا ان لوگوں کا نشانہ خدا اسلام ہے۔ خود قرآن و سنت ہیں۔ یہ حمل کرنے کی بھنے کی جھرأت نہیں کر سکتے کہ اللہ اور رسول ناظم ہیں۔ حالانکہ اصلًا ان لوگوں کے قلوب کو اللہ اور رسول نیکی سے بیزاری ہے۔ اسلام سے تغیر ہے کیونکہ اسلام مغربی فلک و تہذیب کی تحریک کی بحاجت اس کابطال ارتقاء ہے اور عیاشی و شوشانی کا خالق ہے نیکن یہ لوگ آڑلے لیتے ہیر چرب زبانی کی اور جرم شیرادیتی ہیں علماء کو حالانکہ علماء کو خداو

اس سے زیادہ بچہ نہیں کہ اکھوں نے قرآن و سنت کے احکام اصول کو سینے سے لگا کر پوری پوری عمر میں تلقین اور شریعت قوانین کی تدوین و ترتیب میں بتابدیں۔ پرتوں کو محبوب اکھوں نے نہیں کیا ہے بلکہ وہ تو خود اللہ اور رسولؐ کے خالوں میں محبوب ہیں اکھوں نے صرف یہ کیا ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے فضلیں پر تسلیم کر دیا ہے اور پوری امت مسلمہ کو ان فضلیوں سے آگاہی بھی ہے۔ پرتوں کے معاملہ کی اڑائی کراکیں بے رحم

علماء امگر نہ ہوں کامساختہ دیا اور اور علمائے حق کو گھٹنے والے امگر بزری اسلو خدا نہ میں بریلوی علامہ کے متعدد افراد تو ہی بھی بطور سچی اشارہ نہ تھے۔

تامہم یہ وقتوی نقش علماء بریلوی کی محل بھی نہیں ہے بلکہ محل بھی ہے زادویہ فنکر کا ناسد جو نا-کیمرے کا لنس خراب ہو تو حسین سے حسین۔ شے کی تصویر بھی باقص آئے گی۔ اسی طرح آدمی کا فنکری زادویہ طیار ہوا ہو تو وہ ہمیشہ طبڑھے ہی راستے کو صراطِ قسم سمجھ جائے۔

خلافہ یہ کہ بریلوی عقائد کے ماءے سے بھی دور بھایا گی۔ یہ دل دماغ میں نظمیں بھر کر علم اور عقل دونوں کا خارہ خراب کر دیتے ہیں۔ پہلے دیوبند میں مدرسہ تابع ہوا یا پہلے بریلوی مذہبی تحریم یا ایسا یہ لا حاصل بحث ہے۔ دین کی ایسا تو پہلے دن سے قرآن و سنت پر اور قرآن و سنت کا بے لگ مطالعہ بریلوی طرز فکر کی کھلی تردید کرتا ہے۔

سایہ رسول

سوال: از سید محمد۔ بیوی۔

میں اگرچہ آپ سے عقائد میں اختلاف کرتا ہوں بھر بھی تخلی بھی بھار طھا کرتا ہوں۔ میں علمائے بریلوی کے مسلک کا ہوں "وزی کرن" جو بریلوی سے اہ وار نکلتا ہے میں اس کا خریدار ہوں۔ شمارہ نئے ماہ جون میں عفت نہ دینے کی پر فریقین کی بحث ہے۔ میں یہ سالہ آپ کو بھیج رہا ہوں آپ خود بھی مطالعہ کریجئے اور سی ایک مشکل تفصیل سے روشنی ڈالئے تخلی کی قریبی اشاعت میں۔ بھیج نہ ریغہ دی پی جواب والا تخلی روانیجئے۔

مومن گجرات لائزیر بھی میں تخلی آتا ہاگر اب مدد ہو گیا ہے اس لئے اب پڑھنا بھی ہندے ہے۔ آپ کے بھی کہ کیم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ ہوئے کار دخانی میں لکھا ہے میں اتنی تفصیل کی تعریف کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ ولی بھی تفصیل نوری کرنے کے جواب میں اختیار کریں گے۔ میں جانتا ہوں کہ بھی کہ کیم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ میں بہت سے

کوہہ باب کی بوت کے تڑپڑھانی سال بعد پیدا ہوا ہے۔ اگر کہا جائے کہ شوہر کی بوت کے وقت یا اس کے بعد اہ بعد تک کوئی علمت جمل کی نہیں پائی جا رہی تھی اس سے معلوم ہوا کہ بعد میں زنا کیا گیا ہے اور تجھے اسی زنا کا ختم ہے تو یہ استلال بھی مکروہ ہو گا۔ شاذ و نادر سمی میں ایسا ہو ہو جائے مکاہنے کے لطف و قدر ا تو یا جائے میکن کافی دن تک اشو و نماز رائے رحم کی بعض خرابیاں لیے اتفاق کو مکن بنا دیتی ہیں لہذا امکان و انتباہ کی موجودگی میں عورت پر الزام زنا ثابت نہیں مانا جائے گا۔ یہ الزام بہت سخت ہے اور شریعت اس لیے غیر معتبر اور قطعی شواہد کی طالب ہے۔

بریلوی مذہب

سوال: از محمد عقوب۔ کراچی۔

یہ بریلوی فرقہ کہاں سے اور کس طرح ایجاد ہوا اور اسکی جڑ بیان کیا ہے؟ کیا حقیقت میں یہ گورنمنٹ کی ایجاد ہے جیسا کہ سنتے میں یا اپنی ہوادیوں کی بناء پر اخنوں نے دین کو بکار رکا اپنا شعار بنایا ہوا ہے۔ احمد رضا صاحب احرارے جو ترجمہ کیا ہے۔ عمر اللہ کو جو کہ انسان ہونے سے تعلق رکھتے ہیں ہوت قرار دیا ہے اور فسیلی تحریکی دائے نے ایسا کے غربوں کی تفسیر میں گیارہ صویں اور تیسجہ، چھم، دسوان وغیرہ فٹ کیا ہے۔ جامع الحنفی و مسحی اہم اطلال لاہور اچھو سے شائع ہوئی اس نے کو اکفار اور عزلو کیا ہوا ہے۔ ناچیز کا نشاء صرف یہ ہے کہ ہندوستان میں پہلے دیوبند کی درگاہ قائم ہوئی یا بریلوی میں سچا دین چاہیے آیا؟ عموم کو بریلوی مسلم کس لئے ایسا کہ رہے ہیں جو من قرآن کریم سے ثابت ہے اور نہ عقول سیم سے۔

اجواب:

یہ فصل کہ بریلوی مذہب امگر نہ ہوں کامساختہ پر انتہے اہل تھقین ہی کہ مسلکتہ میں اس مسئلے کے تاریخی واقعات کا زیادہ علم نہیں ہے۔ البتہ یہ ضرور جانتے ہیں کہ جب علمائے حق نے امگر بزری کے خلاف علم بنا و اوت اٹھایا تھا اور اس کی نا انصافیوں کے مقابلہ میں سر تھجیلی پر کہ کر جنم گئے تھے اس وقت بریلوی مکتبہ فکر کے

چرا غایل بپڑے و مکس یا پیر اگر رئشی خارج کرنے
ہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ روشنی ہی کی طرح
ان کا بھی کوئی ٹھوس و جد نہیں آپ ان میں سے ایک ایک
چیز کو رکھ دیں میں رکھ کر دیتھ لیجئے سایہ پڑے گا اور کہ
پڑے گا تو اگر طبع دائی والی روایات درست ہی ہوئی
تو اس سے برکتی علم دیں کہ جسم مطہر بھی ٹھوس نہیں
تھا۔ یہ جسم اگر رئشی خارج کرتا رہا ہے تو جسم کا روشن ہوئے
ماننا دیکھیں رہشی خارج کرنا رہا ہے تو جسم کا روشن ہوئے
تو غیر مرثی اور بے جسم نہیں ہوا کرتا۔

الحاصل سایہ نہ ہونے پر کوئی مضمون دليل نہیں
اور سایہ ہونے کی بے شار دلیلیں ہیں۔

تے اداۓ

مسئلہ :- از علاؤ الدین۔ شیخ گنڈٹ۔

یہاں چتربی سوسائٹی مسلمانوں کی بھی ہیں جن میں
ہر تمہارا ماہ مبلغ پانچ روپے ادا کرتا ہے جس سے ایک
کافی رقم جمع ہو جاتی ہے۔ اس رقم شدید رقم میں سے حسب
ضرورت اپنے ہی تمہارا فرض لیتے ہیں مثلاً اگر تمہارے
مبلغ نوٹے روپے بطور قرض مکملی سے لئے تو اسکو ادھیکی
کے وقت مبلغ تیور دے دیتے ہوں گے۔ لہذا ازدروت کو
شریعت یا ہمیں دین کا کیا حکم ہے؟

اجھی اصطلاح :-

یہ دلش زائد رہے اگر فرض ادا کرنے والے کی
ملکیت سے خارج فرار یا اس سوسائٹی کی ملکہ ہو جاتے
ہیں تو یہ رہے۔ البتہ اگر ان پر ملکیت ادا کرنے والے
ہمکی سلم رہے اور دبرسیو یا کسی نکسی مرتضی میں یا اس کی
طرف ہوئے والے ہوں تو سود کا حکم نہیں لگایا جاتا۔
ولیکن اس طرح کے اداروں سے بچاہی اولیٰ ہے کیونکہ
دین سے لاپرواہی یا علم کی کمی کے باعث ان میں جعلی یا احتی
طور پر ایسی صورتیں ظہور میں آتی ہی رہتی ہیں جو فائدہ
کا سدھیں۔

ثبوت نازی کرنے میں بڑھے ہیں اور ایک ثبوت ہولی بالغین
صاحب شارجہ نوری کے بیان سے بھی مجھ کو ملابہ۔ احفونے
کہا ہے کہ دائی طبعی کوئی کو اپنے مقام پر لے گئی تو اپنے کے
لیے سے اندھیری کوئی کوئی روشن ہو گئی اور دائی طبعی ہمیشہ
آپ کو سانہ دھنیں جب اندھیری کوئی کوئی چرخ لاش
کرنی ہوتی تھی کیونکہ آپ کو ورے کوئی کوئی روشن ہو جاتی تھی۔

الجواب :-

”وزیر کرن“ تجھے بھی بھجا تا رہا ہے لیکن یہ اپنی صورت
سیرت دنوں اعتبار سے ایسا رہا کہ بندہ تو اس کے مطالعہ
کی الہیت اپنے اندر نہ پاسکا۔ خراب کتابت خراب چھائی
عربی عبارتیں غلط۔ گیٹ اپ یعنی صورت ہمیشہ ذوق شتم
کی وجہ خادیتے نہیں۔ طرز تحریر پست، غیرتیں اور ناخشنہ
علی گہرائی کا دُور دُور نہ ہیں۔ ان تمام اوصاف کی موجودگی
میں اس کے سو اکی جگہ بھی نہ آیا کہ جب یہ آئے تو
بند کا بن الماری اس رکھدیا جائے۔

حصہ کا سایہ ہونے نہ ہے پر میری معروضات
آپ بھی پسند فرمائے چکے ہیں۔ رام بولی ایسا وفا صاحب کا نقش
فرمودہ استدلال تو اس کی حیثیت نقطہ اتنی ہے کہ جہاں اور
حمقاء کو ہمکا دیا جائے۔ بر بولی مکتب فکر کا اصول ہی یہ
ہے کہ مشکوک، ضعیف، متشابه اور غیر صریح روایات کو
دانوں سے پکڑا اور صریح و حکم روایات سے نظر جا لیا
ان کی ایسی تاویلات کر کر فرشتے۔ اس اتفاقی ذہنی کی اس
کارگیری پر عرض کرستے رہے جائیں۔ ذہن اداڑہ یعنی سی
حلیمہ رانی والی روایتیں تو کسی درجے میں بھی مضمون نہیں
مگر انھیں بولی ایسا وفا عجیب ہے لگ آنھیوں سے لگاتے
ہیں اس کے مقابلہ میں بخاری و مسلم کی جن روایات سے
اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے ان پر نظر ہی نہیں ڈالی
جاتی۔

چھر جم پر جھنے ہیں کیا ایک طریقہ راتیہ کوئی طبعی
میں ہٹکی میں روشنی ہیں پھیلادیتا۔ الگ پھیلادیتا ہے تو کیا
آپ یہ کہیں سمجھے کہ ہمیرے کا سایہ نہیں پڑتا۔ اللہ اکبر کہندوا!

مسلمانوں کی شرک فی ازیان

بھلکی دیوبند

چاند سورج، روز، جہالت اور موت رب کا مالک بنادیا۔ اور اس کے شہوت میں اخنوں نے بہت مارے واقعات پیش کئے۔ مثلاً حضور چاند کے مالک اس طرح ہوئے کہ آپ نے اشادہ کیا اور چاند دلکھ لے ہو گیا۔ اگر وہ بجائے حضور کے خدا نے تعالیٰ کی ملکیت ہیں ہوتا تو وہ اپنے مالک خداوند قدر سے دریافت کر لیتا کریں تیرے رسولؐ کی بارت مالوں یا نہیں؟ مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ حضورؐ کا اشارہ پاٹے ہی حکم کی تفصیل کی۔ اسی طرح کے خواہد اور واقعات سے وہ حضورؐ کی تعلیمات پوری کرتا پر ثابت کرتے رہے۔ لوگ اس سے بہت اثر لے رہے ہیں! ہر بائی فرما کر اس کی پرده کشانی پیچھے۔

الجواب ۱۹

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونا ایک خود ساختہ عقیدہ ہے جس کی کوئی حققت نہیں۔ حسنه سال قبل اس پر ہم بہت تفصیل سے لفظ کو رکھ کر ہیں جسے انشاء اللہ جو زہ کتاب "تجھی کی داک" میں شامل کر دیا ہے گا۔

جس سند الال کا اپنے بیان ذکر کیا اس کا بھی شافی کافی جواب دیا جا چکا ہے۔ یہ جاپوں کو بہ کائنے والے عالم اتنا نہیں سوچئے کہ قشیرے میں دو چیزوں کے درمیان مکمل یکسان مفہوم نہیں ہوتی بلکہ سی وصف خاص میں اشتراک ہو اگر تا ہے۔ مددگر کہ آیت میں اول تو ہی طے نہیں کہ نور سے مراد تھیں کی ذات ہے یاد ہیں جو قرآن ہی کے الفاظ میں نور اور روشنی ہے دوسرے یہ مان بھی لیں کہ مراد حضورؐ کی ذات ہے تو اس کے سو لوگی مطلب نہیں نکلے گا کہ حضورؐ کی ذات علم و حی اور اخلاقی حسن کا صدر و مرکز ہے اس سے دنیا بھر میں علم و اخلاق کا در پھیلا اور دلوں کی سیاہیاں حل کیں۔ جس طرح آپ محظوظ کو چاند سے تبرید دیتے ہیں اور مطلب یہ نہیں ہوگا کہ محظوظ جسد اوصاف و خواص میں چاند کی ماندی ہے اس ایک وصف خاص "حسن و جمال" میں شیئر قصور ہوتی ہے اسی طرح آگر حضورؐ کو نور کہا جائے تو مقصود صرف اتنا ہی ہو گا کہ جس طرح نور ظلمت کو مشرد دیتے ہیں اسی طرح حضورؐ کی قوی و عملی تعلیمات نے کفر و معصیت کی تاریکیاں شایئں اور دینا بھر کو ریشمی عطا کی۔

مسئلہ ۱۹:— از جماعت ان ضلع چمارن دہار

(۱) بہانہ ہی میں ایک دینی درستگاہ ہے اس کی ملازمت کے بعد وہ اپنے کر اک عالم دین بزرگ تشریف لائے۔ دورانِ تذکرہ میں حضور صلعم کا ذکر تحریر اکیا اور بات بہائی پیش کیا جس حضورؐ کا سایہ تھا یا نہیں۔ ان بزرگ نے جواب میں ارشاد فرمایا تقدیج کا نہ ہے اور ایک دیگر کتاب میں تذکرہ میں رکھا ہے کہ معلوم نہیں کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا کیا مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ یہی ہے؟ اور حضور صلعم کا سایہ نہیں تھا؟

(۲) بھر جمع کے خطے میں ان ہی بزرگ نے فرمایا کہ انحضرت کے دربار کا کیا پوچھنا ہے۔ حضور تو حضور ہی تھے۔ آئیے آپ کو حضور کے غلاموں کے غلام کا دربار تباہی۔ حضرت طریق پر ایک بار وضو کرنے پڑیں ان کا خادم خاص پانی نئے کھانا تھا۔ یہ کاپ ان کی نگاہ اور اٹھنی اور وہ عالم استرقی میں تھے۔ کھجور دیر کے بعد جب ان کی خوبی ختم ہوئی تو اپنے خادم کی طرف جو حضور کا پانی نئے کھرانا تھا متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ "ابھی میں عرش پر دربار خداوندی میں حاضر تھا کہ جنتیوں کی فہرست نظریوں سے لگزدی اسی میں تھا اور نامہ دنیا کا دھوند طھارا مل کر کہیں نہیں یا میں بہت قشیش ہیں پڑ گیا۔ بھر خداوند کی حکم سے لڑ جھنگڑ کر تھا رانام جنتیوں کی فہرست میں درج کرایا۔" اس داعمر کی کیا حقیقت ہے؟ (۳) بہانہ ہی میں ایک باعیض مزاردی۔ ذی الحجر کی نور اور دسویں تاریخوں میں ہزار ہا خدا کے بناءے اور بندیا عید قرباً پڑھیے اپنے اسی بھی مکھروں سے نکلی کہ مرادوں سے اپنادا من بھرنے کی خاطر جمع ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی اسی مبارک تقریبے بعد ہی مزادر کے سلسلہ اتنے دنیا و پاکی طرف سے ایک دعظت کی مجلس منعقد کی گئی اسی میں ایک عالم دین بزرگ نے وعظیں فرمایا کہ "نا اعطینا لکھ اکتوبر دلے بھی ہم نے تھیں کثرت کا مالک بنادیا، یعنی زمین آسمان

چاند کے لگڑی سے کریں یا سورج کو واپس لو کاٹیں۔ یہ بھی صریح شرک ہے جو بھی معززہ نہ ہوں آیا اللہ کے علم کم پر آیا۔ علمائے حق اس عقیدے پر تفقیں کو محروم تھے خدا نبیا کے اپنے بس میں نہیں ہوتے۔

قدرت گھنائش جو اسی ہم نے دیویا۔ لیکن کم سواد و انطہیں کی نارے علم خواہ کو بجا تائی ہے جو اور کہاں کار دگنہیں دیا گھون کی دکان پر ہے گی اور زین حق کو تذہیت عالمت میں منھ چھپائے ٹھنڈی آہیں بھرتا رہے کا۔ فیا حسرتا۔

حضرت خدیجہ کا حرام

مسئلہ اخراج: اے سید خدا حضیر الدین اور سربر۔ گدوال معلوم ہوا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبری کا ہمراہ کام کر لے۔ اور قیادت۔ ۵۰ ہر دم تھا۔ نکتہ درم کتنا ہوتا ہے؟ اور چند دستاں سکن کے لحاظ میں اس کی قیمت کتنی ہوتی ہے۔ وضع طور پر لکھیں؟

الجواب:

انگریزی مکمل کے اعتبار سے ایک درم تقریباً سو اچار آنے کا بیٹھنا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر فاطمہ کم و بیش ۳۵ درم ہے جو ۱-۲۱۱۱ اور زمانے کے تغیرات سے مختلف ممالک کے سکون کی قدر و قیمت میں کیا کچھ فرق واقع ہوا ہے اس کا پتہ وہی لوگ چلا سکتے ہیں جو ریاضی اور معماشیات کے ماہر ہوں ہم فقط اتنا ہی جانتے ہیں کہ آج الگ کوئی ہر فاطمہ یا نہ ہے اور سکون میں اس کی تفصیل نہ کرے تو احتیاطاً ۱۷۰ روپے وال جب ہوئے چاہیں۔

ویسے ایک تنہیہ ہے ان ہم ضرور کریں گے جنہوں مولی اللہ علیہ السلام کے قبیل قدم پر جذبہ بے شک بہت بڑی سعادت ہے لیکن کچھ امور اسیے بھی ہیں جن میں رانی و مکانی تغیرات اور صالح کا لحاظ کئے بغیر مددت کی پیروی کرنا بڑی نزاکتیں رکھتے ہے۔ ہر کی قدر و قیمت ایک اضافی۔ شے۔ مز الگ لکھتی ہے تو وہ اسے تو اس سے پہنچنی ایک حق ہی نکال سکتا ہے کہ اللہ تو حضور کو مسند ہے ایک عطا الگ کے ایک طرف جا بیٹھا تھا اور اب حضور کو مغلظ افہیار و اقتدار حاصل کیا

(۲) اس طرح کی کہانیاں ہوئی طبق اور فاعلیٰ حقیقت دا۔ نیازمندوں کی بھڑکی بہتی ہیں جو اس کو پہنچنے میں بیچائے کا کام دیتی ہیں اور اس کو مسترد عقین اس سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان پر علیٰ حکمت تو جب ہو جب کہ ان کی کوئی اہل بھی ہو۔ بے اصل اور ان حضرت کہانیوں پر بحث کون کرے اور کیا کرے۔

(۳) مزاروں کی آفت تو ہر طرف ہے۔ شیطان نے المدار سے کہا تھا کہ میں زندگی بھر تیرے ملنتے والوں کی راہ میں گھنات لکاؤں کا اور انھیں طرح طرح کی تاریکتیاں ہوں پر بھٹکا کر ہوں گا اسی شیطانی وسیسہ کاری کے مظاہر زندگی میں بھروسے پڑے ہیں اور ان ہیں یہت نایاب مظہر ہو جائے مزار ہیں۔

درہی وہ نکستہ سمجھی جو انا اعطیہاں اذکو فریے تحت و اخطہ صاحب تھے کی۔ ہے وہ ان کے ذہنی بیجا اور کاثریت اور تبلیغ فساد کی دلیل ہے۔ ایسے دخنوں سے بچنے پر وقت دراغ اورہ دل بر باد کرنے کے سو اکونی خدمت انجام نہیں دیتے۔ وجہ حقیقت یہ ہے کہ درستے سے لیکر جان سوچ لاک اور حجۃ الشریعی سے لیکر آسماؤں کی آخری بلندیوں تک ہر شے کا مالک پہنچنے بھی اللہ ہی تھا اور اج بھی اللہ ہی تھے۔ تمام انبیاء و پیغمبر تھے پندت تھے، ان کے تھریات ان کی اینی وقت و قدرت کا مظہر نہیں تھے بلکہ اللہ ہی کے اشائے پر تھوڑیں آتے۔ تھے۔ چنان اور سوچ تو پڑتے احرام ہیں۔ ایک کے حقیقت ذاتے اور تسلیک پر بھی ملکیت تامہ بھی کسی کو نہیں ہوتی تھی اس لئے ہو سکے گی حقیقت کو دنیا کے مرے ٹھرے انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھی ایک بیل کے لئے بھی کسی بے مقدار ذرے ناکے مالک کل نہیں ہوئے مالک کل سے مراد ہے لاس طرح اللذغا تعالیٰ ہر شے کا کال طور پر مالک ہے اور جو فیصلہ وہ اس کے پارے ہے میں کر دے اس میں کی دخل نہیں دے سکتا اس طرح کی کامل مالکیت بھی کسی کو تقسیم نہیں ہوتی اور نہیں ہو سکتی۔ چنان اگر حضور کے اس امارے سے دو ملکیتیں ہو جاتیں ہے تو اس سے پہنچنی ایک حق ہی نکال سکتا ہے کہ اللہ تو حضور کو مسند ہے ایک عطا الگ کے ایک طرف جا بیٹھا تھا اور اب حضور کو مغلظ افہیار و اقتدار حاصل کیا

اقدیار حاصل کرنے ہے تو قیمت بھی غیر عقولی ادا کرنی پڑے گی۔ حضرت علیؓ نازارہ تھی درست تھے ان کے اندر پائیج سو درہم کا ہر بھی مطلوب احساس پیدا کرنے کے لئے کافی تھا۔ لیکن آج آپ شاید ایک تفیر اور فلاں کے قلب دماغ میں بھی ہر فاطمہ والی رقم سے اس احساس کا سایہ تک پیدا نہیں کر سکتے۔ تب مقصود صفت اور ہر کی مصلحت کا تقاضا کہاں پورا ہو گا انگریج آپ سے صفت کے شوق میں ہر فاطمہ کو اختیار کیا۔ یہ تو وہ دعویٰ ہے کہ سو ڈو روپے ایک ہزار، ایک رکھشا جانے والا، ایک چور اور چہرہ اسی بھی جٹکی بجائے ادا کر سکتا ہے۔

ایک اور بات۔ مانیجے آپ سے اپنی بیٹی کا ہر، ہر فاطمہ فائدہ کر سفت کا قواب کیا جیسی تباہی خود بھی کی حق تلفی تو آپنے کہا ہی دی۔ عورت کا یہ حق ہے کہ ہر میں اسے ایک معتر بر قلم طے۔ رقم کو منی ملتی ہے ہو گئی اور کوئی نہیں اس کا انحصار ظاہر ہے کہ مالی پوزشیں پہنچے۔ جس مرد سے اپنی بیٹی کی شادی کرنے آپ جا رہے ہیں وہ اگر فرض کر سکتے ایک ایسا تاجیر ہے جو آج کل دس ہزار سالاں کی آمدی پر انکم تکیں ادا کر رہے ہے اور کچھ دکانیں بھر جانیں گے اسکی طبقیت میں ہیں تو کون المحن ہے جو یہ کہہ سکے کہ دو چار سو کی رقم اس کے لئے معتر بر قلم ہو گی۔ آپ لی بھی کا بجا طور پر حق ہے کہ اس مرد سے بیا ہی جانے کی صورت میں نہ کم سے کم ڈھانی میں ہزار باندھا جاتے۔ ہر فاطمہ باندھ دیا تو یہ ایسی کورانہ صفت پسندی ہو گی جسے ہر کی بجائے "ہر کلیدی" کہنا زیادہ ہو گوں ہو گا۔ علیؓ الفیاض مرد اگر کرو ڈپتی ہے تو ہمیں خیال ہیں یہ صفت کی ایسی ہی پروردی ہو گی جیسے زیریکی پروردی بکراں طرح کرے کرذیدے قدموں نے جو نشان کی جی سڑک پر نمائے ہیں تک ٹھیک کب ان پر قدم رکھتا ہوا جیے۔ یہ بظاہر قوی نظر قدم پر چلانے ہے لیکن فی الواقع عقلی ہے۔ اسی طرح صفت اس مقدار کو کچھ لینا یا جو حضور نے ہر فاطمہ کی معین کی بھی مقصودیت ثرف نہ کیا ہے اور حکمت سے بعد ہے۔ ہر کا مقصود مرد کو یہ احساس دلانا ہے کہ عورت کا جسم کوئی بے نعمت نہ ہیں ہے۔ اس پر

وزن رکھتے ہیں۔ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر اتنا ہو جو مرد کی مالی چیزیں کے مقابلے پر کچھ وزن اور قیمت رکھتا ہے۔ اگر وہ یہ ہر وقت نکاح ہی ادا کر دے تو تب بھی اسے یہ احساس ضرور ہو کریں گے ایک قیمتی شے خریدی ہے اور اگر ہر طور پر قرض اس کے ذمہ رہے تو تب بھی وہ اس کی ابھیت اور وزن جوں کی سکے۔ یہی احساس ہے جو بارہ مرد کے علم و خصوصی کے لئے لکام ثابت ہوتا ہے۔ متعال ہو کر گھٹ سے طلاق دینا بہت زیادہ عام ہو جاتا اگر ہر کا سامنہ لگا ہوانہ ہوتا۔ ہر صحیل کی صورتوں میں بھی اس مصلحت کی افادیت مسلم ہے۔ اگر یہ وقت نکاح ہی ہر اگر رہا ہے تو تب بھی فائدہ یہ ہو گا کہ مرد کے دماغ میں یہ احساس جا گزیں رہے گا کہ اس نے ایک قیمتی شے خریدی ہے اور اگر ادا تو نہیں کیا مگر یہ شرط ہو گئی ہے کہ جب بھی ہوتا طلب کرے گی ہر دنیا ہو گا ریجی بھر جعل ہی کی صورت میں تو بھی ہا فادیت ظاہر و باہر ہے۔

حضرت علیؓ فاطمہ خیال نہ دقت نہایت مفاسد تھے جب حضرت فاطمہ خیال نہ دعت سے آپ کا نکاح ہوا۔ پاچ پر درہم ان کے لئے ایک خاصی بڑی رقم تھی۔ وہ فوراً ہی تو اسے ادا کرنے کی پوزشیں ہی میں نہ ہے۔ بعد میں بھی ادا کرنا خاصاً دشوار ہوتا اگر مالی حالت یہی رہتی۔ لہذا ہر کے معاملہ میں صفت دراصل ہر فاطمہ کی ظاہری رقم نہیں ہے بلکہ وہ نسبت ہے جو اس رقم اور حضرت علیؓ کی مالی حالت کے مابین پانی جا رہی تھی۔ آج اگر ایک شخص اپنی بیٹی کا نکاح ایک لکھ پتی سے کر لے گا اور بطور صفت ہر فاطمہ باندھتا ہے تو ہمیں خیال ہیں یہ صفت کی ایسی ہی پروردی ہو گی جیسے زیریکی پروردی بکراں طرح کرے کرذیدے قدموں نے جو نشان کی جی سڑک پر نمائے ہیں تک ٹھیک کب ان پر قدم رکھتا ہوا جیے۔ یہ بظاہر قوی نظر قدم پر چلانے ہے لیکن فی الواقع عقلی ہے۔ اسی طرح صفت اس مقدار کو کچھ لینا یا جو حضور نے ہر فاطمہ کی معین کی بھی مقصودیت ثرف نہ کیا ہے اور حکمت سے بعد ہے۔ ہر کا مقصود مرد کو یہ احساس دلانا ہے کہ عورت کا جسم کوئی بے نعمت نہ ہیں ہے۔ اس پر

اُن کی اولاد کو سید کہا جائے تو اس سلسلہ میں کمی ضمانتی سوالتات پیدا ہوتے ہیں:-

(۱) کیا سید نقشبندی یا خطاب ہے اگر سید نقشبندی یا خطاب ہے تو حسین کو یہیں کی اولاد کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے آپ کے لقب کو اپنے اور پڑپان کرنے اور اس سبب سے سید کہلائیں جیسے کہ ان کا بیٹا کرنے ہیں ہو سکتا اور قاضی کا بیٹا قاضی ہیں ہو سکتا۔ اگر سادات کا سلسلہ حضرت علیؑ سے چلا ہے تو کیا وہ کہ حضرت قاطعہ کی اولاد میں کہلانے کی حق ہے اور حضرت علیؑ کی دوسری ازواج سے جاؤ اولاد میں وہ سید کہلانے کی حق نہیں؟

ایک روایت ہے کہ حضرت امام حسنؑ کے متعلق حضور نے فرمایا کہ یہ مردی ہے مسلمانوں کے دو طبقے گروہ ہیں صلح کراؤ گا۔ اگر اس سبب سے سید کہلانے کی حق ہے تو صرف امام حسن ہی سید کہلانے کی حق ہیں نہ کہ امام حسینؑ اگر سادات کا سلسلہ حضورؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی سبب سے ہے تو ایشیائی قانون کے تخت میٹی کے نسبت کوئی سلطنتیں جلتا (۲) کیا اسلام ہر حسب نسب کو وقیت حاصل ہے یا القوی اور پرہیزگاری کو۔ اور کیا سادات کو آل رسول ہونے کی حیثیت سے کوئی ورقہ حاصل ہے اور اُن کا احترام سید ہونکی حیثیت سے ہم پرواہبی ہے؟ اہل بیتؑ کی چھٹپتی حضورؐ نے میان فرمائی ہے تو کیا یہ حکمت قیامت تک ہونے والی سادات کی کے نئے ہے؟

الجواب:-

آپ نے سوراں درسال کی زحافت فضولی الحدای۔ قرآن کی نقاط اپنے آیت ماری این و آن کا خاتم کر دی ہے۔ اگر کوئی کمک عینہ ادا نہ کر اشتکم قم ہیں سے جوز یا وہ متفق ہے وہی اللہ کے نزدیک زیادہ بندیر ہے۔ تقویٰ خدا سے ڈالنے کو کہتے ہیں اور خدا سے ڈالنے ہے کہ مسلمان کا گردانہ قرآن و حیثیت کے مانچے میں ڈھلنا ہوا ہو، اور وہ اخلاقِ حسن پر جان دیتا ہو۔ بس یات قم ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ بھی اسی حقیقت کا اعلان بالخبر ہے۔

الفحاظات یہی ہے کہ ہمارا تناہی ہو جو مردگی مالی پورشن کے لحاظے سے نہ توبے حقیقت فرار پائے نہ استازیا دہ ہو کہ ادا کرنا جائے شیر لانا ہے۔ آپ کو معلوم ہو گا حضرت عرش نے ایک بار ہر کم تقدماً پر پابندی عائد کرنی چاہی تھی لیکن ایک بوڑھانے پر سر عام اس خلیفہ وقت کو ٹوٹ ک دیا تھا کہ لے امیر المؤمنین! اخذ اسے تو فلاں آیت میں ہر کے معاملہ میں کامل آزادی ہے پھر جھیل کیا تھی ہے کہ پابندیاں لگاؤ اور امیر المؤمنین نے مشتملہ ہے پور کہا تھا کہ افسوس ہے بھر۔ بھر سے زیادہ عالم تو بوڑھی خوبی ہیں۔ پھر اپنے پابندی کے خال سے با تھاٹھا لیا تھا۔

ساری داستان سراہی کا مطلب یہ ہے کہ ہر فاطمہ الگرچ تقریباً ۱۲۵ رسمی ہے اور بادی النظر میں اسے مددون بھی کہہ سکتے ہیں لیکن جو لوگ اُج خوال وظروف پر نظر کئے بغیر حضور سنت کا قوابِ لوثتؑ کے لئے اپنی شیشیوں کا ہر ہر فاطمہ پابند ہے دیتے ہیں وہ نیک دل تو کہے جاسکتے ہیں، مگرداً لحمد نہیں۔ واللہ العالم بالصواب۔

سلسلی امتیاز

سوال ۱:- از محمد انوار بیگ - حیر آباد صدر

عرصہ درانسے پیدا شاہدہ کیا جا رہا ہے کہ ہندوں دراہندہ پاکستان) سادات اپنے آپ کو عام مسلمانوں سے بر ترخیال کرتے رہتے ہیں اور اُن کا کہنا ہے کہ آل رسول ہو شکی حیثیت میں اُن کو حامتوں مسلمانوں پر وقیت حاصل ہے بنابریں یہ مسلمان اُنھیں عظمت دیتے رہے ہیں جیسا کہ تجھے ہو اگر ایک بدقسم میں احسان کرتی اور دوسرے طبقہ میں احسان بر تری پیدا ہوتا چلایا جو قرآن اور فرشتے حدیث کے خلاف ہے۔ اہذا اسی کے پیش نظر خدا مستقاد اساتذہ کو رہما ہوں جو درج ذیل ہیں

(۱) سید کہلانے کی وجہ؟

(ب) سادات کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟
(ج) بقول ایک روایت کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ یہ دونوں جنت کے فوجوں کے سوادہنیں الگ اس لحاظے سے انھیں اور

کو بقیتے ہو طریقہ مسلمان ان کے زمانے میں مرد وہ جنت میں
الوکھی کے دریہ سیادت ہوئی۔

مسلمان سب تو بیٹک اپنی سے چلتا ہے لیکن
اُن تھضرت علیؑ بھی حضیرہ می کے خالی اوسے میں سے تھے
وسرے سریدہ فاطمہؓ کے بطن سے پیدا ہوا ہر گیف ایک
خونی رشستہ دات، اگر مصلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتا ہے اسی اس
رشتے کا احترام ہر مسلمان کے دل میں ہو چاہیے۔ البتا اسلام
کو اخذ کرنے سے پیدا نہیں ہے جیسا کہ مسلم میں بھیک
مقدار سے دو گاہی بھجو نہ کا جافت ہے۔

لئے ہیں اہل سنت ہمارے اس جواب سے خوش نہیں ہوئے
لیکن یہ کوئی کوئی خشمی یا ناراضی کی خاطر صرف قلت کا خون نہیں
کر سکتے۔ یہ ہر ناہر حال ایک خداداد دعوت ہے جس پر
رشک آتا چاہیے لیکن اس ثابت کی شکرگذاری اگر نہ
زور موچھر پر تاؤ دینے سے نہیں ہوگی۔ اللہ اکٹھاڑوں کو
پسند نہیں کرتا۔ شکرگذاری یہ ہے کہ سادات اللہ اور رسول
کے استاد نے پر عقد شا اور عمل اپنی پیشانیاں ٹیک دیں۔ ان کی
نیک عملی پوری امت سے بڑھ کر تماں ہو۔ وہ زہر و مطاعت
میں بہائے سچ مجھ کے سردار ہیں جانیں بھر دیجئے ہم کس طرح ان کے
پیر چھتے ہیں۔

مگر ہم یہ رہا ہے کہ شکر تو کس کا یار لوگوں نے اس خداداد
شرفت کو دکارنا کا بروڈ بنا لیا ہے اور بھیک برہنی ذہنیت
کے ساتھ غیر مددوں کو اچھوت بنانے کی سعی ناشکر جاری
ہے۔ خواہ خواہ گردیں اکٹھی ہوئی ہیں۔ اخلاق اور تقویٰ کا
سایتک اعمال میں ہیں۔ ایسے سرداروں سے رہ جنت ساز
پار جو باوف، رکھتا ولیر، خوبی خروش، لامسلم اتحاد جو خدا سے
ٹوڑتا، اس کی بندگی شاحد ادا کرنا اور زمین پر سر جھکا لر جلتا ہے
ان اُنکو سکم عن اللہ اعلیٰ اعلیٰ اعلان لاقابلی ہے۔
اُن ہے۔ یہ دن کو ان کی بندگی کی ڈبل سڑائی کی جیسا کہ
آپ قرآن میں دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ نے ازو ارج مطهارت کو
ویعہ منسالی کرم اور عورتوں صیبی نہیں ہو گئی کہ وہ کی تو
ڈھری مزائلے کی۔ اسی طرح سادات کو بغليس بجا کو اور بیکری

رہی ہے اس کا احتساب کی بنیاد پر کوئی شرف
کوئی کوئی ملنا ہے سکتا ہے ایسیں تو ہم کہیں گے کہ بیٹک حاصل
ہو سکتا ہے ایسا شرف کی بچھہ حدیں ہیں۔ مثال سے بات
بچھہ میں آئے گی۔ گھی ایک عمدہ چیز ہے۔ آپ کو اتنا طرفت گا
کہ تسلی اور جو اس شرف اور قوتیت حاصل ہے ایک ایک
رشتے میں کا انسور کیجئے جس میں بھی تو خوب ڈالا ہو لیکن
تمکم امتا بھونکے، یا کیا ہو کر ایک قلم نشکنا مشکل ہو جائے۔
یا مرصیں بھر دی گئی ہوں۔ یا پکا بائیٹھک طور پر دیکھا ہو۔ ان
تام عالیوں میں کافی ہے اسی طبقہ میں اس لئے اس مالوں کو خود
سے نہیں عفانت کا کام کر جائیں ہیں لہی پڑا ہوا ہے۔ اسے یا تو نالی میں
بیانی جائے کا یا کتوں کی خواہ ایک بندیا جائے گا۔

ٹھیک اسی طبقہ کا معاملہ "شرف متدی" کا بھی ہے ضرور
صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی رشتہ رکھنا اسرا ایک شرف سے معاوہ
وہ انتیار ہے۔ لیکن یہ صاحب الرگرہ اور کے معاویہ میں بیٹھے ہوں
اور تقویٰ سے ان کی حکومی خالی ہو تو ان کی مثال ممتاز کرہ
سالن جیسی ہوگی۔ شرف کو کیا لیکر جا شی جیکہ گناہ اور خدا
فراموشی کی غلطیوں نے اس شرف کو سی طبقہ ضمائع کیا
ہے جس طرح کرنے نکل اور پکانے کی خرابی سالن کے قفسیں بھی
کو ضمائع کر دیتی ہے۔ یہ صاحب اگر تھی میں، عقائد
محب و محکم کے حامل ہوں اور اس خردہ تکبر سے خالی ہوں
تو ہر بھانگ کرنا سر ہمیں کر دیتا ہے تو بیٹک دے، ایتن
احترام ہیں اور ان کا شرف سری "سوئے بر سہاگہ ہے۔
ہم دل سے ان کی تکریم کر جائے کیونکہ صرکار رہ سالت سے
سلسلی رشتہ بہر حال بیک شداد اخراج از ہے جس پر حسد نہیں
شکر لعنت کا انداز کرنا چاہیے۔

حدیث میں جو حضرت خس جیسیں رضی اللہ عنہما کو
جو ایمان جنت کا سردار کہا گیا ہے وہاں پر تکمیل ہے مراد شغل د
لبب نہیں ہے، ہاں تو فقط یہ مراد ہے کہ ان معظوم نواسوں کے
زمانی میں جو مسلمان جوان ہرے ہیں ان کی سرداری جنت
میں ان دلبوں کو ملے گی۔ جیسا کہ حضرت الوکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضرت نے بڑھوں کا سردار فرمایا۔ وہاں بھی بھی یہی ہراد ہے

دے رہا ہوں کرچکی کی ڈاک میں اس پر فضل تحریر فراہی۔
پھر عرض کروں گا کہ بالضرور میری اس گزارش پر خود
قمریائیں اور ضرور ضرور تخلی کی ڈاک میں اسکے حسن و
قبح پر روشنی ڈالیں شکور ہوں گا۔

الحق ایسا ہے:-

معلم نہیں آپ کا شہر اور الجھن کیلئے۔ اول تو شیعی
معاذات میں بحث منطق کی، بحکمے روایت مکے وقت و
ضفت پر الفاقات کرنا چاہیے۔ روایت مضبوط ہے تو بات
مان لیجئے۔ مضبوط نہیں تو ظراہراز کر دیجئے۔

دوسرے عقولاً بھی اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے کہ اللہ
تعالیٰ کسی کی روح کو جب چاہیے اس کے جسم سے مریط کر دیں
روح کو پھرست کا مرطلب نہیں ہے کہ جس طرح وہ موت کے
قبل جسم کو زندہ رکھے ہوئے بھی اسی طرح اب بھی وہ جسم میں
داخل کر دی جاتی ہے اور جسم زندہ حیثیت میں سلام کا
جواب دیتا ہے۔

نہیں۔ مطلب صرف آنکہ کہ جس طرح ہزارہ سوں
تک پھیلے ہوئے بر قی تاروں میں فقط میں دیانتے سے
ایک بربط خاص پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح روح اور جسم میں
ایک بربط قتل میں پیدا کر دیا جاتا ہے۔

عالم غیب تھی تلوں کو دو اور دو چار کی طرح مجھے لینا
الہان کے بس سے باہر ہے۔ صرف یہ کافی نہیں بلکہ ممکن ہے۔ ہمارے
نزر دیک قبر والوں کو سلام کرنے کی تقلید کامفادیہ ہے کہ
مرنے کے بعد الی زندگی کا عقیدہ ترمذ اور ہبہ ہے۔ جو لوگ قبر
میں ٹھی ہو جکے انہیں سلام کرنا تخت الشعور میں اس تقویت
دیتا ہے کہی لوگ میٹھ نہیں بلکہ کسی نہ کسی حیثیت میں باقی ہیں۔
مرٹ گئے ہوتے تو سلام بے فائدہ تھا۔ حیات بعد الموت اسلام
کا اہم ترین فہیادی عقیدہ ہے بلکہ تمام عقائد کا امر حضیر کیجئے ہذا
اسے ترمذ اور رکھنا ہر حال میں ضروری ہے۔

اس پر بڑ کار و بار

مسئلہ:- ازناصر احمد۔ بگلورسٹی

جلنسے کے عوض ڈر ناجاہیتے کا اخلاق اور یہی کے مجھے صلی اللہ
علیہ وسلم سے رشتہ خاص رکھتے ہوئے بھی اظہروں نے تھے وہ
تفاویٰ کے تقاضے پا مال کے تو آخرت میں وہ کسی پکڑ پہنچا
کہ چھپی کا دوہہ یا دآ جائے گا۔ وہاں سب سب نہیں بھیجے
جائتے وہاں تو اوازہ لگاتے کہ۔

پیش کر غافل اگر کوئی عمل دفتریت
خود چھپوڑ بھی سچ سزا جھوں کی سفارش نہیں کیجئے
اپنے رشتہ داروں کی تو اور بھی نہیں کر سکے۔ وہ دوسرے دن اور
گورنریوں کی طرح خلیش پرور اور غیر تھوڑتھوڑتے نہیں ہیں۔
اظہروں نے زندگی ہی میں جہالت کہدا یا نہ کہدا فاہدہ؟
اگر تم بھی جو روی کرو گی تو تھارے بھجو ہاتھ کھیں گے۔ ایسا
پیکر عدل بھلا آخرت میں اُن سعادات کی سطاوش پریوں کرنے
لگا۔ جھوں نے زندگی بھرا ہے چھوٹوں سے دن کورسوا
کما اور خدا کی تافرانیوں میں آگے ہو آگے بڑھتے چلے
چلے۔

حیات بعد الموت

مسئلہ:- از سید احمد شناوي۔ گوجرالا
ایک دن امام ابن تیمہ رحمۃ اللہ علیہ کار سال زیارت
القیور پڑھ رہا تھا جس کو لاہور کے تاجران کتب حافظ
محمد شریف بعد الختنی نے شائع کیا ہے۔ اس کے صفحہ
میں زیارت مسجد نہ و مشریعہ کے تحت ایک حدیث دیکھی
جس کے الفاظ یہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا:-

ما من مہل میہل سہل کان یعرفہ فی الدین
فیسلم علیہ اللہ در اللہ در وحہ متنی برد علیہ
السلام۔ (ترجمہ) جب کسی شخص کا لذت دیکی آشنا کی قبر
پر ہوتا ہے اور وہ اُس پر سلام بھیجا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اسی
روح اس کی طرف پھیر دیتا ہے اور وہ اپنے بھائی کے سامنے
کا جواب دیتا ہے۔

اس پر بگھر شیر گزرا۔ مقامی طور پر ایک دو علماء
سے دریافت کیا تھا میں نہ ہوتی۔ بالآخر اپ کو یہ کلیفت

محی بھی ناجائز طریقے سے کمایا ہوا وہ پیہے کسی دینی کام میں لکھنا جائز نہیں۔

جزیرہ نماں

سوال ۱۲: از طبائع دارالعلوم احمدیہ طفیدہ۔ درجہنگ (بہار) ہم لوگوں کے استاد جناب مولانا عبد الرحمن صاحبؒ سے درس احمدیہ طفیدہ درجہنگ ہیں۔ ان کی صلاحیت پر ہم لوگوں کو اس لئے اعتبار ہے کہ وہ "علیٰ دیلو" ہیں۔ مگر اس کے باوجود بھی محی موصوف ایسی ایسی باشیر اپنے منطقی دلائل سنتا ہے کہ تھے ہیں جو ہم لوگوں کے دل میں نہیں آتیں۔

بخاری کے درس کے دوران انہوں نے ایڈن بتایا کہ "کشت کا جھوٹا نجس نہیں ہے، بلکہ اس کا جھوٹ استعمال کیا جاسکتا ہے صرف کٹھ ماروں کی کم علیٰ کی وجہ سے کتابیں بن رہی ہے۔" دوسرے دن پھر انہوں نے حضرت مریم طلباء اللہؓ کے متعلق کہا کہ "حضرت مریمؓ کے بامے میں کٹھ ماروں کی وجہ سے بخچت ہیں کہ بغیر کسی دلیل اور سبب کے لئے کاپ۔ اہواز، حالانکہ قرآنؓ میں صاف لفظوں میں ہے کہ حضرت جبریلؓ انسانی سکل میں حضرت مریمؓ کے پاس گئے جب کہ حاضر میں تھیں اور وہاں حاکم رہادنہ منورؓ کو جو دہ خدا کے بہان سے لائے تھے کی طرح ان کے حتمیں سربت کر دیا۔ جیسا کہ آج تک ڈاکٹروں غیرہ بھی انجکشن کے ذریعہ بغیر پاپکے پھر پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔" الفرض اس طرح کی باشیں بہت ساری ہیں، براہمہ بر باتی ان دونوں ملکوں کی وجہ سے بذریعہ کلی فرمائیں۔

الجوابات ۱۲:

ہم یقین نہیں آتا کہ ایک بخاری کا درس دینے والے عالم کی طرف ایسی یا توں کا انتساب درست ہو۔ کشت الجمل العین ماں گیا ہے۔ اس کے بلا ضرورت بالآخر برحدیث میں دعید بھی آئی ہے۔ پھر کسی کہا جاسکتا ہے کہ کشت کے جھوٹے کو ناپاک کئے دانے فقہاء کھٹھلا ہیں۔

خیریہ معاملہ تو پھر لہکا تھا لیکن دوسرا معاملہ ثابت آتا کر رہے معلوم نہیں کون اس قرآن ہے جس میں وہ باشیں صاف لفظوں میں

ہمارے شہر میں چند مسلمان تاجر وون کو حکومت کی جانب سے اسپرٹ (SPR/۱۷) کا کوٹا دیا گیا ہے۔ یہ شے فوج پاکش (وغیرہ) یا نہیں میں استعمال ہوتی ہے لیکن تاجر وان مذکور اس کو غلط طریقہ میں استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس شے کو محلے پاکش بنانے کے ایسے ہی فروخت کردتے ہیں اور عوام اسے خرید کر نہ کے طور پر یعنی بطور شراب استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ اس چیز کا اس طرح غلط استعمال قانوناً جرم بھی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ایک ایسے شخص یا تاجر کے پاس سے جو اس شے کو اس طرح بغیر اپنے صرف میں لاستے ہو، اس کے باقاعدہ فروخت کر دیتا ہے اور اس کو معلوم بھی رہتا ہے کہ لوگ اسے خرید کر بطور شراب ہی استعمال کر رہے ہیں تو ایسے شخص سے کسی دینی کام کے لئے بخوبی چدہ وغیرہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجوابات ۱۳:

اگر حکومت کی طرف سے کوٹ پاکش کی خاطر دیا گیا ہے فروخت کرنے کے لئے نہیں تب تو اس کی فروخت جائز نہیں ہے۔ مان الگ صورت یہ ہو کہ جن لوگوں کو کوٹ پاکش کا کام کرنے والے ان سے خریدتے ہوں تو ان سے کئی فروخت کرنا جائز ہے۔ الگ خریدتے والے بھائی صحیح صرف میں لاستے کے اسے غلط صرف میں استعمال کرنے والے ان کی ذمہ داری ہے اسپرٹ اور شراب کا حکم ایک نہیں ہے یعنی شراب کی طرح اسپرٹ کی تجارت حرام نہیں ہے پر ملکیہ پنش بازوں کے باقاعدہ اگر بکوڑہ تاجر پاکش کا کام کرنے والوں کے علاوہ اگر بکوڑہ تاجر اسپرٹ کو ایسے لوگوں کے ہاتھوں کی فروخت کرنے والے جو اسے بطور شراب استعمال کرنے ہیں تو یہ عمل حرام ہو گا۔ کوہہ جس مقصود کے لئے دیا گیا ہے اسی میں استعمال ہونا چاہیے اور یہ ذمہ داری بہر حال فروخت کرنے والوں پر عائد ہوئی ہے کہ دیدہ و دامتہ غلط لوگوں کے ہاتھ نہ بھیں۔ مان خود پاکش کرنے والے ہی اسے خرید کر غلط صرف میں لاستے ہیں تو یہ دلالاً بحری الذمہ ہو جاتا ہے۔

چینی کی روایت نعمت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امانت خیر پر ہے گی جب تک وہ اپنی بھروسہ میں نصائری کی طرح محاب تر نہاویں۔

اس عبارت کے الفاظ طور "ز" بناویں کے لفظ مفہوم میں تذبذب ہو رہے ہیں کہ آیا نہیں لفظ "ز" تذبذب کے معنی ہے رہا ہے۔ یا منفی کر لگا منفی کے ہے تو اس عبارت سے واضح طور پر مانع کا حکم صادر ہوتا ہے۔ مگر ائمہ مساجد پختہ خرابوں سے مرتضی ہیں۔ حق کہ دارالعلوم دیوبند جیسے علمادھ فضلواہ کام مرکزی بھی اس بذاعت سے بہتر انہیں سے جگہ تسلی کرائیں میں بہت سے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار دری ہیں۔ ازراہ تلطیف مساجد میں محاب و تبرکی تعمیر سے متعلق احادیث مبارکہ کی روشنی میں مذکور جائے اسی تعلیمی رجحانی کی ذراں (کام) میں مرحمت فرمائیں تجزیۃ الشفافی الدارین خیر اکام مسجد اور ہے۔

الجواب ۳:

پرشانی آپ کو دراصل اس لئے پیش آرہی ہے کہ لفظ "محاب" کا آپنے دبی مفہوم سمجھ لیا جو اور دو میں ناتیج ہے۔ یعنی کمان کی قلکل میں بنی ہوئی وہ جگہ جہاں امام طهرا ہوتا ہے۔

لیکن قرآن میں یہ لفظ اس مفہوم میں استعمال نہیں ہوا بلکہ جہاں جہاں یہ آیے ہے اس سے مراد وہ جوے ہیں جو عصائی حضرات اپنے کرگوں کے قریب زمین کی سطح اوپر کر کے بنا یا کرتے تھے اور ان میں اصل عبارت کا ہوں کے خدام اور بجاوہ وغیرہ رہا کرتے تھے۔ ان کی حیثیت امام کا ہی بھی تھی اور عمارت کا ہی بھی۔ آں عملن میں دیکھئے۔

شَدَّهَا ذَلِكَ عَلَيْكُمَا | جن وقت آتے اسکے پاس زکیہ
نَفَرَتِيَ الْمُحَابَتَ - | محرب میں درج شیخ الحنفی

یا مشہور سورہ حسن میں:-
وَهُنَّ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ | اور یعنی ہے تھوڑے خبر دیے ہوں کی جب دیوار کو کامی عبارت مٹا دیں۔
د ترجیح شیخ الحنفی

تو کیا ہم نظر پر ہیں یہی درج ہوں جن کی تدبیت اس تاد موصوف کی طرف کی گئی ہے۔ حضرت ہبیر بن عرم محدث نقیہ کے پاہل سو قریب کے جب وہ حرام میں تھیں! اس ارشاد کا مطلب تو بظاہر یہ ہے کہ معاذ اللہ ہبیر! ایسے وقت میں اسے جب مریم عزم صدقہ مادر روز؟ برہنہ تھیں۔ استغفار اللہ۔ کہاں ہے وہ قرآن جس میں پڑھناک اور خلاف واقعہ بات بیان کی گئی ہو۔ قرآن میں تو صرف اتنا ہی بتایا گیا ہے کہ ہبیر بن عرم میں صدقہ کے سامنے آتے۔ سوریہ مریم، سودہ آں عمران دیکھ لیجئے ایسا کوئی اشارہ تک وہاں موجود نہیں کہ صدقہ اس وقت حرام میں تھیں۔

پھر حضرت ہبیر بن علیؓ کے پھونک مارنے کا یہ مطلب بکانا کہ وہ خدا کے یہاں سے مادیہ منوہ لائے تھے اور اس پھونک کے ذریعے اخمور ہے اسے حضرت مریمؑ کے حسم میں ایجیٹ کرو دیا پرسے سرے کی گئیہ ذہنی اور ہمروں پسندی ہے۔ جو شخص بھی اسی بات کے ایمان بالذمہ میں صریح ضعف ہے۔ اس کا مادہ پرستانہ ذہن اس مگر اسی میں جلتا ہے کہ جن بجز اور ما فوق اللفظ امود کا فہرست بیان طبیعتِ اسلام کے سلسلے میں ہوا وہ سب سب مباب علیؓ کے پاہنہ تھے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے وضع فرمودہ اصول فطرت سے اس درجہ بجوم ہے کہ اب تو کچھ بھی وہ نہیں میں لانا چاہیے کہ اکا وہ لازماً انھی اصول کے تحت لانا ہوگا۔ پناہ بخدا۔

زیادہ لفظ کو ہم اس لئے لا حاصل سمجھتے ہیں کہ یہیں غالب مگن ہے متذکرہ بالاحوالات کے انساب میں آپ طلباء سے کچھ فلکی ہوتی ہے۔ یقین نہیں آتا کہ بخاری کا انساب اسی دائریہ باقی مکرے گا جو صرف مغرب زدہ اور مادیت گزیدہ جملہ اسی کو زیر دیتی ہیں۔

محاب کام مفہوم

سوال ۴: - از فرید مظہر۔ دو تک دکن
صلیم الامت حضرت مشرف علی تھا نوی رحمۃ اللہ علیہ
نے ترجیح قرآن مجید کے حاشیہ پر کوالم جامع احادیث طبرانی و
بیہقی یوں تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت ابن ابی شیبہ موسیٰ

حیات امام ابوحنیفہ مصر کے مشور عالم استاذ امام حنفیؒ کی معرفت الاراء تاufen
امم عظام بین ابوحنیفہؒ کی زندگی کے تمام گوشوں کا بیرونی صاحب
حق فائز اور بیطتعارف۔ اور درج جوں لش-پندرہ ویوے۔

حیات امام ابن تیمیہ یہ بھی استاذ ابوحنیفہؒ ہی
جیل ہے۔ ابن تیمیہ کے انکار و آراء، اوصاف و خصائص اور
حوال و کوائف کی تفصیلی مرکز مشت۔ قیمت ۲۱ روپیہ۔

حیات امام احمد بن حنبل یہ بھی استاذ ابوحنیفہؒ
ایک مہم تحقیقت شرپارہ ہے۔ امام احمدؒ کی شاندار سیرت،
فراہی عزم دعیت اور اپنے علم و فہم کا مکمل خالک۔ تو روپے

تحقیق شناہ عشرت (اردو) (خوازادو دلی اللہی کے شہرو قائن)
تألیف یونہایت میضبوط دلائل سے شعبی عقائد کا رد گئے
ہوتے عقائد صحیح کا مختصر مادہ پیش کرتی ہے۔ باہر روپیے۔

مغارق الانوار استاذ احادیث کو تعمیی بر تبیش پیش
کرتی ہے کہ حقیقت کی بنیاد ارشادات رسولؐ ہی پڑھے۔ اُرد
ترجمہ معجم عربی چجزہ روپے

علیٰ جواہر رنزیسے مضافین لظم و نشر کابے حد دلچسپ،
فکر انگیز، روح نوادر اور اچھتہ اجتماعی جسے فاضل تعلف میلانا
مفتی محمد شفیع نے "کشکول" کا طیف و ذمیت نام عطا کیا ہے
تہذیت سارے سات روپے

ہمارے عاملی مسائل اپنے کی وراست ایک سے زائد تکمیل
مغرب نردوں کے باطن و ناسد موقوف کا قوی ردا اور اسلامی
موقوف کی مدل شریع۔ پونے چار روپے

مکتبہ تخلی۔ دیوبند یونیو

نیز سورہ آیٰ عَمَلَنَ میں:-
دُهْوَ قَاتِدَرَتْهُرَتِيَ فِي الْمَجْرَاتِ | جب وہ کھڑتے تھے تازیں جو
+ + + + + + + + + + + + کے اندر (ترجمہ شیخ الہند)

نیز سورہ هریم میں:-
قَحْرَجَ عَلَىٰ وَكِيمَهُ مِنْ الْمَجْرَاتِ | پھر تکلا اپنے لوگوں کے پاس جو
+ + + + + + + + + + سے - (۴۴) کو یا قرآن میں جملہ ہی مقامات پر محاذ اُن۔ ملی
عبادت کروں اور احکام و ریاست کے جزوں کے لئے
استعمال ہوا ہے جو نصرا نیوں کے بیان عام تھے۔
خود اسی مقام پر جس کے حوالے سے آپ سوال پیش
فرار ہیں فقرہ نمبر طی کی شریع کے تحریت یہ عبارت
موجو دیے ہے۔

"خواب سے مراد وہ ہے جہاں وہ عبادت کرتے تھے
 محل غیرت و مجلس مناجات تھی۔ آج کل جو سبھو
میں محاذ سنائی گئی ہیں وہ مراد نہیں ہیں۔"
حریت سے پھر گئے آپ کا یہ شکرہ اپنی جگہ باتی روایا اگلے
اکثر مساجد حموابوں سے مزین ہیں حتیٰ کہ راہ العلوم دیوبند جیسے
ملاء و فضل اس کا مرکز بھی اسی باغتے سے بہرا نہیں ہے۔
کیا اب پھر اس بات کو دہرانے کی ضرورت باتی بریگی
کہ تم آج اصطلاحاً جس نیز کو محراب سکتے ہیں اس کی کوئی
حرمت یا کراہت حدیث میں نہیں آئی بلکہ مانافت ان حموابوں
کی آئی ہے جوں کا اہل اسلام میں آج کوئی وجود نہیں۔

آمینہ محترمہ

سادہ و پُر کاراطری کے مشور شاعر جناب
عبدالاہم جید حیثوت کا مشتبہ کلام۔
دل آدیز۔ معیاری اور پُر لطف۔
قیمت دو روپے

مکتبہ تخلی۔ دیوبند یونی

مسح مسحیٰ نازمکھی

فالتو سے آئی۔ دلی سے ریخ آنہ اور فریقی کو دس پانچ دن کے لئے بایں تو فلامر جود کی روح کو چین آئے۔ کیا سوتھی ہوں گی بچاری کہ میرے مرتے ہی سب سے میری اولاد سے آنکھیں ہیں۔ ”تم پس عقائد درست رہو۔ تھاری خالہ کی ہڈیاں بھی اب قبریں سرد جو جگی ہوں گی۔“

”یدن خاک چوچتے مگر روح قائم ہوتی ہوتی۔“

”درستی ہو گی یکاں رو جو کے طور پری نہیں ہوتی چھوڑ کیسے سوچے گی۔“

ملائیں نے ہمرا را منہ بنا یا۔ اپنے زندہ اور مردہ خریز کے باشے میں ان کے احساسات پڑے نے نازک ہیں۔ ان کے چہرے پر رکھتا ہےٹ لا ہوا تھیجاں اُبلناڈ کہ کریں ملے جلدی سے ہے ہما۔

”اچھا خیر و حیں ضرور سوچتی ہوں گی لیکن یہ تو بتاؤ کیا تم جائز ہیں بلیڈ بھی لائیں گے؟“

”بلیڈ ۶۱“

”ہاں ہاں بلیڈ۔ جیسیں آج کل بیٹھی سے کافی جاتی ہیں۔ چوری ڈاکہ تو میری سال خوردہ ہڈیوں کے بس کا ہے نہیں۔ روشنوت کی بھی کوئی مد تمباکے، بھٹا اصحاب کے افریز میسر نہیں۔ تجوہ، ساری تھماں پاک، مانی پر چھادر کو دیتا ہوں چھرتاؤ سورپیپ فالی کسی کی جیب کاٹے بغیر کہاں سے لااؤں۔“

”چھلے چھڑا پسے کہا تھا کہ ایک نفع نہ کاروبار پر شروع کیا ہے اب مانسے ذلتہ، فرد پر جائیں گے۔“

”صینی چینی چینی۔ تم مجھے جیسے بھی دو گی یامشی کا نیل پل کراں بھائے چباؤں۔“

”مشی کا نیل بھی آٹھ دن سے گھر میں نہیں ہے۔“ مائی نے میری دھمکی کو تظری ادا کر کر تھت کہا۔ ”روز بھی غارت ہو جاتی ہے اور روز کمی کی موم تیار پہنچ جاتی ہیں۔ مگر میں کیس ہو تو چراغ لاٹھیں کچھ جل جائے مگر آپ کو ان باور سے کیا سروکار۔“

”تجھے غورت بنا دو تم شریہ بن جاؤ پھر یکھوں گا میری فرماں ہیں کے دن زندہ رہنے دیں گی جب دیکھو فرماں ش جب دیکھو فرماں۔ یہی حال رہا تو میں کسی دن تیغی جماعتیں نکل جاؤں گا۔ چھ چھ جیسے کے چھلے دوں گا پھر کھاکے نہیاں کھیں گے۔ اب اسے ڈھونڈ چراغ دُرخ زیماں کریں۔“

”مگر کسی مواد اسلف کو آپ فرماں کہتے ہیں وہ اخوتوں پیچے میں پولیں“ میری بلاسے کچھ دست لائیں گے میں تو فرماں بھی کر لاؤں گا۔“

اکھوں نے تھنھے سکیڑے۔ پھر درد انگیز آواز میں سلسلہ کلام کر آگے بڑھایا۔

”فرماں بس ایک آپسے کی تھی۔ دو جیتنے ہوں گے آپے یہ بھی دیکھنا گوارا نہیں کیا کہ کون کیا بھی کہ رہا ہے۔“

”فرماں؟— کون سی فرماں؟“

”بس رہنے دیجئے۔“

”نہیں بڑا تو۔“

”باتوں کیا۔ آپسے فقط سورپیپ کو کہا تھا اکھیں سے۔“

تیار کر انسے پر...
تجھے اپنی بات ادھوری ہی چھوڑ دی ٹھری کیونکہ
ٹائی کے چربے پر میری کاروباری ناکامی کی دردناکیز
کہانی سنتم خاری کے آنار پیدا کرنے کے عومن ایک
اس تہرانی جسم نمایاں کر دیا تھا۔ شاید اسی سی ہی المذاک موقع
پر کسی تم زندہ شما عنی سریط کر کہا ہو گا:-

طعنہ عالم جہاں کی مجھے پر الکب ملی
تم بھی سستے ہوئے حال پر فلیتے ہی
خالی یا یہی مرض کا علاج نہیں۔ الحنوں نے
یکتی میں اپنے ہوئے بانی کو چلتے کی تھی ڈائیٹر نگہنی
سے آناتے ہوئے کہا "چینی یہیں لائیں گے تو چلتے کو بھی
صبر کر جائے۔"

مسرور دل پر گھومنہڑا۔ چائے کے بغیر قلم کسے حل جائے
گھنی تک میں چائے نہیں ہوتا جائے کے بغیر میں تھی گھر جیں
کیسے طفل سلتی ہیں۔ چینی کا ڈیونڈ ہو جانے کے بعد چار
دن تک توجہی سوادور دیپے کلوہا ہوتی رہی تھی۔ مناجا راما
تھا کہ اب راشن کارڈ بن رہے ہیں میں ہائیس کے تو نہیں ڈیو
ٹھلیں گے۔ پہلی بار جب ایک روپیہ دو اپنے کی نصف
کلکٹ میں کوئی دست خانی پر لا کر رکھی تو انھوں نے جھلک لیں
نظر وہ سے چھکھوڑ اٹھا جسے تھا نہ دار طزم کو گھوڑتے ہے
"تم ہوش میں ہو" میں جھلک کر بولا تھا:-

"آں... ہاں" وہ حصے سرکر جاگی تھیں سچ تباہی
یہ کہتے کی ہے۔ میں نے تو آپ کو دور دیے تھے۔

"ان کا میں نے میلا تھوتا تھا کہ آدمی بڑھی شاندار متمن تھے"
چھٹا نکھڑنیلا تھوتا تھا کہ آدمی بڑھی شاندار متمن تھے۔
"آپ کو تو ہر وقت نہ ایسی سمجھتا ہے" انھوں نے
رو دیتے کے انداز میں کہا "ذرا اخراج اٹھا کر دیکھئے تو پتہ
چلے۔ ابھی ہمیں کے بارہ دن باقی ہیں اور کیش کسی مرسے
پیٹے میں فقط تو روپے پڑتے ہیں۔ سچ بلکہ یہ یہ جیسی کہتے
گئی لاءے؟"

"ستا لو جھکا ہوں ایک روپیہ بارہ نئے پیسے کی۔"

"کہا تھا مگر متأخر قدرت کے ہاتھ میں ہوتے ہیں ابھی
تک گھٹا چل رہا ہے۔"
تجھے پاگ بناتے ہیں۔ کہیں بھی کوئی کاروبار اپنے
نہیں کیسا۔"

"سو فیصد ہی کیا تھا۔ تھا کیا اب۔ بھی کوئی کھلہ ہے مگر
آثار اچھے ہیں ہیں۔"

"آخر بتائیے تو کیا کاروبار ہے؟"
ہم نے۔ یعنی میں نے اور صوفی ملکین نے برا بر
کے سرماںی سے شتر جمع کے انٹے خریدے تھے۔ صوفی
ملکین نے ذمہ دیا تھا کہ وہ ایک محل کے ذریعے ان انٹوں
سے چینیں برآمد کر لے گے..."

"خدا نے کہتے جان رنجیتے۔ آپ کاروبار کی
نہیں سکتے۔"

"اچھا تو رجھ ہی مبتدا ہتھی ہو۔ سن میں بیس روپے
خرچ کی کے شاہ ولایت کی بنی میں ایک مزار بتوایا تھا۔
خواجہ بدر الزمان گیسو در از کا مزار۔ مگر ہاں ابھی تک
اُدبوں رہا ہے۔ میں کے لگھے شاید بیریلی، اجمیر اور
جیدر آباد چھٹے گئے تھاوار اور یونہر قزوہ اسٹان پہنچا ہے
لے چکے ایک دہاتن جانز سا بیٹا ملکے آئی تھی سوا
روپیہ نیاز کا دیا اور چراغ میں چار سیسے کا لکڑا اسیل
ڈال دیا۔ وہ سوار دیرے بھی خدیت کھاتے نے ہضم
کر لیا کہہ رہا تھا اسے لضرر و رہی ہوتا۔ میں نے کہا کہ مرد
دو آنے دوز کا تہبا کو تیضرو رہی ہوتا۔ میں نے کہا کہ مرد
حقد پیسے والوں کی قبریں گزگز بھر کے کیرٹے بڑیں گے۔
پھٹ سے بولا صاحب مجھے تو قبر میں جانا ہی نہیں۔ دلی
شہر کے ایک بخوبی نے میرا بات دیکھ کر تباہا تھا کہ عمر دریا
میں ڈد کے مردے۔ اب بتاؤ اس بھروسے سے
میں کہاں تک مغزمارتا۔ حساب بہ بناتے تھے بھروسے کی
فائزہ آدمی سے کی سو روپیہ۔ مزار پر ڈیونی دینے کے لئے
کلیسے کو درکار ہے قریباً چار روپے میں برآ کتابیں۔ میں
روپے خرچ ہوئے مزار جو اسے اور کلے کا صوفیان جڑا

سنجیدہ نہیں ہوں؟ ”
”جھمیر میں کئی ایسی سنجیدگی۔ آخر چینی کو آگ کہاں لگ کر جی فیکٹریاں تو رات دن دھڑادھڑ جل رہی ہیں۔“

”زمان سنبھالنگر بات کرو درند ڈیفنس آف انڈیا دل گھر کی دیوار پھلانگ کر جھی گلاد باشکتا ہے۔ خبر بھی ہے ہمارے وزیر خوراکے پائی لاکھ ٹن چینی ملکے باہر فوج خت کر کے ۲۸ کروڑ کا زبر مبادلہ کیا ہے۔“

”گماں ہو گا۔ یوں تو ایک ایک بوری باہر بھجو دار بیوں کا تو مبادلہ ہاتھ آتے گا۔“

”آتے گانا“ میں نے ان کی تعریف کو قوم پرستی کا جام سہ پہنچا یا ”تو خوش ہو جاؤ و زیر خود اکٹے امر کی اور جایاں سے واپسی پر ہر مردہ بھی ٹیا ہے کہ یہ دونوں دوست ملک اس پر تباہ ہو ہیں کہ یا خلاصہ مل کھوں سے دس لاکھ ٹن تک چینی بھارت سے خرید لیا کریں گے۔ جانتی ہو ہیں کہ کہتے ہیں؟“
”وہ چشمہ گیں۔“

”پھر وہی مذاق۔ اب یہی جھاؤ پھری کیا ٹھی بھی نہیں جائز گی۔“

”بس تو صاب مگاول یہڑہ ہماری برآمدی تجارت میں کتنی مشانداز ترقی کی خبر دتا ہے۔“

”پھر تو کیا تعجب را گھوون اور چاول بھی باہر کو ٹھہنڈے گے“
”کوئی پردہ نہیں۔ ہمارے ملک کو اس وقت زرمبادل کی ضرورت ہے اگر کوئی ملک خود یہیں بھی خریدنے پر آمادہ ہو تو کوئی حرج نہیں اگر۔ سیس لاکھ ہم حصے فالی لنفڑیج کر دوس بیس کروڑ کا زبر مبادلہ مہائل کر دیا جائے۔ کروڑوں کی آبادی میں آخر دس ہیں لاکھ سے کیا فرق پڑے گا۔“

”بھاڑیں جائے۔ معاشریت کے ہفت خان آپ ہی طے کیجئے۔ یہی دیکھوں گی را روپے میں بارہ دن کیسے لکھیں؟“

”میں نے سوچا کہ چلوں المقت تو کوئی تیاری نہیں ہے۔ رہی۔ کل کی کل دیکھی جائے گی مگر دن گذرنے کیا دیر لگتی ہے۔ اگلی صبح پھر آرڈر جاری ہوا کہ چینی لاو۔“

ہائے اللہ۔ ایک روپے پندرہ پیسے کی تو پوری کلول رہی تھی۔“

”تھی تو ماڈنی کا صیغہ ہے بازو انگریز کے نہ مانے میں تھا میں سیر کا ملتا تھا اور مغلوں کے دو میں ایک روپے کا آٹا لے جائے کے لئے ہاتھی لائے کی ضرورت پڑتی تھی۔ حال کی بات کرو حال کی۔“

چینی کی پڑی اٹھنی تک انھیں ایسے ہی انداز میں پکڑ رکھی تھی جیسے بادل ناخواستہ مردہ جو ہے کیوں پکڑ رکھی ہو۔ مگرہ کاسراں کی چھپی میں تھا اور پولی اسی پھاٹی پائے ہوتے خرگوش کی طرح لٹک رہی تھی۔ بے تقیٰ کے آثار اب ہی انکی آنکھوں میں جھلک رہے تھے۔

”آخر آپے دن دھاڑے لٹنا تبول کیسے کر لیا“ وہ پڑتھ کہ رہیں۔ ”غضب خدا کا یہ مٹھی بھر جیسی ایک سپے بارہ میسے“ شکر کرو بھائوں مل توکی ہے۔ خرچے کتنا وقت بر باد کر کے ہاتھ آئی ہے۔ پھر لطف پہنچ کے دینہ والے کا انداز الیاری تھا جسے کوئے بیکار شر فیاں دے رہا ہو۔ اگر مجھے چائے کی طلب تھاگ رہی ہر قیمتی تیاریں کرو اس کے جاننا مار دتا۔ ایسا منہ بنا رہا تھا سے انہاں کے جیسے ابھی فلسفے کی ڈگری بیکر آرہا ہے۔“

”کیا وقت آگاہ ہے۔ اے آپے اے گرفتار یوں نہ کر دیا اب تو یہ جنسی ہے ڈیفنڈ اس انڈیا کے تحت لیے تھاںی بلیک مار گیلیوں کو چھانی دیوانی چاہئے۔“

”دواؤں گا۔ ذرا بھی گورنر ہو جانے دو۔ درخواست تو پیش چکا ہوں تقریبی کے احکام بھی بس پیش شام آنے ہی رائے ہیں۔“

”آپ دُمنٹ بھی سنجیدگی سے لفڑی نہیں کر سکتے۔“
ٹائی ٹری مٹانی سے بیسیں ”آخر سچے تو ہمیں کسے پورا ہجھا سائے پہنچے تو آگ لگ جیتا ہی کے پہنچ میں اُنچاں میں تکر۔“

”عشاں کا شیوہ را نہیں بڑا رہنا۔ حکومت کا لگنیں کی ہے۔ کاگر میں ہماری ہے۔ حالات جیسے بھی پڑا ہوں ہیں دنادری کے نقاب نہ بھانے چاہیں۔ کہو کیا میں اب بھی

بوجے کا دودہ پہیں لی سہے تھے رو رو کرچیں اڑائے دے
تھے سختے۔ ملائیں کا ٹیک پھٹ پڑیں۔
خدا جانے آپ ہی کو جذبی یکوں نہیں ملتی۔ پہیں کے
گھر تو کل ہی میں نے دیکھا لئے تھا کہ ارکھا تھا۔

"ایمین کے بارے کو جانتی ہو۔ شری خادم علی تبریزی
وہ یوں انسے خادم قوم ہیں۔ ان کے یہاں دس بیویاں بھی ہیں
تو تم نظر لانے والی کون۔"

"آج کی تو ان سے خاصی سلام، عاشرے لے آئیے ہوڑی سی۔
کرچکا ہوں کوشش۔ مگر انہوں نے کو راجا و دیدیا کہ
کوئی بیک نہیں کرتا۔"

"یہ تو اور بھی اچھا ہے ان سے کہیے ٹھیک داموں سے
دیدیں۔"

"کوئا تھا اگر وہ بُرے اس وقت صینی کا بازار اڑاؤ دوں
ہے۔ جب تک شرح میں جمادن آجائے کسی بھائی بھاؤ سے دن مالک
قوم سے خداری ہوگی۔"

"اگر لے۔ پھر ادھار مانگ لی ہوتی۔"
"نامی خنی۔ کہنے لگے مکشش لاکھوں کی حساب پائی پائی
کار، یہ زمانہ ایم پیسی کا ہے ملک نازک حالات سے کندرا ہا
ہے۔ چین میں ہر دو برا بر سر پر منڈلاتے ہو جا رہے۔ ایسے ٹیکرے
معجزی حالات میں ادھار کے معاملات ملک کی سالمیت اور
قومی دفعے کے خلاف ہوں گے۔"

"اور آپ یا سب ٹھنڈے پیلوں مٹا کیے؟"

"نہیں بھائیوں میں سے کافیں میں انگلیاں ٹھوٹس
لی تھیں۔"

انکلے دو دن بڑے قیامت کے گزرے تنگ گیریں نے
صوفی نیکیں کو جھوٹا۔

"تم صوفی صاحب ہمیشہ بشارت دیتے ہیں ہو کر ولیا
کی کرامت برحق ہے۔ لا وہ کھاؤ گواں برحق ہے۔"

"دھکا بھی دیں گے کوئی موقع تو آئے دو۔" وہ سینہ پھلا
کر بولے۔

"موقع کے بینگ نہیں ہوتے۔ موقع اس سے بہتر کیا ہوگا

"یہاں۔ عراج تو درست ہے؟" میں بھتیا
"درست لائیں۔ میں بھی رکشا مرکنا کریتیا کے بیوار جاوہ ہی
ہوں۔"

"سبحان اللہ۔ فقط میں کے قحط میں یہ عالی ہے۔ اگر
یکھوں کا نظم ہے گیا تو شاید میری موجودگی ہی میں، وہ ادکان
بھی کر لوگی۔"

"خدا کے نے کافی تھے سے مت نکالیے" وہ تقریباً کہا
کر بولیں "میں تو آپکے ساتھ زندگی بھر فاقہ کر سکتی ہوں، نیکن
دانش یہاں کو بقیہ جنی کے دودہ کیاں سے دوں۔"

"جانا ہوں با جنت، ھلکے لفڑیں لکھیں وہ تو کھانے
ہی پڑیں گے۔ لا وہ درد دے نکالو۔"

"دو کی۔ پسکر اکیش بکس جھاٹ سے جائیے۔ اب تو بعد
انٹھا ہی۔"

"نیکیں ہائیں۔ یہ کہ سکتے کا کوئی موقع تھا؟"

"بھر کی کروں روز رو روز ہر چیز کیا رہ ہوتی جا رہی ہے۔
آپ کو اپنے پھریوں سے فرستہ نہیں۔ یا تی پائی کامیز ان
نگاتے نگاتے دفعے کی ایک ایک اس پھوٹے کی طرح کسکنے کی
ہے آپ کیا ہے۔"

"نیک نجات، اکونسا مشق تھیں بھر سے نظر آرہا ہے۔
کیا تم بھائی ہو جیں ساکن دن گھر میں بیٹھا ہیں تھا ایذا کا ہمیکی
کروں۔ محل سے کام لو علاج وہ ابعاد نہیں ہے اپنے بھیتے
کوئی میری تھواہ بڑھانیں۔"

"بھیا ہی۔ کے پاس کوشا قارون کا خزانہ رکھا ہو رہے۔
آخر کار دوڑ دے۔ نیکر میں وہیں بیٹھا چون سے کل نہ مفت

کاٹو چینی خری بھی۔ یا کن آج دیاں کسی بھاگ ہوئی مل۔ دو چار جگہ
اور دھنے کھا کر مکر سو۔ تھا۔ بار کر لورا خرید لایا۔ وہ بھی
دُور دے پسیر مل۔ چائے بنی تو وہ شرمند بھقت سے کم نہیں تھی۔

یہ بھی دارچینی کر کر دیں ہیں۔ بل گھری، مل ہوئی ہے۔

انگلے روز پھر ہی رہنا تھا۔ ایک طرف تھرت، گنج
وب" کی سوائیں نکیل کو بھیجا تے کا فکر دوسری طرف مائیں
پھرے پر برسنی ہوئی مایوسی کی خلش۔ چھپٹے صاحب زادے

کر چینی ڈاہیں کو ٹھیں مل رہی تھے۔

”ہو... ہو... ہو“ اسی خاص انداز میں سخن ”تم بھی یا ہر بات میں خواں کرتے ہو۔ نہ لایک بات کا ان فضولیات نے کیا تعلق؟“

”بھر کاریں سے تعلق ہے۔ میرا محبوب بھروسے نہیں بھر کا وہ لوگونے سے تعلق ہے۔ میرا محبوب بھروسے نہیں بچا ہے۔ میرا کوئی مقام نہیں جل رہا۔ میرا اور وہ کجا بھی ترا بھلا جیسا بھی ہے لگا ہی ہوا ہے۔ بس چینی دلواداں سے بہتر صرفت کر امرت کا اور کیا ہو سکتا ہے۔“

”ہو ہو ہو“ وہ بھر میں چائے پی شروع ہے۔ بھی نہیں ملی۔ ہم تو ہوشی میں چائے پی شروع ہیں۔“

”صوفیا تم سمجھتے؟“ ”جی نہیں۔ یہاں ایسے ہوشی کہاں چو جو روں کو بھی ساختہ ہے جایا جاتے۔ دلی میں البتہ ہم ایک مرتبہ ساختہ ساختہ گئے ہیں۔ نئی دلی کا ہوشی ہے۔“

”بر قمع سمجھتے؟“ ”ہاں بر قمع تو خیر ہاں گریپنی دلی سے نکل کر ہم نے تقابِ اللہ ادا پا تھا۔“

”ماشہ اللہ۔“ میر کسی سے آنکھ دانکھ مار دی؟“ ”ہاں... آئیں۔ آنکھ کوں سور کا پچار سکتا تھا۔“ ”آنکھ سہیش انسان کا بچہ سار تھے۔ خیر آج کبا ہوا؟“

”بڑا عالی درجے کا ہوشی ہے۔ ہم نے ہاں ناشتر کیہ کر سیوں کے گذے ایسے فرم تھے کہ بس جی چاہتا تھا بار بار الٹو بار بار بیٹھو۔ صوفیا تم تو ہاں سے لیٹنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔“

”ہو... ہو... ہو“ ”اہنہاں مددوں سے زیادہ عورتیں بھیں۔ کتنی تو بھیں ہیں گی۔ پتہ نہیں بھیں۔ بیٹھوں پر کچھ کھانا والی چٹھائی ہیں یا ان کی بیٹھائیں جی۔ البتہ ہو تو ہیں اک دم براق۔ بُروان تک نظر نہیں آیا۔“

”تم نے قریب سے دیکھا تھا؟“

”وہ پل بھر کو بھیجی بھر آواند باکر را اندر ارسی کے انداز میں بھیجے۔“

”یار ایک تم کو تھا سے پاس نہیں لی کر سی پڑھی تھی اور اس کے ساتھ کوئی مرد بھی نہیں تھا۔ تم نے نہایت خور سے دیکھا بلکہ ایک دفعہ تو ہمارا عشری رومال کا نندھ سے سے گزر گیا تھا۔ اسے اٹھاتے ہوئے اس کی پنڈلی کو بہت ہی قریب سے دیکھنے کا موقع طا تھا۔“

”تم کھاؤ رومال خود کیا تھا۔ تم نے گرا یا تھا؟“ ”ان کے چہرے پر جا اور خور کے مل جائے لہر یہی میر کے آنکھوں میں ٹھکر آگئی۔“

”اب تم سے کیا پر دو۔“ تم نے خود ہی گرا یا تھا۔“

”دیکھنے۔“ ”بھر؟“

”بس بھر کیا۔ بہت خور سے دیکھا۔ ایک دفعہ کو تو ہمیں دل چاہا کہ بھوکر بھی دیکھیں مگر پردیں کا معاملہ تھا بہت ہمیں ہوئی۔“

”چھوٹیاں برتائیں میں ایسی باتوں کا ہم نہیں مانتیں۔“ ”ویسے ان بھی جاتیں تو ذرا دادا کے ساتھ۔ آئیں سو روی کھو دیا چاہیے وہ خوش ہو جاتی ہیں۔“

”نہیں یا رد رکھا۔ ایک مرتبہ ایسی ہی ایک جلد بازی کی وجہ سے ٹرکا گڑ بڑھ کشاں لامپرگا پا تھا۔“ ”کہا؟“

”میھنیں نہیں بتائیں گے۔ ایک دفعہ تھیں ہر ان کیلئے“

”والی یا سین کی بات بتاہی تھی تم نے ساری دنیا اپنی پھیلادی میں۔“

”میں نے نہیں بھیاں گے تو تمہارے جو طریقہ دار صوفی“

”میں الہدی کا نے بھیاں گئی تھی۔ غیر قریبی دلی کے ہوشی میں آپ کی زوجہ کی کرد ارکیار ہاں ٹالیا وہ ابھی تک اس تو نہیں بن لکی ہیں۔“

”صریح صراحت سے ایک دفعے جو صوفی کے عرصی طریقہ پر کچھ کھانا والی ان کے چہرے پر ایک رنگ آیا ایک گیا۔ انھیں اُداس

”ہمیں صوفی صاحب عاجز کی معلومات اس بارے میں
بڑی تا قص میں یہ اتنا ضرور اعلام ہے کہ یہ میوں کے اجما سے
خوب شو خوب چھوٹی ہے۔“

”چھوٹی ہے نا؟“ وہ لپک کر پولے ”خدا گواہ ہے ہم
نے بھی حسود کی تھی، شاید وہ اصغر علی محمد علی کا عطر جا استعمال
کرتی ہیں۔“

”جی ہمیں۔ وہ ماں کے پیٹ ہی سے صلط میدا ہوتی ہیں“
کافی دیر اسی نوع کی باتیں ملتی رہیں ہیں بھول پر گیال
موضوع لفظ کو ”جنی“ تھا۔ پھر موضوع اس وقت یاد آیا جب
صوفی صاحب کے دعتا کہا۔

”بار جائے تو پڑا تو۔ بڑے بد اخلاق ہوتے جائیں ہوئے
تام بھی مت لو۔ کل سے جینی کا ایک اندھیب نہیں ہے
لکھیں کہو تو ملوا دوں۔“
”تو چلہ ہر مل میں چلیں۔ چائے کے بغیر با توں بیٹھ
نہیں آتا۔“

”آپ ہر آئیے بھے اس وقت کام ہے۔“
”کام کی ایسی تیسی۔ چلو اٹھو ہمیں الجی تم سے کئی معاملات
میں مشورہ لئیا ہے۔“

”ہر طل کی میز پر اخبار ٹراھا۔ جانے آئے تک سچ نی حصت
نے اسے الشاپڈا۔ دفعاً ان کی آنکھوں میں چمک اور پیروں
میں تھرک پیدا ہوتی۔“

”ارسے مار ٹالا۔ دیکھو تو یا رس منزے کی خبر اے۔“ اٹھوں
نے اخبار میری طرف بڑھا کر ایک کالم کی طرف اشارہ کی۔
ہم نے یہ بھی بے دلی سے نظر ٹالی مگر پھر جھیلی رگ و پے میں
کوئی لگنی۔ خبر ٹالک مانئے والی تھی۔“

”لکھنؤ پر جلاں۔ معلمان ہیوں ہے کوئی کے دزیر علی
مشری خذرا بہان گئانے کل بارت کو اپنے درجنگلر
مشری الگور اسے شاشری سے اس بنا پر اسنپنی المطلب
لکھا ہے کہ انھوں ایک خورت۔“ رکھی ہوتی ہے اور
ہیسا کر کے دہ دزارت کی بنا تھی کا بہوت بھی ہیں۔“
جب تک میں پڑھتا رہا صوفی صہرا۔ مجسم شوق بتے پر مستقل

ہرگیئں۔ کاپنے لبوں سے فرمانے لگے۔

”اُف ملا صاحب“

مطرب مراج دان محبت ہمیں جگر

لغہ یہ اس سے چھپڑ دیا دیا ہاں کیا

اپنے بھی کیا ذکر چھپڑ دا۔“

بھٹچہ چنکنا پڑا کیونکہ سوران کے مذاق و معیار سے
ذر بالند رہتا۔ میں نے ٹھیک انھی کی سطح پر پہنچ کر دریلے ہے
میں عرض کیا۔

”لیعنی بھجے صوفی صہرا۔“ اس بالکے میں بھٹھا آپے
بے حد ہمدرودی ہے

در دل گر باشنا کی چیز ہو

باشت لیں اسے پر اعے در دل

ندوی تو کئی بار شکیں کر چکا ہے کہ آپ سیر کرو جا ر
بچے مستعار لیں۔“

”چھوڑتے ہے جھاتی جان اس موضوع پر لفظ کرنے سے
دل و جگر کے ملکے اڑ جاتے ہیں۔ یہی علم بھلائے کئے لئے
تو ہم دل کی سیر کو گئے ہے۔“

”پھر بھولا۔“

”مار ہنی طور پر۔ آپ بھی کبھی لگنے ہیں نہیں دلی
کے کسی ہر طل میں۔“

”گیا ہو۔ ایک مرتبہ سو کافوٹ مڑک پر طراول گیا
تمہابن جھی جانا ہوا تھا۔“

”تو آپ کا کیا خیال ہے؟“ میں کیا پڑا لبوں پر اسرا
استعمال کر دیں؟“

لوٹ پھر کو ٹھہر ہی بندلی۔ سوال کا الجھنی طرا
پر شرق رکھتا۔ اونکی باچھیں کچھ اس طرح کھلی ہوئی تھیں
چیسے اس سوال کے جواب پر ان کی غلایج دین دوئیں کا
اٹھوار ہے۔ میں چکرا یا میمین بہت سی لفڑیے لگزدی ہیں
مگر ان کی ساقیاں سچھن پر لسیرج کا خیال کبھی سدا نہیں
ہوا۔ ہر تا بھی تو جان کی بازی لکھا کے غیر و نیر جگئی
کوئی صورت نہیں کھی۔

نفرہ اکھوں نے چلکے سے کہا تھا۔

"یہ لوگ بھی فرشتے ہیں ہیں مائی ڈر اے۔ انھیں کوئی عیم نظر آجائے تو ان کی روح بھی اس کی شنگی پڑ لیوں گے جیکے مانگئے ہیں درجے ہیں کرے گی۔ یہ آب و ہوا کا اثر ہے صوفی صاحب۔ عورت اور پسر یہ دونوں حیزیں سمجھیں بن کر ہوا میں سرمایت کر گئی ہیں۔"

"ماں کرگی ہوں گی لعنت بھجو۔ ہم تو خرد کھا کے خطایں پڑے گئے۔"

"ہمیں نہیں دل تھوڑا مت کیجئے۔ نفر نقدناد پھر پھر ہے۔ ویسے یہ آپ کو بھی ماننا پڑے گا اور فقط ایک عورت کی دیر بر کے شایان شان نہیں ہو سکتی۔"

"کیا؟"

"اے ایک دو فال تو عورت میں تو معمولی تاجر، سبھی، ٹھیکدار سبھی رکھ لیتے ہیں۔ وزیر دن کا طرف زیادہ وسیع ہوتا چاہتے ہیں۔"

"لیں اب زبان بن کرو۔ سُنگاہی قانون کا نہانے، کسی سرکاری آدمی نے مُن لدا تو تم اس کا تھا ہم بھی پھنسیں گے۔"

"کیوں۔ کیا مات آپ کے خیال میں قانون کی خلاف ہے۔"

"ہٹاؤ یا رہو گی کچھ۔ یہ وزیر دن پر نفرے کے کام کو قانون کے مطابق ہے۔"

"نفرے کوں کس رہا ہے یہ تو مسلم حقوق میں جن اصول اقتدار پر پورا کاروبار دن دی جل رہا ہے ان کی رو سے تو یہ ہے۔ ذرا بھی جرم نہیں ہے کہ قانون نے ایک فالی عورت کو ملی بڑے وزیر شرمندی گتنا صاحب اگر پاکیا ہیں زاہد و مادر ہیں تو یہ ان کا ذاتی فعل ہے دوسرا یہ لوگ اپنی رنگی روزگار کے دامت بداری کیوں دیں۔"

"واہ کیا بد ماشی بھی جرم نہیں ہے۔" صوفی صاحب جھلا کر لیے۔

"بد ماشی کس چڑیا کا نام ہے۔ آپ سینما تو دیکھتے ہیں نا؟"

اس سوال پر وہ گھبرا گئے۔ "یارا ہستہ۔ تم تو جانا

ضبط کیوں رہے۔ پھر چھپتے سے بولے۔

"کمال ہے یا رے عورتوں کا چلگا تے بڑے لوگوں ہیں بھی چلتا ہے۔"

"بھی ان کی مخصوصیت پر ترس آگیا۔"

"اب تم شاید یہ بھی کہو گے کہ کمال ہے یہ بڑے لوگ بھی روئی گھلتے ہیں۔"

"دعا۔ یہ کیوں کہیں گے۔ وہ بھی کے بولے۔"

"پھر عورتوں کے چلکر پر تعجب کیوں۔ تعجب اس پر کہا جائے کہ وزیر اعلیٰ نے اس بے حقیقت سی بات کو الزام بنا لائیں گا۔"

"تو کیا یہ الزام نہیں ہے۔ وہ تعجب سے بولے۔"

"نہیں الزام کا اس میں کوئی سوال نہیں۔ یہ دو صرف دو چیزوں کا ہے دولت اور عورت۔ یہ دو بھی ایک دوسرے میں اس طرح لفڑی گئی ہیں کہ اب سارے دو نہیں نقطاً ایک ہیں۔"

"یہ کیا فلسفہ ہے؟"

"فلسفہ نہیں سائنس کہو۔ سائنس حقائق سے بحث کرتی ہے وہ اشیاء کو چھوکر برت کر کہ ان کی کمال اور ہٹکر دیکھتی ہے اور فلسفہ تو محض ہر وانی تکمیل نہ کاتا ہے۔"

"اب تم دہارتی پھیلو گئے۔" صوفی صاحب بیزار ہو کر یوں۔ "ہمارا ایک روحانی ملک ہے۔ یہاں کے وزیر و وزراء کو عورتوں کے چلکر میں نہیں پڑنا چاہئے۔"

"روحانی ملک" میں نے روح کی حج کو حلق کی آخری آہ سے بھینچا پھر چلکے کی ٹیکی لی۔ دو تینی اور لوگ بھی اور ہر جو ہو گئے۔ "آپ صوفی صاحب بھی ردوں کو بھیک مانگتے بھی دیکھا ہے؟"

"ہو۔ نہ ہو۔۔۔ تم بھی بار ایکستے ایکسٹات نکالتے ہو۔"

"ذاق نہیں۔ آپ اپنی زوجے کے پچھیں۔ جب

آپ نئی دل کے ہوٹل میں بیچاری سیم کی عربیاں پڑ لیوں گو

بھوکی نظروں سے تک ہے سچھے اس وقت آپ کی روح کے

ہاتھ میں بھیک کا ٹھیکرا اضطرد اظر آیا ہو گا۔"

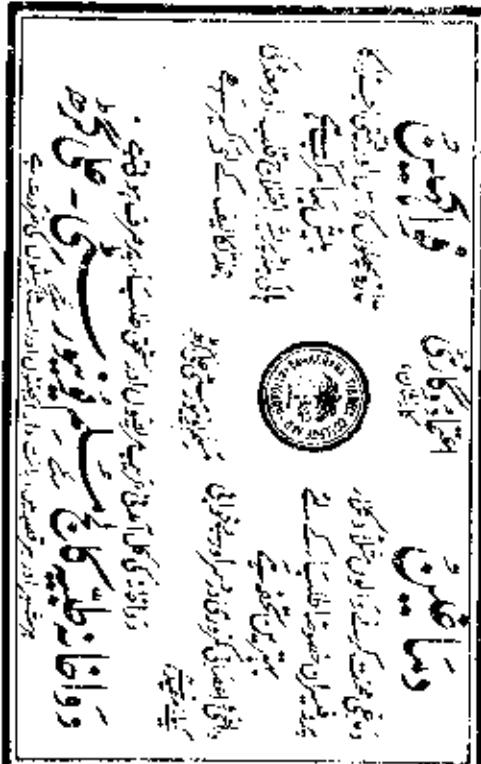
"اب چوب۔" صوفی صاحب بھر کر چھتے۔ "ماں تم بڑے بد تیز آدمی ہو۔ سب لوگ سن رہے ہیں۔" آخری

اس کے آگے والے صاحب کا نمبر آیا تو تقسیم کرنے والے
بزرگوار نے کہا میاکر میں اپنے کل ملے گی۔

”اے ہرگز چاہیے۔ یہ قومنیاں ہیں بہان سب چلتا ہے۔“

”چلتا ہے نا۔ یہی لوگوں میں بھی کہہ رہا ہوں کہ ذریعہ
جنتکار تھے فرض کرو ایک عورت رکھ بھی لی تو کوئی فحش
ٹوٹ گئی یہ قومنیاں ہیں بہان سب چلتا ہے۔“
(ظاہر نہ صحت باقی)

حضرت معاویہؓ کی سیاسی زندگی ایسی نوع کی پہلی بانظر
حضرت معاویہؓ کتاب۔ اسی حضرت
معاویہؓ کی شخصیت اُسکے مقام اور حکمت سیاست کا بھروسہ
تھا اور اس طرح کراچیا ہے کہی بھی صحابی کادا من داغدا
نہیں ہوتا۔ صحابیت کی تقدیس پر لا جواب نہ کرو اور حقیقی و
تفصیدی مواد۔ کتابت و طباعت کا ذمہ سب عادہ۔
 محلہ معین ڈسٹ کو ریتمت دلیل پر
مکتبہ تحلیل۔ (بومدایوی)



کہ کسکار ہو گے۔“
”کسی بدناتی۔ یہ جتنے لوگ یہاں ہیں سب سی نیا
کے باشی ہیں۔“

”غیر خیر۔“

”وسیماں اپنے دھنے ہیں تاکہ ایک لڑکا اکٹھے کی
بے حماقہ اڑاتے ہیں۔ تھا کافر جذبات کا اہم اثر کرتے
ہیں۔ جعل پہاڑ، پارک جگہ تھا یہاں ہیں ملے ہیں ملک
دوسرے سے اس تدریف پڑھاتے ہیں کہ ایک کامیاب
دوسرے کے صاف میں اچھے جاتا ہے۔ یہ بہتری
نہیں ہیں تھیں ہیں۔ وزیر اور فقیر نام اور بیٹھا جاتا اور
یہیں سب نہایت شوق اور دلچسپی سے شسب و روز جھیں لجھتے
ہیں۔ اسے اڑاٹ، فن، تفریخ کہا جاتا ہے۔ بھرپور لفڑی
اپنے فطری اور ناگزیر انجامات کی پیش جائے تو دنماں کیاں
سے نکل آئی۔ نہیں ذرا سوچ جس نے یہ کوئی تحریک کرھا
ہیں انکو رکھو گے وہ پوری طرح پک جانے پر مکمل کھر ٹھلا
کھلائے گا۔“

”لغت ہے بار تھاری جھک جھک پر جواب
الٹھو۔ نہیں تو مشورہ کرنا تھا۔ سارا وقت خراب کر دیا۔“
”خفاہت ہریساۓ۔ فقیر تو بس اتنا چاہتا ہے کہ
دانش میاں کچھ لئے نہیں سے جیسی دلادو۔ بھرپور ہزار گیوں
کی پیٹ لیا سوچتے چرنا بھکر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔“
”خبریت ہو کم ہم کوں سو نہیں پیدا یاں۔ ایک
بات یا کہدی ہی کم سے بیس سو ہو کر رہ گئے۔“

”نہیں ڈیر نہیں۔ اشارہ تھا کرو۔ مطلب یہ ہے کہ
کوئی ذریعہ عورت رکھے یا پوچاڑ کرے عوام کو کم سے کم
ضروریات زندگی تو ملنی ہی چاہیں۔ پاچ لاکھ میں چیزیں یا ہر
بھی جدیدی گئی۔ عوام ایک ایک دانے کے لئے لائق ہیں لئے
ہوئے ہیں۔ نہیں خبریے انعام اللہ کے ماتحت کیا پیش آیا۔
وہ بیمار تھا۔ تیر بخار کے عالم میں جیسی کے ڈیپر آکیونکلاس کا
بے ایں کا بچہ پھیکا ددھ نہیں پی سکتا تھا۔ ڈیپر لسی لائسنسی
وہ مر تا پھٹا لائسنس میں لگ گیا۔ مگر جب لصفت ھفتہ بعد

کھرد کھوڑے

تبصرہ کیلئے ہر کتاب کے دو شاخے آنے ضروری ہیں

ہمیں لمحہ ہے کہ ہر اہنے نقد و تصریف کا لازم ہیں ہوپا۔ اس شاخے کا تعقیل ہماری اس بندی ہی سے ہے کہ ضروری کاموں کو جو
ہم بعض مرتبہ پوچھے ہوئے ہیں تصریف طلب کتابوں کے مطالعہ کا وقت ہیں نکلن۔ مشروع سے اب تک ہمارا معمول رہا ہے کہ تصریف
مفضل ہوئی اور مکا حق، مطالعہ کے بغیر نہ کے جائیں ایکن اب خالی ہو رہا ہے کہ شاید یہ جو مل نہ سکے۔ تصریف طلب کتابوں کی
کثرت ہے اور مطالعہ کی فرصة مطلوب مقادیر میں نہیں۔ لہذا اب یہ کہا پڑے گا کہ استاذِ ام کام کتابوں کے معاملے میں سرسری
مطالعہ پر اتفاق کیا جائے۔ بالاستیغاب مطالعہ صرف اہم تر کتابوں کا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے وقت قوت اور حوصلے میں برکت عطا
فرماتے رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے وقت قوت اور حوصلے میں برکت عطا فرماتے رہا۔ (عامر عثمانی)

نے پوری کردی۔ کتابت و طباعت کے تقاضوں کو تو خیر کتابت اور
پرس کے سر تھوپا جا سکتی ہے، حالانکہ ان کی ذمہ داری بھی
بالواسطہ ناشر ہی پر جاتی ہے، لیکن صحیح کی ریکارڈ تو طبقاً میں
اوسمائے ان کے کس کے سرط طبقاً جائے۔ ذرا چند نہیں لاحظ
فرماتی ہے۔

اگرچہ کوئی یہ خدمت سے اگر
کیا اگر دی لے دیو اسے تجھ پر
بیان اب حل اپنا کرنا ہوں میں
کو جس نکریں روز مرتا ہوں میں
ک آئی ہے نے صرے سے جس جس میں ہمار ص ۱۵
بہت دلوں سے تباہ ہے تجھی وغیرہ حال ص ۱۶
وہ اور زوں میں جحمد توں سے دل میں بھری
دہاں ہوتا ہم بے بال میر کا کو ی گذرا ر
جو خوش ہو گھے سے وہ اور اس کی عترت الہمار

علماء دریافت اور اردو ادب • مولف: سیدنا عبد اللہ
جیدر آبادی دیاں پندرہ بیانیں
• شائع کردہ۔ مکتب مجلس قاسم المعاشر۔ دیوبند ۱۹۷۴ء
صفحات ۱۶۷ ناول مائن۔ کتابت گھڈیا۔ چھانی غیر میسر اری
کاغذ رفت۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

یہ کتاب خاصی دلچسپ اور وقیع ہر سکتی تھی بشرطیکار میں کا
مولف کوئی ایسا شخص ہوتا جسے اللہ تعالیٰ نے شعرواد کی مذائق
سلیمان اور نقد و نظر کا سلیقہ عطا کیا ہے تو ایکن ہمیں بخی ہے کہ اس
کتابے کی پندرہ بیانیں میں طلوبہ اوصاف موجود ہیں ہیں۔ ان کا
ذوق و شوق اور اکابر سے عقیدت و محبت تو قابل تحسین ہے،
لیکن شعرواد کی نزاکتوں سے بھری اور نقد و نظر کی شایان
شان صلح جنتوں سے تھی دامتی کے باعث ان کی یہ کتاباً یک
چوتھے درجے کی تالیف بن گئی ہے جو جعلی کے صفحات میں طویل
تصدرے کی ستحق نہیں۔ وہی بھی کمزرا شر صاحبان کی ستم طائفہ پر

ملائے دیوبندی کی شاعری کی مثال بالکل ان گنتا ہمٹوں جسی
ہے۔ وہ دینی اور علمی بھائیوں کے سند رہتے۔ زیدہ طاعت کے
مجھے ارواح ایات کے قائد اور سچے خادمِ اسلام۔ اخونے اگر
اینی نندگی کے ان حصولوں میں جب کہ ان کی عنوانی علیمین سخت
پیزی میزنوں سے گذر رہی تھیں بھی کھار کھڑک رہتے ہیں تو ایں
بس اتنا ہی قابلِ اعتنا کھانا چاہئے جتنا ہر طبق گنتا ہمٹوں کو کھا
جا سکتا ہے۔ افغانستانی موضع بنانے کی خواہ جھنڈے پر چڑھانا
اور مردوں کے اندازیں ان کے قصبوں پر چڑھانے ایں نظر کے
نر دیک اتنا ہی مخلک خیز ہو گا جتنا ہر پول گنتا ہمٹوں کا ریکارڈ
ماہر مذکی قاروں کے نر دیک۔

اکابر کا قامِ سرمایہ شعری ہائے ماننے ہے۔ آج کے
ترقی یا فتحِ معیار پر نہیں بلکہ انہی کے زمانے کے عیارِ فن پر چانچھے
کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ سرمایہ یعنیستِ مجموعی کوئی ادھری قدریہ
قیمت نہیں رکھتا۔ بے ادبی ہمیں تھل کر اٹھا رہا ہے
کھین۔ تھل کر اٹھا رہا ہے دیسے بھی بے قل ہی ہو گا کیوں کہ
شروعِ ادب ان کا میدان نہ تھا۔ بڑے سے بڑا ادبی زندگی میں
بہت سے چھوٹے اور خصوصی کامی بھی کرتا ہے۔ سرورِ کوئی ختنی
مریتِ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جس کے شب و روز
کا ایک ایک لمحہ آفاقی علمنتوں کا یکسان طور پر امین ہو اور
جس کی زخیر جات کی ساری ہی کڑیاں خالص سونے کی ہوں
مرومِ ملائے دیوبندی یوں ہی بر سریں تفریح بھی کھار شاعری
کی ہے اور بعض نزدہ ملائے دیوبندی محبی ارشاد سے ختم ہوتا ہے
لیکن رکھتے ہیں لیکن اس ضمنی اور خیر اہم شغل کو خواہ خواہ ان کی
حیثیت علمنتوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرنا بھی کی بات ہے
جس طرح پر اختری کی دیواروں پر کشکی ہوئی رنگارنگ تھویریں
اوہ سیزراں اسی چیز نہیں ہوتیں کہ ایسیں آرٹ اور صورتی
کی صفوتوں میں رکھا جائے۔ اسی طرح ہمارے مردم اور نزدہ
ملائے دیوبندی کی شاعری ہی چیز نہیں ہے کہ اسے جملے تاریخ
کے لکڑیوں کی حیثیت دی جائے۔ یہ شکل بعض نہیں ہے بلکہ
ہزار بھی ہے لیکن ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مذکوہ
کے گھن میں کچھ کافی کے سر بھی شامل ہو جائیں۔ ما جوں کی

چھا پا ہو کر جمعِ دلوں نے ۲۶ ص

چھپر چکا جک کی جرزِ جان ۲۷ ص

ہلکی غیبت نے بے تشویہ ۲۸ ص

ملائے آپ کو اس بزم میں ہملا جام ۲۹ ص

اسی پتھم ہو میر اعرض مطلب کا ۳۰ ص

یہ فلٹیوں کے انبار سے چن نہیں ہیں۔ نہیں سمجھیں آتا
کہ جس کام کا آدمی اہل نہ ہوا سے کرے کیوں۔ ملائے دیوبند
کے مرید نما تھیں تھے دل اور کورڈوں کے سوا جس کے سامنے
بھی یہ کتاب جائے گی وہ خداہ انتہاء سے اس کا استقبال
کرے گا۔

قصہِ موجود کے مابین میں مختصر آیہ ہے کہ عملتے دیوبند
نے گاہے مابہ شاعری بے شک کی ہے لیکن ان کے باشے میں
یہ کہنا بڑی بے تہہ اور بھکاری بات ہے کہ ۴۰

یہ بزرگ (یعنی دیوبندی بزرگ) اگرچہ رعایت
اوہ شروع میں کے استاذ نہیں ماننے گئے تاہم ان کے فکر
نازک اور طبعِ رسالت جب بھی اس میدان میں جگ لائی
کی ہے تو ان کے قدم ماہرِ فن کے قدموں کے ساتھ
ساقِ رہے ہیں اور اپنی تصنیفات اور تالیفات کے
لحاظ میں اور دربان کے گھسیں کھلائے جائے مگر
ہیں۔ ۴۱ ص

دیے ہاس مرح سرمائی سے ہمیں خوش ہونا چاہئے تھا،
لیکن کوئی مدد نہیں کی فہرست میں ہمارے دارے ہائے تکے اور
ہمارے شیخ سمجھی ہیں لیکن مدل و صداقت سے نظریں چڑانا
ہائے میں کا نہیں اس لئے فقط یہی کہہ سکتے ہیں کہ محترمِ مؤلف
نے یہ کتاب لکھ کر اچھا نہیں کیا۔

ایک بہت بڑا افسوسی سائنس دو انجینئر اور ادیب
عالم بھی گاہے گاہے اپنے گھر میں گلگنانا لیتا ہے اور اس گلگنانا پڑ
ہیں بعض اچھے سر بھی ضرور پلتے جاتے ہیں لیکن وہ شخص سخو ہی
کہلائے گا جو فراہمیت میں اس گلگنانا پڑ کر کے
کوئی سیقی کے مقابلے میں پیش کرے اور یہ دعویٰ فرمائے کہ ان گلگنانا ہم
سے فنِ سیقی کی بڑی خدمت ہوئی ہے۔

اہل نظر کے نزدیک اس کا یہ مبتدا یا شکار نامہ کو بھی نہیں بتتا۔ اسی طرح اس کتاب کے مؤلف اور ناشرین یہ کھجھٹی ہیں کہ انہوں نے بڑا معز کر سر کیا ہے۔ اسی حسن طن کے تحت وہ تبصرے کے بھی خواہش مدت ہیں۔ اب ہم کیا کہیں الگ فریضتے تبصرہ ادا نہ کریں۔

سیرت سیدنا • تالیف: سید نو الحسن بخاری
 • شائع کردہ: دارالتحصیف
عثمان فی التوریث • والاشاعت۔ محلہ قریۃ آباد۔
 ملکان شہر۔ کھانی چھپائی بخاری۔ کاغذ گیکل۔
 • صفحات ۲۲۷۔ قیمت مجلہ پانچ روپیے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وہ علموم صحابی ہیں جن پر ان کی نندگی ہی میں اتهام و افتراء کے ترک خانی کئے گئے اور ایک خاص صورتی کے تحت جھوٹے ازالات کی توپیں داعی تھیں۔ ہر ہلم و شیطنت نے آخری ناپاک قدم اُنھیں تراخیں شہید کر دیا۔

ذیر تھہرہ کتاب اسی ظلم شہید کی سیرت مقدمة کا بیان ہے۔ مؤلف نے بیان کیا:-

”جہاں حضرت ابو بکر صدیق الائکر حضرت عمر فاروق و
 الاعظم حضرت علی المعنی حضرت حسین رضی اللہ عنہم
 کے فاسن دخادر اور فضائل و مکالات پر پڑا وہ
 در حقیقت ہے اور ان قدوسیوں کی سیرت تابع
 پر میں یہ مفہوم کیا ہیں ہر یونی میں لکھی ہیں وہاں مسلم
 کی یہ ایک حکیم و حبیل اور سرایا حسین و حبیل ہوتی ہے
 جس کی سیرت پر اُردو تو اُردو فارسی اور عربی
 میں بھی رجہاں تک ہمارا محمد دل علم ہے، آج تک
 کوئی بسوٹ و مفصل کتاب نہیں لکھی گئی۔ انا اللہ
 دانا اللہ ہرجون۔“

تابع کی اسی بےاتفاقی کا نتیجہ ہے کہ آج
 پڑھنے لکھنے مسلمان بھی اس حسن سراپا دجال مجتہد
 کی دلاؤ بڑی بیوں اور ایمان افزودا خلا فی رعنایتوں
 بالکل بے علم و بے خبر ہیں۔“

چھاپ اس شاعری پر اتنی بھری ہے کہ شعرت کا ہم زادہ بہبود
 کرو رہا گیا ہے۔ مشق و مزادعت کی کمی قدم قدم پر ٹھیاں ہے۔
 شعر فقط قافیہ پیائی کام نہیں۔ کسی غہوٹ کو جو حس مقید کر دیا
 بھی شعر کی مکمل تعریف نہیں ہے۔ بخصر ہے کہ یہ شاعری ایسی
 صورت ہے کہ ہم معتقد ہیں وہ تھیں ایسی بھی مخلوسوں میں بیٹھدے کہ
 اس سرچوان اللہ اور وہ وہ کے گھبائے عقیدت پھساور
 کریں لیکن ایسی نہیں ہے کہ مظہر عالم پر اسے ایک کارنامے کی
 حیثیت سے پیش کیا جائے۔

شکر کا جہاں تک تعلق ہے اسیں بھی علمائے دیوبند کا
 بحیثت ادبی ہفت اور چاق مقام ہیں۔ مولانا اشرف علی کے قلم
 نے لاکھوں الفاظ اپر و قرطاس کے ہیں اور ان کے احتمالات
 سے ہندوپاک کی امت مسلمہ دلی ہوتی ہے لیکن ادب و انشاء
 کے پہلو سے وہ بھی مولانا شبیل اور سیدیمان ندوی کے حاش
 نہیں۔ علام افرشاہ صاحب اور مولانا بشیر احمد عثمنی بیٹاں
 ادب بخھے، لیکن دریافتے معانی کی خواصی میں وہ اسرار جو
 منہک رہے کہ الفاظ کے توک پلک درست کرنے پر زیادہ
 توجہ نہیں دے سکے اسی لئے انھیں ہم دنیا کے معانی کا
 تاجدار تو کہہ سکتے ہیں لیکن ادب و انشاء کی صفت امامت میں
 جگہ نہیں دے سکتے (ذکر صرف اُردو کا ہے عربی کا نہیں)۔
 تھانیف ہماں مولانا قاری محمد طیب صاحب بہتر
 دارالعلوم دیوبند کی بھی بہت ہے لیکن جن لفظوں میں اس
 کتاب کے مؤلف نے ان کی تحسین کی ہے وہ بلاشبہ تھیں انشاء
 ہے۔ حدیث کرم کی خطابات، تکرہ بھی اور تبیار نویسی کے ہم
 بھی قائل ہیں لیکن انشاء پر دازی ہے۔ اسے جانے ہی دیکھے!
 خاصہ یہ کہ ذریت تبصرہ کتاب نہ لکھی جاتی اور نہ پھیلتی تو
 اچھا تھا۔ دونوں ہی کام ہر کسی نے کم سے کم ہم جیسے نہ پھیلت
 تبصرہ نگار کو تو برائے تبصرہ بن بھی جاتی۔ لیکن صحت یہی
 ہے کہ خود تولف یا ناشرین کو اپنے کارنامے کی خامیوں کا
 ادا ادا کرنے کی حس ہوتی تو وقت اور پیسے کی ہر باری ہی
 کیوں ہوتی۔ ایک نوشن مصور بڑی محنت سے کسی چیزیں کی
 تصویر بناتے ہیں تو یہی یقین رکھتے ہیں کہ اس نے بڑا تیربارا حالانکہ

نذرگوہ کتاب میں تولف کا جرم صرف آنا تھا کہ مخوب نہ رہ سکے
بھی ہے اور نقد و نظر کا شعور بھی۔ آپسے بڑے بھی چھپ
اور ایمان افراد اندراز میں سیرت ذمی المورین کو شیرت
قرطاس کیا ہے۔ صفات نقطہ نظر، معتزل، زاویہ تکر،
صحیح و غلط میں امتیاز کی صلاحیت اور عدل و دیانت
کا اہتمام۔ یہ سب موجود پر توکات بکیوں مذاقی معاشر
کو چھوٹے۔

لیکن کوئی شخص حضرت علیؑ، اہل بیت اور تمام ہی صاحب کے
مکمل احترام اور نیازمندی کے ساتھ حضرت معاویہ و مغیرہ
و عکوئی تعریف کرنے لگے تو گورن ندوی اور مطراء۔
چھپتے خان گریں اور گالی بازی کو پاتا نہ ہے بنالیں تو کچھ نہیں
پڑے وہ جلدیں لکھ کر نہ صرف دینی الظہر میں ایک بیش بہائی
کیلئے بلکہ تمام اور دو دن مسلمانوں کو ان کا ہر ہون احسان ہونا
چاہیے کہ علمی اور مخالفت پر وینگٹے کے تحت جو کافی حضرت
عثمانؓ کی طبقیں خصیم شخصیت کے بارعے میں ان کے نایخنے اذیان
قلوب میں جا گریں ہو گئے ہیں ان سب کوی کتاب ایک ایک
جھوکے نکالنی ہے۔ ہم نے مکتبہ تحریک کو مشورہ دیا ہے کہ اس بیش
ہما کتاب کو حاصل گر کے اپنے حلقوں میں پھیلایا جائے خدا کیے اسکی
نئی صورت مل گئی۔

شیطان جاگ اٹھا ایجاد تخلص بھوپالی کے ان چھپ
معاذیں کا جھوپ عہدے جوان کے مر جم
ا خسار "بھوپالی شیخ" میں چھپ چکے ہیں۔ موصوف ایک
خاص طرز کے حراج نگار ہے۔ ان کا اپنا ایک رنگت، اور حراج
کے ساتھ وہ طرز بھی ان کے بہان خاصی مقدار میں موجود ہے
جسکی بھی ذہن اور حس اس فریکار کی فطرت کا جزو ہوا کرتا ہے
ان کی دو کتابیں ماہنی قریب ہی میں چھپ کر قبول ہوئی ہیں
"یوسف، مارم" اور "پاڈان والی خالد" یہ سر اجوجہ میں
اشارة اللہ قبیلیت کی نظروں سے دیکھا جائے گا۔ تیکھا بن،
مشابہ کی طاقت، رچاؤ، روانی اور بے ساختی یہ اوصاف
ان کے بیان عام ہیں۔ ان کے مزاجیہ شے پاکے پڑھ کر دیکھ
کوئی صرف نشاط حصل ہوتا ہے بلکہ کچھ عبرتیں بھی جیسا ہوں ہیں۔

الحمد للہ کہ فاضل مؤلف کو سیرت لگاری کا سلیمانی
بھی ہے اور نقد و نظر کا شعور بھی۔ آپسے بڑے بھی چھپ
قرطاس کیا ہے۔ صفات نقطہ نظر، معتزل، زاویہ تکر،
صحیح و غلط میں امتیاز کی صلاحیت اور عدل و دیانت
کا اہتمام۔ یہ سب موجود پر توکات بکیوں مذاقی معاشر
کو چھوٹے۔

شہادت فی المؤرخین [نا] نامی ہے جو بخاری عاصی
ہی کے قلم کا نقش جیل ہے۔ صفحات دہی ۲۶۶ صفحات
اور قیمت بھی دہی پاچ روپے۔

حضرت عثمانؓ پر ان کی حیات ہی میں نظر پردازی
نے جو اذیمات تراستھے وہ اگرچہ شرارت و مرگداری
کا شاہکار تھے اور تمام تھریم حصران کی بے نیا بیتافق بھی لیں
بعد کے پھر بیان الذہن لوگوں نے حضرت علیؑ کی غالی عقیدات
اور بخی امیری کے عناد میں ان اذیمات کو نہ صرف حفظ نظر کھا
بلکہ ان میں اضافے کر کر کے پھیلایا اور بدسمتی سے آج تک اس
خاشرت کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ کتاب بڑے مؤثر اندراز میں
فتنہ برداںوں کی اس شرارت کا نور گرتی ہے اور اس میں ان
نام خانی کو سلیمانی سے جمع کر دیا گیا ہے جو اسلام کی کتابوں
میں جگہ جگہ پھر ہوئے تھے۔ جسے پہلوم کرنا پڑو کر تمام صواب
رضوان اللہ علیہم کے نزدیک حضرت عثمانؓ حفل مرثیت میں
تیسرے نمبر پر کیوں تھے اور حضرت علیؑ پر ان کا فائق ہونا اس
یہ مسلم خانہ اس سے یہ دونوں کتابیں ضرور پڑھنی چاہیں۔ بخاری
صاحب کا یہ احسان بڑی قدر و قیمت کا حامل ہے کہ اور وہ میں
اخنوں نے دو سبتوط علیہر شہید نظم میں عثمانؓ پر مرثیت
فرمادیں اور اقتت کو بڑی حد تک اُس فرض سے سینکڑ و شرک زدیا
جو اس سلسلے میں اس پر عائد ہوتا تھا۔

پہمیں ذریعے کریے دلوں جلدیں بھی پاکستان میں ضبط نہ
ہو جائیں کیونکہ حضرت معاویہؓ کی سیاسی زندگی "جیسی کتاب
جهان خبیط کی جا سکتی ہے" رہا۔ سیاسی بھی کتاب کے لئے امان نہیں۔

ہوئی بھی چاہئے۔ رداداری اور مفاہمت کے کچھ حدود ہیں۔
بات ان حدود سے باہر کی پروپر معاہدے تھیں اور جو
کے ہم معنی فرار یا سے گی۔

یہ سفرنامہ خاصاً بچھپے، اور معلومات کا خزینہ بھی۔
قدم قدم پر ایسیے تبصرے اور سیارک ملے ہیں جو مولانا کے
ذائق علمی اور صاحب نظری کے شایان شان ہیں۔ اگرچہ
جذبہ دعا حساس کے وہ لطیف دنارک زادیتے تو ہفت تم
ہیں جو سحر اور قلیقے سے آزاد ہوئے کے باوجود غزل کے ایک
حسین شعر کی طرح دل میں اُتر جائیں، لیکن اوس طور پر جو کی
دلپر انشاد جوئے رواں میں کروی کتاب میں بڑے خوشگوار
انداز میں بہہ رہی ہے۔ مولا ناکو قدم قدم پر شعر استعمال کرنے
کا بڑا المکرم ہے۔ اُردو فارسی اشعار کثرت سے بھرے نظر
آتے ہیں۔ تشریں جارحانہ لگ جاتے ہیں اگر بر محال اور
برحستہ اشعار قلم سے منکتے جائیں۔ یہ خوبی ایکھے نافظ کے
 بغیر سر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے علاقے اور جن شاعر
میں بُرکت و تقویت دے۔ مولا ناکو الکلام کے بعد شاید ہی
کوئی معاہدہ نہیں اپنی شرک اشعار کے انتہے بہت مارکیجنوں
سے زینت دے سکا ہو۔ ہمیں تو اس سفرنامہ کے مطالعیں
ان شعروں کی وجہ سے خاص لطف آیا۔ گواں سلسلے میں ایک
ناچیز سامشوارہ بھی ہمیں دینا ہے۔ اس مشیوں کے دو پہلوں میں
ایک یہ کہ مولا ناکو اشعار کے اختاب میں مذاق و معما
کی یکساں پر خاص نگاہ رکھنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ادول و دو قم
درجے کے اشعار کے ساتھ ساتھ تیسرے اور چوتھے درجے
کے شعروں کو بھی دخل در معموقولات کی اجازت دیدی جائے

۔ مولا نا ازاد کے یہاں معیار کا تضاد نہیں ملنا وہ شعر پر شعر
پر د قلم کرتے ہیں لیکن تھیڈا اور بچکا نہ اشعار کو راہ نہیں تھے۔
موصوف کو بھی سدا رذہ نہیں کے ساتھ اس کا خاص خسار
رکھنا چاہئے۔ ہمیں ایسے غیر لفظ اشعار کو بھی وہ مدد دیتے
ہیں جو ان کے مذاق شعری کے لئے طعن سے سکم ہیں۔

دوسرے ایک فقط اپنے حافظے پر اعتماد نہیں بلکہ اس کے
شائع ہونے سے قبل اس کے اشعار کسی ایسے شخص کو ضرر

خوب صورت کی بات کچھ تجویختے۔ اچھی کتابت اپنی
طباعت، عمدہ کافذ، دل کش مائنر، جلد بھی اچھی متفقہ ۱۹۲
ہیں اور قیمت دوسوچھڑنے پیسے!

ہاں ایک بات ہماری ناقص فہم سے بالا رہی۔ شروع
ہی میں ایک صفحہ پر مادر وطن کے اُن غیتوں اور فرض شناس
سپاہیوں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے جنہوں نے ملک
کی خاطر جانیں دے کر ہمارا کی جو ٹمبوں کی آبروکھی۔ یہ
سب مصنفوں ہی کے الفاظ ہیں۔ الفاظ پر ہمیں کلام نہیں۔
کلم اس پر ہے کہ بالکل غیر متعلق مضمومین کے اس بھروسے کی
پیشان آخراں نذر امن عقیدت کے لئے موزوں کیاں ک
مکنی؟ اس سے تو ہمیری تھاں تخلص صاحب ایک بڑا سا
پر مدرسی عمارت کا الگ چھاپ کر سرکاری عمارتوں کے
آس پاس لوگوں اور ایک ایک عدد سرکاری عکلوں کو بھی
ڈاک سے بھجوادیتے۔

ہر چیز کا ایک محل ہے۔ تاک تاک ہی کی جگہ رہنمی چاہئے
اور کان کان ہی کی جگہ۔ ہماری ناقص کے مطابق یہ خراج
عقیدت اس کتاب کے مانکھے پر چاہیں ہے۔ والدرا علم ہوساہ
سفرنامہ حجاو یہ روشن اب بہت زور شور ہے چل گئی
لکھتا ہے اور یہ چھپ چھپا کر ہر یہ ناظرین ہوتا ہے۔ روشن
بھری نہیں۔ اس سے ایک ہی موضوں پر گاؤں گاؤں تاثرات
سامنے آتے ہیں اور گلزار مطالعہ میں ہبھا صورتگاں کا لطف
آ جاتا ہے۔

تیر تبصرہ سفرنامہ جناب مولا نا عبد الرؤوف رحمانی
کے قلم گوہر قمی تراویش ہے جو جانے پہچانے ملماں میں سے ہیں
عالم ہونا تو خیر کوئی نادر بات نہیں ملیندہ اس میں ہے کہ
مولانا میں وہ گروہ ہی تنصیب اور شد و نہیں پایا جاتا جو آج کل
چو اور پرانی کی طرح عام ہے۔ آپ مسلکا اہل حدیث ہیں، لیکن
ہم جیسے جذبی گذتی حفیبوں کے تخلص دوست اور احتلالی
مسائل میں فراخ دل اور ردادار۔ البتر بر پیوں مسلک سے
آپ کو بھی وہی بزرگاری ہے جو ہمیں ہے۔ جہل مرکب سے بیزاری

کہاں میں اور کہاں یہ موسیمِ محل
لیسم قصیح تیری ہمسر بانی ص ۳۴۷
بما راخیاں ہے پچھلے مصرع میں "موسیمِ محل" نہیں
نکھلتے محل "پہنچا چاہئے"۔ تاہم ایسا سہو قابض نظر
اندازی ہے البنت ذیل کے تمرے حصہ صی توجیہ کے طالب ہیں
دیکھتے ہی حضرت ابراہیم کی باہمیں محل گئیں ص ۳۵
اگر یہ مولانا کا سہو نہیں بلکہ "خیابانِ داش" ہی
میں اسی طرح چھپا ہے تو پھر بھی اس کی وعدتی خامی کی
اصلاح ہوں کہ لینی چاہئے تھی۔

دیکھتے ہی حضرت ابراہیم کی باہمیں محل گئیں
صفحو ۹۳ پر یہ مذکور ہے:-
بِلْقَلِ ازَا سَادَ اَنْ يَادَ اَرْمَ
مَقَامَاتْ اَنْهَرَدَ وَبَرَوْنَ هَتْ زَفَرا
خَارِجَ اَنْجَرَمَنِ

بہت رہا کیا ہے لطف یار ہم پر بھی
گذڑ جکی ہے پھر فصل بہار ہم پر بھی
پہلا مصرع یادداشت کے ہوڑ کا ہدف ہوا ہے پاپ
جہاں سے مولانا نے نقل کیا ہے وہیں غلط چھپا ہے۔ ہر حال
میں موزوہ فی طبع کا تھا اسنا ٹھکارا اسے یوں درست کر لیا جائے
رہا کیا ہے بہت لطف یار ہم پر بھی
صفحو ۹۴ پر:-

فَرِیدُونْ فَرَخْ فَرِشْتَهْ نَبُود
زَمَنْكَ وَعْنَزْ سَرْشَتَهْ نَبُود
دَوْسَرَ اَمْصَرْعَهْ لَنْگَرَهْ ہُوْگَيَا۔
بادشاہ نے کی وہ عزت افزائی میری

اور
اسکے فیض یا کی منت خواہ کا نعل خیز
نہیں کہا جا سکتا کہ ان دونوں مصرعوں میں کاتب کی کار
گذاری کئی ہے اور مولانا کا سہو کتنا۔
اب اتنا اور شیخ حضرت
جو حق پر نہ پچلے اس پر بھی لعنت

دھکلائی ہے جو شعرومن کا مذاق اور طبع موزوں رکھتا ہو۔ کتنے ہی شعر ہیں ایسے ملئے ہیں جیھیں یادداشت کے خلی نئے لئکر الہ
بنادیا ہے۔ یادداشت کی لغزش کوئی بڑی لغزش نہیں لیکن
اشعار کا معاملہ یہ ہے کہ ان میں یادداشت کی لغزش مذاق
شعری کا پردہ فاش کرو جیا ہے۔ ایک شخص حافظہ کی ضلعی سے
شعر کا کوئی نقطہ بدل رکھ کوئی بڑا تھوڑوں نہیں، لیکن اگر وہ
بھروسہ ہی کاستیا نہیں کر دیتا ہے تو ثابت ہو گا کہ اس کا
مذاق شعری بے جان اور طبیعت ناموزوں سے۔ مزید
وہ مذاقات کے لئے اسی سفرنامے سے ہم متابیں پیش کر دیں۔

عمرے ہایہ کہ یار آیا بکتار ص ۳۵

مر جیا اسے پیک فرخ فال ما ص ۳۶

اَنْلَاقَ مَنْزُورٌ بُوْتَرِی نَوْسَحَتَ ص ۳۷

مُنْزَدِهٗ ہو فطرتِ نَرِی اَعْجَازُ سَحَرَتَ ص ۳۸

ظہورِ دُجَّح قَدْسٌ ہمیں بر صورتِ بشری ص ۳۹

ہَمَدَارَ کَرْ تَوَانْ بِرْ یَلَہْ ہَنَگَ مَرْ دُونْ ص ۴۰

قَرْبَانْ یَارْ شَوْمَ کَرْ بُوتَرِی رَیْدَ اِسَتَ ص ۴۱

ان مصرعوں کی وہ غلطیاں جن پر ہم نے خط چھپ دیا
ہے کہ بت کی غلطیاں مجھ میں آئی ہیں جو نا خوشنگوار ضرور
ہیں مگر صاحب کتاب کے مذاق شعری کو بھروسہ نہیں کر سکیں
لیکن متعدد نہیں کہتے کہ ان اشعار کے پیش کرتے ہیں جن کا
المزم کاتب اور صحیح کو دینا مشکل ہے۔

اوپنی سی التفاتات سے اس ذات پاکے ص ۴۲
التفاتاتِ مؤمنت نہیں۔ "سی" کے پچائے "سے" لکھنا
چل ہے تھا۔

قصہ بعزمیان وطن خواہ گفت ص ۴۳
ہر کلا تختہ ازیں ورطہ پساحل سرود
پہلا مصرع اگرچہ بحالت موجودہ بھی ہے بھرا نہیں لیکن
یہ وہ بھرا ہیں ہے جو دوسرا مصرع کی کی ہے۔ معلوم ہوتا
ہے لفظ "نَا" حافظہ سے اُتر گیا ہے۔

قصہ بعزمیان وطن خواہ گفت
اب دونوں مصرعوں کی بھرا یا کہ ہوئی۔

ادا کیا ہے۔ الشام روان اور شکفتی ہے۔ اسلوب دلپذیر اور عالم فہم۔ تاریخی ریسرچ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب ایک اچھا تجھبی جا سکتی ہے۔

ہمارے عالی مسائل ● ازمولوی محمد تقی عثمانی
 شائع کردہ: مدارالاتفاعت۔
 مولوی صاف خانہ کریمی علی طباعت دکتبت غیرہ۔
 ● قیمت مجلد پونے چار روپے۔ صفحات ۲۵۵۔
 محمد تقی صاحب مولا نامقی محمد شفیع صاحب بکھا جزادہ ہیں اور علمی مزاج و مذاق درستے میں پایا ہے۔ دارالعلوم کا چیز کے منصب تدریس پر فائز ہیں اور قرطاس و قلم سے بھی شدوف رکھتے ہیں۔

پاکستان میں حکومتی سطح پر جلum عالی قانون کی شکل میں دین و شریعت پر کیا گیا ہے اس سے کون ناواقف ہے۔ اس قانون کی حریضی بہت اگری ہیں۔ پاکستان میں ایک ذہن کو بڑا عروج حاصل ہوتا ہمارا ہے جو اسلام ہی کے نام پر اسلام کا تباہی پر کوئی دینا چاہتا ہے اور شاہزادب کی جلوہ طرازیوں نے اسے ایسا سحر کیا ہے کہ وہ ہر قیمت پر قرآن و سنت والے اسلام کا خاتم کر دینے کا تمنی ہے۔ ویسے تو اس تحریک زنا دہر کے بے شمار گستاخ اور حربے ہیں لیکن پوتے کی میراث تعدد ازدواج، احکام طلاق اور عمر نکاح کے حنفی مسائل کو ٹھپھیں طور پر اس نے انہی وسیع کاریوں کی آڑ ڈالنیا ہے۔ یہ آڑ کارکروں ہو گئی کہ خود حکومت پاکستان نے ارباب اقتدار بھی غریب ہی کے اسی روپیں اور ایک فاسد و کار دعا کی قانون پر ٹھپھیتے کی پشت پناہی حاصل کر رہے ہے۔ علماء یحوارے اس سے زیادہ کیا کریں کہ استدلال کے ذریعہ اس قانون کی شرعاً نیز واقع کریں۔ وہ بر ابر اس کام کو خوب اسلوبی سے کریں آئیے ہیں۔ اور عزیزی مولوی محمد تقی نے بھی اسی کار خیر میں باقاعدہ بیانیے انھوں نے مدد کرہ عزمات میں سے ایک ایک کوئی فالف دھوائق دلائل میں کو ارز اور محکمہ فرمایا ہے ان کے اسلوب میں علمی متنات بھی ہیں، فکری اعتماد بھی اور سیقیق فشار بھی ان کے قلم میں ابھی نہ سے ابھی بختگی پائی جاتی ہے جو ان کی عمر کی

وہیں ہی مصرع ناقص الجھیں۔
 نسلطین و جزا اور کے ہنگامہ جاری کا
 غم نہ کر کے پھمام ہے بیداری کا
 پورے شعر کا مشتمل ہو گیا۔

کتاب میں بھیلے ہوئے جلد ہا اشعار کے مابین دس سیں ناقص شعر اگرچہ کتاب کی قدر و قیمت کم نہیں کرتے لیکن محترم مولانا کے مذاق سلیم اور ہوز و نیت طبع پر اس سے داغ آئتے ہیں۔ اسراہ اس باسے میں خاص اختیاط بہتی جاتے تو اولی ہے۔

سفرنامہ کا ہم دل سے خیر مقدم کرتے ہیں اور اربابِ ذوق کو اس کے مطالعہ کا مشورہ دیتے ہیں۔
 صفحات ۲۵۵۔ کتابت طباعت گواہ۔ کاغذ تقدیر قیمت تین روپیے۔ (ہماری رائے میں قیمت زیادہ سے زیادہ ڈھانی روپے ہوئی چاہئے بھی)

خانوادہ قاضی پدر الدّولہ جلد اول: -
 تایف افضل العطا
 محمد بوسفت کوکن عمری ایم، لے۔ صفحات ۲۵۵۔
 سائز ۶۰۔ لکھاں چھپائی اچھی۔ کاغذ گلیز۔
 ● قیمت محلہ سارٹھا آٹھ روپے۔

مولانا محمد بوسفت صاحب ابن تیمیہ کی سیاحت نکھل کر شہرت و قبولیت کا خراج حلال کر رکھے ہیں۔ پس نظر کتاب بھی ان کے حقاً نہ مزاج و مذاق کا دلکش منو شہ ہے۔ یہ جنوی ہند کے ایک ایسے سعید و مبارک خاندان کا تاریخی تذکرہ ہے جو بقول مؤلف فیں صدری بھری کے آغانے سے مسلسل دینی و علمی خدمات انجام دیتا چلا رہا ہے اس نوع کی کتابوں پر شایان تبصرہ کرنے کے لئے خاص نوع کی صلاحیتیں چاہیتیں جن سے ہم خود کو ہر درہ ہیں پاسے۔ اہم اندرونی نظری ذمہ داری احتمال نہیں تھیں کہیں بلکہ کہ جن جن مقامات سے اس وضع کتاب کو دیکھا تھیں قیمت پایا۔ سے شاہزاد بھی دستاویزیوں سے مزین کرنے ہوئے فاضل مولف نے تلاش و فحص کا حق

لئے انہیں قصور دار شہیر اتنا سامنے مشکل ہے کہ جمالت د
ضلاحت جب بشر ملنے کے حوض خگال آج نامچنے پر اتر آئیں
اور جمالت مرکبہ علم والوں پر استہ罕 کے قبیلے اُڑانے
لگے تو اپلی بصیرت کا مشتعل پیروجانا نظرت ہی کا تھا ضلائے۔
تامیں یہاں گفتگو صابر صاحب کے عام حالات و مقدرات

کی نہیں تفسیر القرآن کی ہے۔ بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے
کہ گوناگون تفاسیر کے درمیان یہ تفسیر ایک خاص قدر قیمت
رکھتی ہے اور اس کی افادیت میں دور اسے کی گنجائش نہیں۔
آغاز میں موجودہ عربی صرف و نوح کے اہم احادیث قواعد بھی

سپر و قلم فرمادیئے ہیں جن سے مہدیٰ حضرات کو خاصاً فائدہ
ہو گا۔ تفسیر میں آپے ترجیح و تفسیر کو الگ الگ نہیں رکھا

ہے بلکہ فصاحت اور ربط و سلسلہ کا لحاظ رکھتے ہوئے دوں

چیزوں کو آمیز کر دیا ہے۔ یہ طریقہ اگرچہ محتاط نہیں سمجھا گیا اماں

علم تفسیر کے غیر مذکور بھی نہیں سے۔ خوب یہ ہے کہ
تفسیر نے اپنی وسعت مطالعہ اور نکتہ سنگی کی نمائش نہیں کی

ہے بلکہ سادہ لیکن پُر کار انداز میں قرآنی مطالب ہی پیش
فرماتے ہیں۔ اس سے قارئین کے دل و دماغ نہ تومضوں

سے دور جاتے ہیں زدوہ تساہل اور تعقل ان کے اندر پیدا
ہوتا ہے جو در دراز نکتہ سمجھوں اور لا طائل قسم کی تحریر طرزیوں

کا تفسیر ای تیجہ ہو اکٹتا ہے۔ ایسی تفسیر کی کام کی جو مفسر
کے علم و مطالعہ کا عرب تدوں پر تھامیں لیکن اصل تقدیر

قرآن کا ہم اور عمل کی تحریک — دب کر رہ جائے
اللہ تعالیٰ صابر صاحب کو جزاۓ شیر دے اخنوں نے کام

سے کام رکھا ہے رنگ برلنی روایات اور تاویلات کے
جنگلیں نہیں بھٹکے۔

مشرک و بدعت ان کا خصوصی بروف ہیں اور تو جس کے
نوك ملک درست کرنا ان کی زندگی کا لشمن۔ یہیں اہم ہے
کہ ان کی تفسیر پڑھنے والے دین کی حقیقت، قرآنی تعلیمات
کے مقصد اور توجیہ کے بنیادی تفاضلوں سے قریب تر ہوئے
جائیں گے۔

جیدہ آباد ہم نے نہیں دیکھا لیکن دیکھو والوں سے

نسبت سے لائق رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید حسن و زیبائی عطا
فرمائے۔

ویسے تو مذکورہ مسائل خصوصی تعلق پاکستان ہی سے
رکھتے ہیں لیکن ہندوستان بھی ان کی گوئی سے غالی نہیں ہے
اور یہاں بھی زنداقہ کا زندہ ٹکری پر بُرے نکال رہا ہے۔ اس
کتاب کا مطالعہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بھی یقیناً مفید
ہوگا۔ خاص طور پر اس نئے فتنے کے تعلق سے جو چند مرکوز ہے
اور جمل مسلمانوں کی درخواست پر حکومت نے ایک کمیٹی
کی تجویز پاس گئے بیدار کیا ہے اس کتاب کا مطالعہ افلاطون
کا حامل ہو گا۔

کتاب کی قیمت ہمارے ہندوستانی معیار پر کچھ زیادہ ہے
تین روپے ہوتی تکمزوں ہوتا۔

مطالبہ قرآن ایقتحمی کتاب اسی مسْتَحْقِقی کو موصول ہوئے
ہے ایزیر تصرہ آجائی لیکن حالات کی
ستقْطُری یا پھر ماری بے توافقی کیے کہ تقریباً چھ ماہ بعد اسکا
نمبر آر ہے جس کے لئے ہم ناشر و مرتب دلوں کی تشریف مزدہ ہیں۔
یہ کتاب درہل اُس تفسیر القرآن کا ایک جزو ہے جو
ماہنامہ "الحق" میں ماہ بہار چھپ رہی ہے۔ تخلی سائز کے
تصاویر پر سورہ الحجہ اور پوری سورہ بقرۃ کی تفسیر کتابی
صورت میں شائع کر دی گئی ہے۔ کتاب و طباعت غیرت
کا خذ سفی۔ ہدیہ ڈھانی روپے۔

محترم مفسر خاچاب صحفۃ الرحمان صابر ٹبے درہل
غلوم کیش اور ذی بصیرت انسان ہیں۔ حیدر آباد کا علاقہ
پٹنے گردنواح سیمیت جن بدعات و خرافات سے بمال بھرا
ہوا ہے اس کی شرک نواز فضایں صابر صاحب ادارے کے
معروف ادارے "ادارہ اہل سنت و جماعت" کا وجود ٹکرے
میں اذان کے مزادف ہے۔ تو حیدر سے گھر اعلان اور شرک و عیت
سے بیزاری۔ یہ ہے اس ادارے اور امیر ادارہ کی منایاں
خصوصیت۔ دیکھو یہ ضرور ہے کہ رد عمل کی روشنی تھا بر جماد
سے گاہے گاہے ایسی شدت بھی ظہور میں آئی ہے جسے قدر کے
چکر دینا ملت و حکومت کے معین مطابق ہوتا لیکن اسکے

بندگہ مشرق میں وہ اپنے دور کے ابراہیم ہوتے ہیں جو قلب و نقل دونوں کا محظی دراست اور تعزیل کے امام۔ حکمت ان کی کلام کا طرز اور فلسفہ مختلف ان کے ایوان بحث کر کر لے اصطلاحاً فلسفی نہیں تھے۔ شکر کی جاتی کہ نہیں تھے فلسفہ قوائے عمل کو شل کرتا اور ذہن و قلب کے رابطہ محظی کی رسم کا ہے۔ لیکن زلف و رزلف نے اکتوں کا احاطہ کرنے اور پیچیدگیوں سے جدہ برآ ہوئے کا جو یعنی عرضے کے خرمن پایا جاتا ہے وہ بہر حال شاہ صاحب کو قادر ملت نے خدا غفاریا تھا۔ یعنی حرب طاعت و تقویٰ سے مل جائے تو یہ باندھے۔ شاہ صاحب کی اکثر کتابوں میں فلسفہ اور دین کے خوشگوار امصار جنے ایک شاندار تفہیمی شکل اختیار کی ہے ہوں گے۔ اس موضوع سے ہٹی ہوئی ہے مگر یہ ساختہ فلم کی لڑک پر آرہی ہے کہ جیدرا آبادی وہ علاقہ ہے جہاں لڑکے والے ہندوؤں کی طرح لڑکی والوں چیزیں دھون کرتے ہیں۔ وہی سے تو یہ کیدڑا اور جس سرگرم ہمارے علاقے میں بھی ہے یہیں سنائے کہ جیدرا آباد کی قدم آگے ہے۔ صابر صاحب کا ادارہ اگر اس کی طرف بھی وجہہ دے تو ٹھرا مبارک ہو۔ یہیں یقین ہے کہ جو فرد یا کروہ اس شیطانی اور یقین کا فرائد سرگرم کر لے میں اپنی صلاحیتیں چھٹائے چکا اسے دش تھیریں لکھتے زیادہ ثواب ملے گا۔

تھیرے کا خلاصہ یہ ہے کہ مطالب قرآن کا سلسلہ مفہومی اور فرمائیں اسلامیں کو اس سے فائزہ اٹھانا چاہئے **الْعَقِيلُ الْسَّيِّدُ**۔ اس کتاب پر دو وجہ سے بعد سے بڑے انسان ابو بکر تھے پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضوان اللہ علیہم۔ اس عقیدے کا خصوصی تذکرہ تھیرے میں عجیباً لکھ کر اسے تو ای صفت کا پچھہ پک جاتا ہے۔ لیکن ضروری تذکرے کا مقصود یہ یاد دلانا ہے کہ خلافتے راشدین میں تھا خل کی زیر معروف ترتیب صرف ایک رائے اور خیال کے درج کی چیز نہیں ہے بلکہ ایہیت کی جیز ہے۔ زمانہ کی ستم طور پر دیکھتے ابو بکر علیہ السلام کی افضلیت پر تب شکراں ملت پر شور و بصیرت کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں لیکن حضرت عثمان کے باپیں ان کا ایمان نقطہ روایتی سارہ گیلے ہے وہ ما طور پر صرف ماتفاق عثمانی سے ہے جس میں بلکہ شیعیان ایضاً تو کے خارج اسے چھیلا دئے ان کے تحت الشوریہ کو معاندانہ خطوط بھی کھینچ دیتے ہیں جن کا اعتراف اگرچہ نہ کریں لیکن ایسے ہر موقع پر یہ اندرونی فساد ظاہر ہو کر یہی رہتا ہے جبکہ حضرت

دوسرے یوں کہ یہ بڑے پاکے کی کتابی ہے جس پرشالیں شان تھرہ ہم سے زیادہ قابلیت کا آڈی کر سکتے۔ ہم اس کو ہرگز انہی کی قراردادی پر کھکھ کے اہل نہیں ہیں۔ تاہم اپنی یہی کوشش بہر حال کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ علوی پر اسدر کی ہزار ہزار حدیثیں ہیں،

بخاری شریف (مختصر اردو ترجمہ) [امکل تین جلد میں] ۲۲ روپے

مسکوہ شریف (اردو مع عربی) [امکل تین جلد میں] ۲۲ روپے

رسول اکرم کی سیاسی تدبیگی [از - دا عزیز اللہ] ۲۲ روپے

سیرت عکبر بن عبد العزیز [اس غلیقہ کی داستان] ۲۲ روپے

کو خلافت مار شدہ کام رئیس اداری میں تین روپے۔
حضرت خالد سیدن الدین [اسلام کے عظیم پروپریٹور] ۲۲ روپے

چات - سو اور دو روپے۔

تذکرہ خاتمة کعبہ [بیت اللہ کی محل تاریخ - قیامت
دھان روپے]

سیرت عائشہ صدیقہ [انقلام است ۴۵ المؤمنین حضرت
عائشہ صدیقہ] ۲۲ روپے

قیمت ۸۸ روپے۔

امام ابو حیفہ [کی تدوین قانون اسلامی] [الذائلہ
حیدر اللہ]

زکوٰۃ کے مسئلے پر ایک کاؤش - ۲۲ روپے

قرآن میں نظام زکوٰۃ [زکوٰۃ کے مسئلے پر ایک کاؤش
دھان روپے]

مکتبہ تجلی - دیوبند روپے

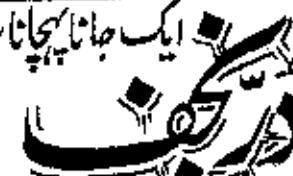
علیہم السلام کی منحصرہ میں حدود و حاصلہ سے گذر جاتے ہیں۔

خیر یہ سب یہاں موضوع سے خارج ہے۔ اس شاہراحتا کے رسائل کی ہڈری تھی۔ اس رسائل کا لفظ موتی ہے۔ پھر اس کی شرح و تصحیح کیا کہنے۔ مولانا محمد ادیس ندوی نے تصحیح عربی میں حق شرح ادالیتے اور جس طرح متن کو کچھ اور فرقہ اکبری کی یاد آئی تھی اسی طرح شرح کے مطالعے ملائی قاری کی شرح الفقه الاعکبری کی یاد دلادی۔ فاضل شرح نے امام ابن تیمیہ اور امام قیم سے خصوصی استفادہ کیا ہے۔ شرح عز الدین حافظ سیوطی، امام الوضی، امام غزالی، عینی، شوکانی اور قطبی وغیرہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ سیوطی اور سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے علمائے اہل کوئم بعض موضوعات پر قطعاً اندھیں بھجتے، لیکن ان کی جلالت شان اور عظمت میں کوئی شرط نہیں۔

چھٹی شاخ میں اس مقام پر ضرور محسوس ہوئی ہے جہاں اختتام خلافت اور ملک عضوں کا ذکر آیا ہے۔ یہاں فاضل شایع ذمہ بسط اور تصرف نگاہی سے کام لئے تو زیادہ بہتر پڑتا جاتا ہے جو خود شرح خود متن بن کر رہ ہے۔ ایسا من جو کھلکھلتا ہے۔

کتاب کا تقدیر مولانا ابوالحسن علی ندوی کا ہے جو ان کی جانی بچانی تحریریوں کی طرح پر مفرغ، فکر انگیز اور صحیح و مبلغ ہے۔ مخففات ۲۷ سائنس متوسطہ کتابت مانع کی ہے۔ مگر طباعت زیادہ بہتر نہیں ہو سکی۔ تصحیح کے لئے اکٹھ بھی غصہ ہیں۔ قیمت دو روپے۔ شائع کردہ: دارالعلوم عارفۃ العالماں للحمدہ۔

ایک جانانہ پچانہ سارے



دیوبند روپے

تین روپے

ایک توں
پانچ روپے

کوئی سی تین شیشی۔ بچا منگلنے پر محسولہ داں معاف

دینی کتب اپنے

عہد سالت کی مقدس خواتین (انے موضوع کی کتابات)

کرامات صاحبہ (از مولانا اشرف علی حسالوی) تیمت ڈیڑھ روپیہ

محاسن اسلام (اسلام کی خوبیں پرمولانا اشرف علی حسالوی) ڈیڑھ روپیہ

عقافت (شیخ دکنی کی مشہور کتاب) ایمان افراد تقریر صرف ڈیڑھ روپیہ۔ اخلاقی معلومات اور علم قصوف پر شاہ ہمیں

حسن گیلانی۔ سارے ہے دل روپے۔

زبدۃ manus (ج اور احکام ج پر فصل مدل کتاب مصنفہ)۔ استاذ الاسلام نویں

رشید احمد گنگوہی۔ حدایہ مجلد آٹھ روپے۔

حقوق اسلام (ایرانی تیکی کی مفید ترین تصنیف جسیں بتایا گیا ہے کہ اسلام کی شش کسی پر کس کا کیا ہے۔ اللہ رسولؐ صحابہ علماء۔ والدین۔ افراد۔ حاکم۔ شوہر بیوی۔ اولاد۔ پڑوسی۔ غرض پر رائیتے حقوق کی تفصیلیں رسل اللہ سماع و مزامیر ہمیشہ شامل کرتا ہے۔ اگر دو ترجمہ ہاں فہم۔ قیمت مجلد دو روپے۔

فتح الغیر (فتح عدال قادر ہمیلانی) کے مقالات کا اعداد قیمت ترجمہ۔ قیمت مجلد دو روپے۔

القاموس الحجد (ایک فتح الشان اور عربی دلنشزی بیشمار اور دلفاظ کے عرب اصطلاح کے عرب اصطلاح کے علاوہ اس میں ضریل المثال بیان اور زبان کے نئے تعریفات کا لامکھا ہیا ہے۔ ضروری مقامات پر تصاویر کے ذریعہ ہموم کو واضح کیا ہے۔ عہد بیش قیمت اور جلیل القدر۔ عرب یکھنے والوں کیلئے تغیر۔ ستاروپی

دیوبند (بیوی)

حضرت ابو ہریرہ کا مرتب کیا ہے قیمت
نوئی کے فوتو ہمیشہ ترن جو عہد حدیث مع تشریع۔ مکتوبات

سچے رسول کی پیغمبری میں۔ قیمت مائی ہے متعین
ازندگی کے مختلف شعبوں پر تعليمات رسالت کا ایمان اقوذ

جموہر۔ قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ۔

جانب اسعاد گیلانی کی دو کتب اپنے

انتظار (جدید مضامین) ایک روپیہ
کتاب انقلاب (۳۴) ایک روپیہ

ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک (ہندی ڈھانی ویرے) از بیتللہ امسوہ م

متقلات شیخ المہاجر (وجہ اوجی کی حقیقت اور ایمان و دوامتے
مشائخ تحقیق ایمان) ایسی ربط پر ایمان افزون گفتگو مشہور

تفسیر قرآن مولانا محمد الحسن شیخ المہاجر کے قلم سے۔ ایک روپیہ
مشائخ تحقیق ایمان کے ایمان افراد ارشاد دو دو روپیہ

کیا ہے؟ قرآن صفت سے ہم آہنگ بلیغ و لفیض
تو ضمیح۔ سوا دو روپے۔

عورتوں کے لئے چند نصیفیں مضامین۔
چوکھٹ کے اندر قیمت ایک روپیہ

محمد بن عبد الرحمن (ایک مظہوم اور زین نام مصلح کی مستند
سوانح۔ مولانا سعید عالم ندوی کے

قلم سے۔ قیمت پونے تین روپے۔
صدیق الحسن گیلانی کے بعد بھپ شریعت

اویخی دکانیں قیمت ایک روپیہ
مکتبہ بھی

فارابی اُن کی سوچ اور کمالات، تجدید فلسفہ و منطق
بِ مَفْضُلٍ بِ مَكْتُلٍ حالت - پرنسے درود پرے -

محمد رسول اللہ مشہور مصری مصنف تذقیق الحکم
کی کتاب کا عذرہ اور درود ترجیحہ بِ مکالمہ
کے اندازیں بھی ہریٰ حضیرہ کی سیرت مقامہ بے حد
دُلچسپ اور پرکیفت - قیمت پانچ روپے -

عُفُورُقِ الْأَمْ مصنفہ - محمد حسین بیکلی مصری -
مولانا اشرف علی خانوی کی طرف سے
اشراف بخواب بعض سوالوں کے اہم جواب بِ مکمل
دو حصے ساٹھے چار روپے
چیات اور تذکرہ - آپ کے علیٰ کمالات کا لفظ جیل -
قیمت چار روپے

منہاج العابدین (دارود) امام غزالی کی سب سے آخری
کی تعلیمات کا خلصہ اور تصویف کا خوڑ ہے۔ مجلد آٹھ روپے -
ایمِ نافعہ شاہزادی کے نہیں بلکہ بائیگوں رکانِ اسلام
حکمِ امامت کی تفصیل ہم مسائل ضروریہ - دُلچسپ روپیہ
/molana اشرف علی خانوی کی روح نامہ
قیمت دو روپے

القرآن شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے ایک روح نماز
رائے کا درود ترجیحہ جس میں کرامت بزرگی
کی علامات اور ولادت کی حقیقت پر لاجواب لفتگشی کی
گئی ہے۔ قیمت مجلد بیجی حسین کو رچار روپے -
فہرست کتب بہفت طلب بیجی

بِهِشْتَیٰ بِيُورِ مَكْمَلٍ وَ مَكْلُلٍ اشرف علی علی اسی میں بہادر
مقبول ترین کتاب کا نام نہ شناہ ہو گا۔ ہر سلطان گھر کے نے
ایک عقیقی عورتوں کا مشیر مردوں کیلئے مستقل رہتا۔ اس کا
غمہ اور صفات شہرا طیشیں ہم سے طلب فرمائیے۔ دُلچسپی
میں مکمل - بارہ روپے۔ مجلد پندرہ روپے -

بِدْعَتٌ كَيْمَهُ ؟ ابڑوں کے رد اور سنتوں کے ثابتات میں
ایک مشہور و مقبول کتاب عرس،
قرآن، تجوہ، چہلم، الْبَلَاسِكَے تھے جیلخ - مجلد بین ریسے
نinth میغیرہ ترجیحہ و تشریع کیسا تھا۔ سوار روپیہ -

اسلام تلوار سے نہیں پھیلا خیر مسلموں کی شہادتیں اور
اعترافات ہے سے
عمر بن العاص دھنی اور بلند پایہ ببر کی داستان
چیل بھے خدا اللہ کو رسول نے مدرا اسلام کے خطاب سے
نوازا۔ سید دلچسپ شرائیکر اور مستدر - مجلد سو اور روپے
فَاَكَانَ كَالْوَجْدَ بَرْ قریب میں بڑی شہرت پا چکا ہے
ایک بھر شاقع کیا گیا ہے۔ بِدْعَتٌ زند قرکے رد اور سنت
کے ثابتات میں بے نظر چڑھیے۔ جو طی کے علماء کے مضامین سے
مزین۔ ساٹھے چار روپے مجلد جو روپیہ، شالقین فردا
طلب کروں درود بھرپہلے کی طرح حتم ہو جائے گا اور فرمائیں
بے کار کری پڑیں گے۔

بِانْدِيُولِ الْمُسْلِمِ الدُّرُسُ الْثَّمِينِ اُنی ہوئی
عورتوں کو باندی بنا کر رکھنے کی دینی و علمی حیثیت۔ کتاب میں
مصنف کا ایک خط اور مولانا ابوالکلام آزاد کا جواب
بھی شامل ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ -

خلاصہ اشرف السوائی مولانا اشرف علی خانوی کے
حالات دسوائی - دو روپے -

فتاویٰ دارالعلوم دیوبن

اور مولانا مفتخر گھر شفیع
مولانا مفتخر عزیز ناظر مدن

کے فتاویٰ کا جو عصر فتاویٰ دارالعلوم دیوبن کے نام سے
باراچھپا ہے لیکن اسکی ترتیب ڈبویب اور کتابت و طبع
ناقص ہی ہی اب تک نیا ٹیشن جدید ترتیب ڈبویب اور
کتابت و طباعت کے معیاری استظام کیسا تھا چھاپ کیا ہے
یہ عوام خواص سبک لئے خاص کی چیز ہے آٹھ حصوں کا فتح
بھروسہ ہزاروں فتاویٰ پر مشتمل ہے جو ہماری روزمرہ کی زندگی میں
قدم قدم پر کام آنے والے ہیں مکمل قیمت ۲۴ روپے۔

اگر تجھکے چاہیں گے تو ہر روپ حصہ کی ایک جلد ہمیشہ آٹھ
حصوں کی چار جلدیں پانچ روپے میں تیار ہوں گی۔ کوی جلد
کی قیمت ۲۶ روپے ہو جائیگی۔ جلد بذریعہ میں طلب کی جائے تو
آخرات میں کفایت ہے گی۔

دوخ صاص نمبر

تجھی کا خلافت نہیں ایک روپہ
چراغ زادہ کا سالانہ ۷۲ روپہ
قرآن کیا سکھاتا ہے؟ دس۔ جلد ایک روپہ ۵ روپے۔
عورت اور اسلام اسلام عورت کی زندگی کے ترقیات مدار
شادی، طلاق، ننان، نفقہ، رضاعت، عقیداً اور گناہوں
مسئلے کے معینوں کا۔ جلد دو روپہ ۲ روپے۔

فسادات جیلوں و سائر ایک عبرت انگریز کتاب
قیمت دو روپے۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

رحمۃ اللعیں

سرورِ حاشرات حصل اللہ علیہ
وسلم کی سیرت مبارکہ رضاوی

سلیمان منصوری بوری کی شہرۃ آفاق کتاب کا مختصر تعارف
یہ ہے کہ اہل علم اسے علمی اقتدار سے مستند مانتے ہیں اور اندازہ
بیان، ذکری، رجاوی اور درویست کے لحاظ سے یا پنا جواب
آپسے۔ سوز و گداز میں ڈوبایا اسلوب تھرا اور نکھرا
بھوا فلکی عبارتیں واں، شلگہ اور دلنشیں۔ مدت سے یہ
قسمی کتاب نایاب تھی اس خاصیت اہم کیسا تھیں جذبات
میں شائع کیا ہی ہے۔ قیمت مکمل غیر مخلد بیس روپے۔

(مجلد تین جلدیں میں ۲۵ روپے)

خلاصہ سلیمان شاہ عبدالعزیز نجدیہ ہبھی سکھیتے
مسائل الرعیں کا ارد و ترجیح۔ جالیں میں مروجہ ہے عنوان کا رد
مستند کتب فقر کے جوابوں سے۔ جلد دو روپے۔

سوائی خواجہ بن الدین پیری محب العارفین حضرت
کی اثر انگریز سوائی خواجہ جات۔ جو اجنبی کی خاک میں استراحت فرا
رسے ہیں۔ قیمت ساٹھے چار روپے۔

الوسیلہ شیخ الاسلام امام رابن قیمیہ کی مشہور
کتاب جس میں نہایت شریح و سطیح کیا گھب باتیا
گیا ہے کہ قرآن میں و آیتیں الیکھ الوسیلہ کہہ کر اتنے
جس وسیلے کی طرف توجہ لائی ہے وہ آخر کیا ہے؟ جلد دو روپے۔
صحیح السیر اسرار کا رد و مالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر
احقاق اسی لارا جواب کتاب، حقائق اسی طرز میں دفع
اور بیش ہے۔ سیرت کی کتابوں میں اس کتاب کو اپنا جواب
آپ ہانگیلے ہے۔ قیمت تجھ دو روپے۔
چھی پائیں ازم لانا جلد ماجد دریا بادی۔ تین روپے ۸ پیسے
مکتبہ بھلی دیوبند یا بی

کتابت ہوئے ۱۴ فروری ۱۹۷۰ء

لطفاً انصافِ عجمیہ مجلہ نامہ

قابل و تدرکتا پس

اصول دعوتِ اسلام:- قرآن و حدیث سنت مبلغ کے طبقے، اس کے آداب و رسائل کی خصوصیات کا دلکش بیان
سوار در پیغمبر عیوب کا حصلہ دو دم علم غیب کی صحیح حقیقت ادا تماں شکر کے جواہر پر حصہ کیسا تھا کہ یہ کتاب بھی شامل ہے
اسلامی آزادی احریت اور آزادی کی عائدگردہ و مردہ ایوب کی میظہ زندگی ترقیت کیجا ہر دن کتاب
کلمہ طیبہ: فطرت کی ہمگیری کا بخرا نہ اجمال ہے۔ چاروں دلائیں شرحیہ کی رہشی میں اس کی وجہ
مکاتیب مولانا شاہ محمد الیاسی: مجع کردہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ مجلہ سے
حدیث رسول کا قرآنی معیار: قرآن و فقر کیسا تھا بربط حدیث اور بنیادی افہام پر قرآن سے جیمانہ استشهاد
اجتہاد و تقلیٰ، مسئلہ اجتہاد اور تعلیم پر کامیاب فہمی ارشادی تحقیقین لمحیت مصطفیٰ پر قاری محمد طیب صاحب جہنمہ والعلوم
انسانیت کا امتیاز: متفاہم انسانیت کی رفتہ رفتہ و اہمیت اور علم و کمال کا اس کیسا تھا اختصاص ॥

اسلام کا اخلاقی نظام: ایک بھی پادری کی طرف سے اسلام کے نظم اخلاق پر گئے اختراءات کا جواب
اور شناورے اصول اخلاق کا قرآن سے استنباط
عقائدِ اسلامی فاسکی: اسلامی عقیدہ و فکر کا ملیں ورماں ہم بیان دمولانا محمد طاہر قاسمی
نکشم الطیب صدقہ دو دم مملک: جس میں قرآن کی سیرت اوہم قرآن کے لئے بنیادی اصول بتائے گئے ہیں
چاروں پیغمبر عیوب حدیث: اسلام کے حقایق اور مکریں حدیث پر مکمل و مدلل اور عمدہ کتاب (دانہ مولانا ادریس حسکا کاندھلوی) دو در پیغمبر
اسلام اور فرقہ داریت: اسلام پر حرم کی نہیں، مالی، قائمی، طلبی، سیاسی فرقہ دار ٹیوں کو ظان کیتے آیا ہے
سوار در پیغمبر طیبہ روپیہ فلسفہ نماز: اللہ اکہ بن دوں کے درمیان قریبی نعلیٰ پردازی و ولی عبادت نماز کا دلکش بیان
سائنس اور اسلام: دو حیات مقصدِ اصلی ہے۔ مذہب کو روحا نیت کیلئے تریزہ بناتے ہیں اس سے بروافاہہ اٹھاؤ
المشتبہ فی الاسلام: حصلہ دو دم۔ اسلامی تہذیب کی دلخی صادمہ طرز معاشرت پر تمدن جدید کی اعتماد کا جواب مکمل
ساختہ چاروں پیغمبر دو در پیغمبر سوانح ابوذر غفاری: حضرت ابوذر غفاری کی زبانہ نزدیگی سیرت رسول کا ابیاع اور عشق نبوی کا تذکرہ
اسلامی الفلاح کی راہ: ۔ ابوالائزہ برناض عصری

تصویرِ علم و عمل کی روشنی میں: اس، مولانا مودودی اور اسحاق مدنی بیوی
کیادوں قائم ہے؟: ایک عمدہ کتاب شیدا قادری

المصلحۃ القطبیہ: مولانا نعیمی کی معرکۃ الاراء کتاب مجلہ

جمپوریت اور مغربی تحریکیں: مترجم عبد الوہاب نہجوری (ایک شیخی دستاویز)

ہدیٰ تھے سحرپیدا: یہ حد پاکیزہ اور دھپپ ناولی جو اسلامی روحانیات سے رچا بائیہ
الننان کی حیات صاحبہ: مولانا آزاد کی یہ حد مقبول کتاب

ذکرِ امام غزالی: سوانح اور حالات - مستند اور مقبول مجلہ

تفقاری امام غزالی: علم معرفت کا ایک خسرا نہ

الحمدۃ فی خلوقات اللہ: مصنفہ: امام غزالی

نہایت نقدسی عکسی قرآن اور حاملین

آرڈر میں صرف وہ نمبر لکھ دینا کافی ہے جو ہر ایک کے ساتھ درج ہے

حامل مترجم ۲۴ • ترجمہ: شاہ عبدالقدار محترم
دیوبندی - کاغذ آرٹ از میں بیکیں۔
سائز جلی سے نصف۔ مجلد کرچ ہدیہ دس روپے۔ مجلد
پلاشک کو ریگارہ روپے۔

حامل مترجم ۳۵ • ترجمہ: مولانا شیخ محمد حبیب جائی
بر تحریر ضیر، زین بیز۔ کاغذ دلائی۔
سائز جلی سے نصف۔ مجلد پلاشک کو رہ ہدیگارہ روپے۔
حامل مترجم • ترجمہ: شیخ الحنفی مولانا محمود الحسن۔
قصیر، مولانا شیخ حمد عثمانی۔

زین حاتی سائز ۲۰x۲۷ سے کچھ بڑا غیر مجلد۔ باہر روپے۔
مجلد ریگزین سائز تیرہ بیس بیس کاغذ نہیں۔ شیخ سعید کے
حامل بلا مرجم سے کاغذ ضیغضبوط۔ سائز جلی سے
نصف جزو کافی و دش۔ ہر سطر
کے بعد لائن۔ مجلد کرچ ہدیہ پانچ روپے۔

حامل سالا [انکل ۲۲ جیسی بس فرق یہ ہے کہ ہر سطر کے بعد
لائن ہیں ہے۔ مجلد پلاشک پانچ روپے]
حامل سالا ۲۶ بلا مرجم [ایکٹ سائز۔ کاغذ باریک اور
خاص تحریر۔ جلد پلاشک کو رہ ہدیہ جارہ روپے۔]
حامل سالا بلا مرجم سے مطلب کی۔ کاغذ عده۔
جلد پلاشک کو رہ ہدیہ دو روپے

نہیں مفت طلب فرماسکتے ہیں

مکتبہ تجلی۔ دیوبند (بیانی)

قرآن شیرا حمد عثمانی۔ ترجمہ: علی مس
دوف سے نیاب تھا۔ احمد بدراب کچھ شیخ فیما ہوتے ہیں۔
نفس ٹیکن۔ ہدیہ مجلد ۲۵ پیچے داس کامونہ نہیں۔ شیخ سعید کے

قرآن دو ترجمہ والا ۲۶ • مولانا شیخ الحنفی مولانا اشرف علی ح
حاشیہ پرست تھا سیر کا خلاصہ۔ آغاز میں ابیاء و حواب پڑ کے
حوالی مقدار، سورتوں کے خواص، مفردات کے تذکرے
اوہ اسی نوع کی دیگر مفید تریں اردو میں ہی گئی ہیں۔ لکھائی
چھپائی نقصیں۔ کاغذ اعلیٰ آرٹ پر دیز۔ زین سبز۔
ہدیہ مجلد ریگزین چودہ روپے۔ مجلد حرمی ساٹھے صڑہ روپے
یہی قرآن سنتا ہے کاغذ پر داس کا نمبر ۲۷ ہے۔ ہدیہ مجلد ریگزین
تیرہ روپے۔ مجلد حرمی ساٹھے پول روپے۔ یہی قرآن کی اور لکھائی
کاغذ پر داس کا نمبر ۲۸ ہے۔ زین حاتی مجلد ریگزین باونپے
مجلد حرمی ساٹھے پندرہ روپے

قرآن ایک ترجمہ والا ۲۹ • ترجمہ: مولانا اشرف علی ح
حاشیہ پر تحریر بیان القرآن
سائز جلی سے کچھ بڑا۔ کاغذ دلائی سفید۔ آغاز قرآن میں
بہت سی مفہیں، چیزیں میلانا سورتوں کے خواص، ان ناموں
کی تفصیل جو قرآن میں آئتے۔ ان مقامات کا نقشہ جن کا
ذکر قرآن میں آیا ہے۔ مجلد ریگزین کا ہدیہ بارہ روپے
مجلد حرمی ساٹھے پندرہ روپے

قرآن بلا مرجم ۳۰ • کاغذ آرٹ پر دلائی۔ کتابت میں
نیظیر ہر سطر کے بعد لائن مروج
کشادہ۔ کاغذ سائز۔ کمر درنگاہ والوں کیلئے بہت مددہ۔
مجلد ریگزین ہدیہ آٹھ روپے۔ حرمی ساٹھے گیارہ روپے۔

چین اور روس کی زندگی تصویریں

آزادی کی نئی صفتیں [مصنف: آزادی کے تصویریں جوئی رنگ] آیینہ میں پڑتی ہیں ان کی معلوم افراد کی بھائی، کرچین سامنے اپنے ترکے ایڈٹر اور عنڈی ہم کی زبانی۔ جمہوری سماج کے بعد یہ روحانیت کا دل لا ایکر تھوڑے ضخامت لالا صفات صرف آٹھتے ادب میں ترقی پہنچی ایک دل خیانتا ہے۔ ایک روپیہ پتھر کے دروازے جہا آپ متیناں۔ جاذب توجہ جیتنا۔ قیمت ایک روپیہ

ایمس سوچ راسی [مصنف: جامع آرڈول]۔

مشہور ہندوستانی نژاد اغربی مصنف جامع آرڈول کا وہ خوبصورات نادل جسے پوری میں تہلکہ الدیا تھا۔ آرڈول کا یہ خوبصورا ایڈٹر آرٹ پرپر کی آنکھ تصویری سے مرنے ہے ضخامت کا صفا دھانی روپے چین کے سلطان ترکوں میان کیا ہے؟ ایمس زین گل خوری کا دستاویزی تذکرہ۔ صرف پیش ہے۔

سویٹ نظام کی چھپیاں [جج تعلقی و تعلق لائیبریری] جو چھپی ہی ہے اور حقیقت افراد بھی۔ صفات ۲۲۷

قیمت صرف ایک روپیہ

آزادی کا ادب [بعض منتخب مقالوں، اضافوں اور منظومات کا مجموع جنہیں نیک تیری

مقاصد کے تحت جھپٹا گیا ہے۔ قیمت جلد من روپے۔

لیسن [انقلاب روس کے باقی نیشن کی مستند سوانح۔ سویت روس کی حقیقت] حقیقت۔ دو روپے۔

کیونزم کی پہلی کتاب [حوالات کے مکمل دعفی جوابات درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ۔

ظلمت نیک فرد [مصنف: گپاں مشل مترجم]۔

سابن کیونزم دلشور آرٹھر کو شکر کا بلند نظر پر یاتی نادل جس کا ترجمہ آرڈول کے حمایہ طرز ادیب جانب گپاں مشل نے کیا ہے۔ ایک ایسے ملک کی کسانی جو آرڈول واری انقلابیوں کے ہاتھ میں پڑ کر جنت بنتے ہیں بن گیا۔ ضخامت ۱۹۹۶ صفحہ

قیمت سوارو پیسے

عثمان لطوار [ایک تاریخ۔ سوارو پیسے]

اویانگی بھارت [ایکر زادمان۔ قیمت ایک روپیہ۔

کیونزم اور سان [محالن کی کامیاب بوش جو پے شمار

دستاویزی خالوں سے مرتیں ہے۔ قیمت ڈھانی روپے۔

عالمی سیاست میں جمہوریت [مصنف: لیکٹری پیزاسن۔

اتحادی بھما کے سالان حصہ میں اسکے سامنے جو ملامات مقالوں کی جمہور۔ بن الاقوامی سیاست میں جمہوریت کے کردار اور جمہوری اصولوں کی کار فرانی کے امکانات کا سیر چال جزیہ موجودہ بن الاقوامی سیاست پر توجہ رحمانات کو کھنکیتے اس مختصر سی کتاب کا نطالو از حد مفید ہے۔ ضخامت لالا صفات۔ قیمت صرف چارس روپے۔

آزادی کی طرف [ایک اسی افسر کی آپ بھی وجہاں

کرامر کیہیں پناہ گزیں ہوئیں ہیات دل چسپ اور عربناک۔ یعنی روپے۔

DURR.E.NAJAF

DARULFAIZ RAHMANI DEOBAND



آج کی فرادری کا سچھے خالج ہوئے دلی تیز میں موٹھی کی اشیں کو
اذیتی راتوں میں بے چکر سفر کے قابل نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کی
روش اذیت سزا نہیں میں اذیت کے سچھیری پر بنتیں گے۔

قدیم اطباء
کی خصوصیت یہ تھی کہ
کوئی سے اکبر کر جست
بخاریں حضور مسیح کرتے
دینے پختے گئے
یہ نئے سے تیار کیا جائے
ہنا کے وہ برکاتی
پرستام کئے جیں اپنی
رضی اور جست
حالتوں میں کیساں رہے
اویغیر کیا جاندا ہر کتنا
لگ دینے پختے، ستمان

دارالعلفون خانی

